بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد 12)

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

نعت شریف

یہ جام تلخ وہی خوشگوار کرتے ہیں
جو ان کی یاد دمِ احتضار کرتے ہیں

حل لغات

جام، پیالہ، گلاس، کٹورہ، شراب پینے کا برتن۔ تلخ، کڑوا، بدمزہ، ناپسند۔ خوشگوار، مزیدار، اچھا، پرلطف۔ دم، پل۔ احتضار، حاضر ہونا۔

شرح

یہ کڑوے پیالے وہی خوشگوار اور مزے دار بناتے ہیں جو حضور اکرم ﷺ کو بوقت نزع روح یاد کرتے ہیں۔

اس شعر میں سکرات کی سختی اور خاتمہ بر ایمان کا بیان اور ان خوش بختوں کی طرف اشارہ ہے جو بوقت وفات حضور اکرم ﷺ کو یاد کرتے فوت ہوتے ہیں۔

سکرات کے کڑوے گھونٹ

نزع روح کے وقت کی سختی جو احادیث میں ہے وہ پہلے ملاحظہ فرمالیں پھر خوشگوار حال کا عرض کیا جائے گا۔

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اگر آدمی مسکین پر کوئی آفت مصیبت نہ آئے پھر بھی اس کی لذتوں کو مکدر کرنے کے لئے موت کی شدت اور نزع کی تکلیف کافی ہے۔

(۲) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت عابدین نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ کوئی مردہ ظاہر ہو اور موت کا مسئلہ ہم اس سے پوچھیں اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ کو زندہ کیا اس نے کہا کہ مجھے پچاس سال مرے ہوئے ہوگئے ہیں لیکن موت کا اثر اب تک میرے بدن سے نہیں گیا۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف تلوار کے ہزار زخم سے زیادہ ہے۔

(۴) امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مردوں کو قیامت میں اُٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر ہوتا ہے۔

(۵) حضرت شداد بن اوس کہتے ہیں کہ موت دنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے آرہ کے چلانے اور قینچیوں کے کترنے اور دیگ میں پکانے سے سے زیادہ سخت ہے۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ موت کی سختی ایسی ہے جیسا کہ زندہ چڑیا کو آگ پر بھونا جارہا ہو نہ اس کی جان نکلتی ہو اور نہ ہی اُڑنے کی کوئی صورت ہو یا یہ کہ زندہ بکری کی کھال اُتاری جائے۔

(۷) حضرت عمر نے حضرت کعب سے دریافت کیا کہ موت کی کیفیت بیان کروانھوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو بدن کے اندر داخل کیا جائے اور ہر چیز اس کے ساتھ لپٹ جائے پھر اس کو ایک دم کھینچا جائے اس طرح جان نکلتی ہے۔

اللھم احفظنا من سکرات الموت

یہ سختی کفار، منافقین اور فاسقین کے ساتھ ہوگی۔

دکھوں کا مداوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سکرات حق ہے اور اس کی سختی بھی لیکن مومن صالحین کے لئے تو موت کو تحفہ فرمایا اور پانچ سو فرشتے ملک الموت لے کر مومن کے پاس آتے ہیں اور اسے بشارتیں دی جاتی ہیں اور جنت کی خوشبوئیں اور کفن لاتے ہیں اور جنت اس کے سامنے کردی جاتی ہے اور ملک الموت اس طرح نرمی کرتے ہیں جیسا کہ بچے کے ساتھ ماں نرمی کرتی ہے اور جس طرح آٹے سے بال نکالا جاتا ہے اس طرح مومن کی روح نکلتی ہے اور آسمانوں پر ستر ہزار فرشتے استقبال کرتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کا جب انتقال ہوا تو ہنسے اور فرمایا

بمثل ھذا فلیعمل العاملون   ایسی چیزوں کے واسطے لوگوں کو کام کرنا چاہیے

معلوم ہوتا ہے کہ کچھ فرحت والے مناظر دیکھے ہونگے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب انتقال ہوا تو بیوی نے کہا ہائے افسوس تم جارہے ہو۔ فرمایا کل حضور اکرم ﷺ اور آپ کے یاروں میں ہوں گا۔

انتباہ

سکرات اور قبر کی سختیاں کفار و فساق کو ہوتی ہیں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام بلکہ اہل اسلام کے بچگان ان سے محفوظ و مامون ہوتے ہیں۔

مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم بن سید الانبیا ﷺ کے دفن سے ہم سب فارغ ہوئے اور حضور اکرم ﷺ ہمارے ساتھ تھے آپ حضرت ابراہیم کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمارہے تھے کہ اے بیٹا! قلب غمگین ہے اور آنکھ روتی ہے اور

ہم ایسی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب تعالیٰ ناراض ہو وہی کہتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہے کہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۝ (پارہ۲،سورۃ البقرہ،آیت ۱۵۶) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

اے بیٹے! تم نکیرین کا کہنا میرا رب اللہ تعالیٰ، میرا دین اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول میرے والد گرامی ہیں۔ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رونے لگے ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ اتنا روئے کہ ان کی آواز بلند ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عمر روتے کیوں ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضرت آپ کے صاحبزادے کے معاملہ سے کہ وہ ابھی بچے تھے سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے ان کے لئے کسی قسم کا گناہ نہ لکھا جائے گا لیکن پھر بھی آپ انہیں تلقین فرما رہے ہیں اور آپ جیسا تلقین کنندہ پھر کس کے نصیب میں تو پھر ہم کہاں جائیں گے اور ہمارے ساتھ کیا ہوگا کہ ہم نے جواب ہو کر کیا کچھ کیا اور ہمارے ہر دم قدم پر کراماً کاتبین محافظ و نگران بیٹھے ہیں ہمیں آپ جیسا تلقین کنندہ نصیب ہو یا نہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں سے حضور اکرم ﷺ روئے اور آپ کے صحابہ کرام بھی۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ۝ (پارہ۱۳،سورۃ ابراہیم،آیت ۲۷)

اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

جب آپ نے یہ آیت صحابہ کرام کو سنائی تو وہ سب کے سب خوش ہوئے اور ان کے قلوب مطمئن ہوگئے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مسئلہ:۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور نابالغوں اور ملائکہ کرام سے کسی قسم کا سوال نہ ہوگا۔ یہ صرف ہمارے نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے کہ قبر میں آپ ہی کے متعلق سوال ہوتا ہے (اس موضوع پر فقیر کا رسالہ ''القول المؤید'' دیکھئے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ہر قبر والے کو زیارت نصیب ہوتی ہے) ورنہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے ان کے نبیوں کے متعلق سوال نہیں ہوتا تھا۔

نکتہ

پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق قانون الٰہی تھا کہ اگر ان کی امت انہیں نہ مانتی تو وہ فوراً عذاب میں مبتلا ہو جاتی اور چونکہ ہمارے نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں اس لئے ان کی امت سے عذاب موخر کر دیا گیا ہے۔

دنیا میں حضور اکرم ﷺ کا دین اخلاق سے پھیلا لیکن غزوات دفاعی پر آپ کو تلوار کا حکم تھا۔ بعض لوگ تلوار کے ڈر

سے منافقانہ طور پر مسلمان ہو گئے اگر چہ دنیا کے عذاب سے محفوظ رہے لیکن قبر کا سوال مقرر فرمایا تا کہ اس وقت امتیاز ہو جائے کہ ان میں مومن کون ہے اور منافق کون؟

اعجوبه

بعض لوگوں سے ایک مجلس میں تین بار سوال ہوگا اور بعض سے سات دن تک مسلسل سوال ہوتا رہے گا اور منافقین سے تو چالیس روز تک۔

بابرکت راتیں

جمعرات و جمعہ کی راتوں، اسی طرح رجب وشعبان ورمضان اور عید کی شب کو نکیرین کا سوال نہ ہوگا اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور اللہ کی رحمت پر امید ہے کہ سوال نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ اکرم الاکرمین ہے۔(روح البیان)

سوال

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تلقین میت کے بارے میں کوئی حدیث صحیح یا حسن ثابت نہیں بلکہ اس کے متعلق روایات ضعیفہ ہیں اور اسی پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔

جواب

قاعدہ ہے

والحدیث الضعیف یعمل بہ فضائل الاعمال — فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

فائده جلیله

خاتمہ بر ایمان ہو یا قبر وحشر کی حاضری کا بہترین نسخہ دامن اولیاء ہے۔مثنوی شریف میں ہے

هین که اسرافیل وقتند اولیاء — مرده رازیشان حیاتست ونما

جانهائے مرده اندر گورتن — برجهد ز آواز شان اندر کفن

گوید این آواز زآواز ها جداست — زنده کردن کار آوازخدا ست

مابمر دیم د بکلے کا ستیم — بانك حق آمد همه برخاستیم

مطلق آن آواز خوداز شه بود — گرچه از حلقوم عبدالله بود

گفت اورامن زبان وچشم تو — من حواس ومن رضا و خشم تو

ہماری ناؤ کنارے لگائیں گے ایک روز
وہی جو بیکسوں کے بیڑے پار کرتے ہیں

حل لغات

ناؤ، لمبی اور بیچ سے خالی ڈونگی، کشتی۔ بیڑے، بیڑا کی جمع ہے۔ ناؤ، کئی جہازوں یا کشتیوں کا مجموعہ۔

شرح

ہمارے کشتی ایک دن کنارے ضرور لگائیں گے وہ ذات جو بیکسوں کے بیڑے پار کرتے ہیں۔

دنیا میں بیڑے پار

حضور اکرم ﷺ نے بے شمار غلاموں کے بیڑے پار لگائے اور ان کے لئے یہ کوئی مشکل امر نہیں یہ کام تو آپ کے غلاموں کے غلاموں کا ہے اسی لئے اللہ والوں سے مشکل کے وقت انہیں پکارنا اور ان سے مدد مانگنا ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے اور یہ نہ شرک ہے نہ کفر بلکہ مسئلہ وسیلہ کی ایک قسم ہے۔

المدد یا شیخ

حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ مغرب کی نماز اور نمازِ تہجد کے بعد لنگی یا کسی اور کپڑے کا دامن اپنی گردن میں ڈال کر اور سر مبارک برہنہ کردیتے حضرت قبلہ عالم کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور نیاز مندی سے امداد طلب کرتے۔ تقریباً تین چار لمحہ تک ایک سو بار ''یا شیخ حضرت خواجہ نور محمد'' اور ایک سو بار ''یا مولانا حضرت محمد'' اور چند بار ''کن بی مدد یا شیخ'' (شاہ سلیمان تونسوی) کہے۔

بڑھیا کا بیڑا اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑھیا کے بیڑے تیرانے کا واقعہ مشہور ہے۔ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ بحوالہ خلاصۃ القادریہ سن تصنیف لطیف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ ایک دن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی آپ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا ایک نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی بارات دلہن کے

گھر گئی عقدو نکاح سے فارغ ہوکر بارات دلہن کوہمراہ لے کراپنے گھر چلے درمیان میں دریا عبور کرنا تھا کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی اس وقت بارہ ہی سال گزرے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بیقراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے۔جس وقت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ سنا فرمایا بڑھیا کومیرے پاس لاؤ۔بوڑھی کوحاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تیری دردبھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا ہوں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوادوں گا۔یہی وعدہ فرماتے ہوئے سرسجدہ میں رکھ دیا اور بارگاۂ ایزدی میں عرض کی کہ مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کونئی زندگی دے کر بارات کوواپس لوٹا دے۔تین باراسی طرح عجز وزاری سے التجا کی آخر مالک قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اوریکا یک دریائے رحمت کوجوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح وسالم باہر نکل آئی۔بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی قدموں پر گر پڑی۔آخر اجازت لے کر شہر میں چلی شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بت پرست مشرف با سلام ہوئے۔

قصیدہ مع ترجمہ دربار واقعہ ھذا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

گویم نخستیں حمد حق — آں خالق ارض وسما

پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں — کہ وہ زمین وآسمان کا خالق ہے

قیوم قادر مقتدر — اھل طلب را رھنما

قیوم اور قادر مقتدر ہے — طالبان حق کا رہنما ہے

زاں پس درود مصطفی — گویم بصد صدق وصفا

اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود عرض کرتا ہوں نہایت صدق وصفائی سے

بر آل و براصحاب او — برجملہ احباب او

آل کی آل واصحاب اور — جملہ احباب پر اور

برد اخلاںِ باب او — گویم زجان ودل ثنا

ان کے دروازہ اقدس پر پڑے رہوں — پردرود ہو جان ودل سے اس کی تعریف کرتا ہوں

مدح جناب محی الدین — آں غوث اعظم بالیقیں

جناب محی الدین کی مدح کہتا ہوں آپ یقیناً غوثِ اعظم ہیں

محبوب رب العالمین تن راتوں جان را اجلا

اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور عاجزوں کا سہارا اور جان کی روشنی ہیں

دادش خدا قرب آں چناں کس نیست یارائے بیاں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا قرب عطا فرمایا ہے کہ کسی کو بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں

پائے شریفش رامکان بر گردن کل اولیاء

اس بلند مرتبہ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے

باشد کرامتہائے او چوں معجزات مصطفی

ان کی کرامتیں سرورِ انبیا ﷺ کے معجزات کی طرح بیشمار ہیں

خارج زحد بیروں زعد حدش نداندجز خدا

جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ شمار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم نہیں

مشتے ازاں خروار ھا یکدانہ زاں انبار ھا

مشتے نمونہ خروار اور اس انبار سے ایک دانہ

سرے ازاں اسرارھا ظاھر بسازم برملا

ان اسرار سے صرف ایک راز میں برملا ظاہر کرتا ہوں

روزے بطور خوشدلی آں پیشوائے ھر ولی

کہ ایک دن بطورِ خوشی وہ ہر ولی کے پیشوا

بھر تفرج شد خلی ازطرف صحرائے قضا

سیر کی خاطر جنگل کی طرف کھلے میدان میں نکلے

ناگہ گذشتہ سیراو برساحل بحرنکو

اچانک آپ کی سیر کا گذر ایک عجیب دریا کے کنارے پر ہے

یك پیرزن شدرو برو نالہ و گریہ ھاؤھا

کہ جس پر ایک بڑھیا روتی چلاتی　　زاری کرتی ہوئی حاضر ہوئی

قدش کماں زہ از عصا　　تیرش ز آہ جانگزا

اس کا قد کمان اور اس زہ عصا　　اس کا قد آہ جانگزا تھی

اشکش رواں چوں سلہیا　　لرزاں ولغزاں دست وپا

سیلاب کی طرف سے آنسو جاری تھے اور ہاتھ پاؤں کو لرزہ تھا

پرسید پیرش از کرم　　از باعث آن درد وغم

اس بوڑھی سے مہربانی فرما کر　　درد وغم کا موجب پوچھا

ادخواندہ حرفے پر الم　　از دفتر آن ماجرا

اس نے اپنے ماجرا کے دفتر سے ایک پر درد عرض بیان کرتے ہوئے

گفتا کہ از باغ جہاں　　یك داشتم سرورداں

کہا کہ باغ جہاں سے　　مجھے ایک سروداں نصیب تھا

یعنی کہ فرزند جواں　　بودہ ست پیری عصا

یعنی نوجوان بیٹا　　جو کہ بڑھاپے میں میرا اسہارا تھا

قصرسرورا افراختہ　　کردم برآتش رابنا

ایک مکان عالیشان تیار ہوا　　شاید آگ پر اس کی بنا ہوئی

گشتہ برات اورواں　　باکروفرحرداں

اب بارات روانہ ہو پڑی　　شاہوں کے کروفر کی طرح

آلات شادی درمیاں　　دف و دھل قرناؤنا

شادی کے اسباب کے ساتھ　　دف دہل قرنانے وغیرہ

مادم بسے ہمراہ را　　یکسر گداؤ شاہ را

اس کے ساتھ بہت لوگوں کو بھیجا　　جس میں بہت امیر وغریب تھے

چوں قطع کردم راہ را　　آسودم از رنج وعنا

جب سفر طے ہو گیا　　رنج و تکلیف دور ہوئی

آں طرف ثانی یك طرف　　درھا کشادند از صدف

دوسری طرف والوں نے　　صدف سے موتی کھولے

دادندسیم وزر بکف　　کردند مهماں را عطا

بہت سیم وزر عنایت　　ہوئے مہمانوں کو

کردند حاضر اطعمه　　شیریں و شوریں همه

طعام حاضر ہوئے　　نمکین وشریں

شاهی کباب و کورمه　　حلوائے چیں رومی پلاء

شاہی کباب اورقورمہ　　اورچینی حلوے اوررومی پلاء

شیریں برنج انبارھا　　حلواؤناں خلوار ھا

میٹھے چاول بہت　　حلوہ پوڑی کا تو حساب ہی نہ تھا

تابندہ وفرخندہ خو　　خوشبو سیرچوں ناقه جو

نہایت حسین اورمبارک عادت　　بہترین خصلتوں والا

یك جلوہ دیدار او　　صددرد منلوں رادوا

اس کے دیدار کا ایک جلوہ　　دردمندوں کی دوا تھا

جود وجمالش آیتے　　حسن وسخائش غایتے

اس کی سخاوت اور جمال اللہ تعالیٰ　　کی آیت تھی اور نہایت حسین اور سخی

مشتاق او زوایتے　　محتاج او اهل بوا

مشہور لوگ اس کے مشتاق رہتے ہیں　　اور پھر محتاجوں کا کیا پوچھنا

از خون ودل دام لبن　　جاں داد مش برجان وتن

دل کے خون سے میں نے اسے　　دودھ دیا اس کی جان وتن پر میں نے جان دیدی

فارغ نزدیك دم زدن　　درخدمتش صبح ومساء

اس کی تربیت سے ایک لحظہ بھی فارغ نہ تھی بلکہ اس کی خدمت میں شام وسحر حاضر باش تھی

دندان چوں شد دانه خا	کردم زشیر اور اجدا
اس کے دانت جب پیدا ہوئے	تو میں نے اسے دودھ سے دور کیا
هر چیز کم داده خدا	مصروف کردم درغذا
جو شے اللہ تعالیٰ نے مجھے دی	اس کی غذا پر میں نے صرف کردی
چودیده کردم پرورش	نادید بادادم خورش
آنکھ کی طرح اس کی پرورش کی	نایاب چیزوں کی خوراک دی
مندیل زریں برسرش	نعلیں سیمیں زیرپا
سنہری رومال اس کے سر پر	چاندی کی نعلیں اس کے پاؤں میں
پوشاك آں پاکیزه تن	مشروع ململ گلبدن
اس کے جسم کی پوشاک	اعلیٰ قسم کی ململ تھی
زریفت چین خزختن	دیبا باعلام طلاء
چینی زریفت ختن کا ریشم	جس پر طلائی نقش منقوش تھے
بودم بردیش شادماں	داخل بسلك بیغماں
اس کے منہ سے میں نہایت مسرور	تھی بےغم لوگوں کی جماعت میں رہتی تھی
یادم نه در روز وشاں	جز شغل آں راحت فزا
ہر دن رات مجھے اس کے	شغل میں بسر ہوتا رہا
چوں شد بقوت بال او	حیراں جهاں برحال او
جب اس کے بال جے	تو اس حال پر لوگ حیران تھے
شیر ژیاں پامال او	همدست شد بااژدها
مست شیر بھی اس کے سامنے عاجز تھے	اژدہائی طاقت رکھتا تھا
گفتم بدل از بنداو	بینم رخ فرزند او

دل میں خیال آیا کہ کہیں اس کا بیاہ کردوں تا کہ اس کی اولاد اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں

دادم ازاں پیوند او | باخاندان ذوالعلاء

چنانچہ اس کا عقد و نکاح | ایک عالی قدر خاندان میں ہوگیا

رسم شگون شد ساختہ | اسباب شد پرداختہ

شادی کے رسوم تیار ہونے لگے تمام اسباب تیار ہونے لگے

بادام وشکر بارھا | جمھاز اچار وابا!

کھانڈ و بادام کثیر تھے | اچار و چٹنیوں کے خم پر خم تھے

دادہ جھاز آں ذوالقدر | زیور قزوں آونلزر

اس ذی قدر نے اپنی لڑکی کو جہیز دیا | زیور بے شمار اور سونے کے برتن

صدناقہ مشک تتر | صدنیفہ ثوب صفا

تا تار کے مشک کے کئی ڈبے | قسم قسم کے کپڑے

اسپاں مرصع زیں و قس | استر شتر ھا بار کش

گھوڑے زین والے دیگر جانور | استر اور شتر باربردار

واھاں غلام ماہ دش | دیگر نفائس بے بہا

بے شمار حسین غلام | علاوہ ازیں دیگر نفیس اشیاء بہا

چونکہ بزھرہ شد قرین | درساعت نیکوترین

زہرہ کے ساتھ ہمارا ستارہ قرین تھا | اچھی ساعت میں

گشتیم ز آنجار بگزیں | باصد ھوس باصدر جا

ہم دانش روانہ ہوئے | بڑی خوشی اور بلند امیدوں کے ساتھ

در کشتی ایں بھر خوں | آمد برات از بخت دوں

اس خونی دریا میں کشتی پر سوار ہوکر | بارات داخل ہوئی

کشتی چوں گردوں شد نگوں | شد غرق طوفان فنا

کشتی الٹی تو تمام طوفان میں غرق ہو گئے

نوشه عروس وهمرهاں درطرفته العین ناگهاں

دولہا دلہن سمیت اور ہمراہی بھی طرفۃ العین میں اچانک سب

نشتند در دریا نهاں گویا نه بوده گاه بقا

دریا میں ڈوب گئے گویا وہ تھے ہی نہیں

یك من بماندم زاں همه میشے نشاں از رمه

ان تمام میں سے صرف میں رہ گئی ہوں جیسے ریوڑ سے ایک بھیڑ بچ جائے

درد زبانم هر دمه هیهات واویلاؤ دا

اب ہر لحظہ میری زبان پر ہیہات اور واویلا ہے

زیں زندگی دور وزخم از بار غم شد پشت خم

اس زندگی میں درد اور زخم نصیب ہوئے غم کے بوجھ سے میری پشت ٹیڑھی ہوگئی

هردم شود افزاں نه کم سوز و گداز وجانگزا

روز بروز ترقی ہے نہ کمی سوز ہے اور گداز ہے اور جانگزا

شدسالها اثنا عشر کافتاده درخرمن شرر

بارہ سال ہوئے کہ میری خرمن میں چنگاری پڑی ہے

روز وشبم درشور وشر یکدم نیم از غم جدا

رات دن شور و شر میں ہوں ایک لحظہ بھی غم سے جدائی نہیں

آں شاه که حکمش بود کن در گوش کردایں سخن

وہ بادشاہ کہ جس کا حکم بھی کن کا حکم رکھتا ہے جب کانوں سے یہ کہانی سنی

از قصه زالِ کهن زرجوش دریائے عطا

بڑھیا کے قصہ سے ان کے دریا نے جوش مارا

گفتا که اے غمخواره دردشت غم آواره

فرمایا کہ اے بڑھیا غمخوردہ غم کے جنگل کی آوارہ

سازم برایت چارہ خواھم زحق بهرت دعا

تیرے لئے چارہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے دعا مانگتا ہوں

تازندہ گرد و پور تو طاھر شود مستور تو

تا کہ تیرا بیٹا زندہ ہو جائے اور تیرا چھپا ہوا بیٹا ظاہر ہو جائے

آساں شود معسود تو از قدرت رب السماء

اور تیری مشکل آساں ہو جائے آسمان والے رب کی قدرت ہے

پس پیرپیران خدا درسجدہ شد پیش خدا

پھر اللہ والوں کا پیشوا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوا

باعجز زاری وبکا شد همتش مشکل کشا

نہایت عجز وزاری اور آہ وفغاں کی آپ کی ہمت سے مشکل حل ہوئی

یارب مرآن اموات را درجوف حوت اقوات را

اے میرے اللہ ان سب مردگان کو جو مچھلیوں کے پیٹ میں پڑے ہوئے ہیں

هر جز جز اشتات را از فضل خود زندہ نما

ہر ایک ایک ریزہ ریزہ شدہ انسانوں کو اپنے فضل وکرم سے زندہ کر دے

سر بدبسجدلو همچناں کز جائے غرق آمد فغاں

آپ ابھی سر سجدہ تھے کہ غرق ہونے والی جگہ سے فریاد آئی

کشتی پر ازمرداں زناں پیدا شدہ برروئے ما

مردوں اور عورتوں سے کشتی بھرپور تھی پانی پر ظاہر ہوئی

شداهل کشتی را گذر سالم بساحل بے خطر

تمام کشتی والوں کا صحیح سالم ہو کر کنارہ پر بے خطر گزر ہوا

درغرق مردن بے خطر باآن جلوها آن جلا

دریا کے غرقابہ سے بے خطر اس رونق اور کروفر میں

نووشه بازان تاج و کمر　　　　دردست او تیغ سپر

دولہا اسی تاج و کمر سے اور ہاتھ میں تیغ وسپر تھی

بانو نشسته حجله در　　　　پیشیش پرستاران بپا

اپنی دلہن کے ساتھ حجلہ میں بیٹھا ہوا اور ان کے سامنے نوکر خدمت میں کھڑے تھے

قوال و مطرب بذله گو　　　　نقال در نفال نکو

قوال اور مراثی بدستور غزل سرا تھے　　　　نقلی بدستور نقل کر رہا تھا

خمار می ریز از سبو　　　　یاران بدید درهو وها

گھڑے سے خماری ریز تھے دوستوں کو دیکھا

مادر پسر شد مجتمع　　　　غمهاز دل شد منقطع

ماں بیٹے جمع ہوئے　　　　غم دل سے بھاگ نکلے

ایں قصه راشد مستمع　　　　هر کس ز ذکر ان ونساء

اس قصہ کو سننے والے ہر مرد عورت سننے والے ہوئے

ظاهر چوں شد طرفه سر　　　　بسیار منکر شد مقر

جب یہ کرامت ظاہر ہوئی　　　　تو بہت کافر مسلمان ہو گئے

گشتند کافر منکر　　　　شدمومنا نرا اعتلاء

کافر ذلیل ہوئے اہل ایمان کو بلندی نصیب ہوئی

چون کرامت شد مبین　　　　شد خلق راراسخ یقین

جب کرامت ظاہر ہوگئی　　　　تو مخلوق کے اعتقادات راسخ ہوئے

بروعد ه رب العالمین　　　　برحشر و نشر وبرجزا

کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اے محی دین عالی قدر　　　　روی قبله جن وبشر

اے غوثِ اعظم عالی قدر آپ ہین جن و بشر کے قبلہ

سوئے غلام خودنگر　　از راہ الطاف وعطاء

اس غلام کی طرف نظر و کرم ہو عطا ءوالطاف سے

غرقم بدریائے بدی　　حرقم بیزان خودی

میں بھی بُرائی کے دریا میں غرق ہوں خودی کی آگ میں جل رہا ہوں

یاملتجائی خذیدی　　اخرج من امواج الھوا

اے میرے سہارے مجھے سہارا دیجئے خواہشات نفسیانی کے موجوں سے نکا لیئے

شیطان نمودہ اشتلم　　ازراہ نیکی کردہ گم

شیطان نے مغلوب کر دیا ہےاور نیکی راہ سے گمراہ کر دیا

ازغفلتم نوشاند خم　　کردست سرمست و خطا

غفلت سے مجھے پیالہ پلا دیا خطا میں بدمست بنا دیا ہے

نفس ست اندر سرکشی　　دربخل و حرص زر کشی

نفس سرکشی میں ہے بخل میں ہے حرص میں ہے زرکشی کے خیال میں ہے

وارد بغیر حق خوشی　　دائم بدام ماسوائے

غیر اللہ کی جانب خوشی میں ہے ہمیشہ ماسوائے کی پھانسی میں ہے

اے صاحب ارشاد من　　در گوش کن فریاد من

اے میرے مرشد　　میری فریاد سنیئے

میخواہ ازایشاں دادمن　　دردم را درماں نما

نفس و شیطان سے مجھے بچا میرے درد کا علاج فرما

ھستم قصوری در لقب　　سازم حضوری باادب

میرا القب قصوری ہے ہمیشہ باادب حضوری ہوں

از فیض شاھاں کے عجب　　بخشش بمسکین وگدا

شاہوں کے فیض سے کچھ بعید ہے جو کہ مسکین وگدا پر بخشش فرما دیں

حوالہ جات

کرامت کو فی نفسہٖ کرامت ماننا کافی ہوتا ہے مگر بعض لوگ قلبی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اولیاء کرام کی کرامت پر معترض رہتے ہیں یہ کرامت گذشتہ دلائل کی روشنی سے صحیح معلوم ہوتی ہے مولانا برخوردار ملتانی جو دیگر مفید تصنیفات کے مصنف ہونے کے علاوہ شرح عقائد جیسی مشہور ومعروف کتاب کے محشی بھی ہیں اپنی کتاب غوث اعظم صفحہ ۲۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں فرماتے ہیں

اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور سخت مشہور ہے۔ اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صادق معلوم ہوتی ہے اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدت مزید کے بعد بارات کا نکلنا دور از عقل ہے بجز اس سے کہ خلائق عالم قادر حشر ونشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے ایمان میں فرق آتا ہے۔ معجزات اور کرامت کو درحقیقت فعل اللہ ماننا ہے اس کے بعد چند دلائل اسی واقعہ کی توثیق کے لئے بیان فرمائے کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں

ثم یرد له التکوین فیکون مایحتاج الیه باذن اللّٰه

یعنی بعد حصول فنا اتم جو کہ غایت احوال، ابدال واقطاب ہے کبھی عارف کو تکوین کی خدمت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کل یا مایحتاج کو موجود کر لیتا ہے۔ بہجۃ الاسرار میں حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ

انا حجة اللّٰه علیکم وانا نائب رسول اللّٰه ووارثه فی الارض یقال لی یاعبدالقادر تکلم یسمع منک

یعنی میں زمین میں نائب ووارث سرورِ عالم ﷺ ہون مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر جو مانگنا ہو مانگ قبول ہوگا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتوح الغیب کی شرح میں مقولہ تکوین کے نیچے بایں کلمات قلم فرسائی فرمائی ہے

پستر از رسیدن بمرتبه فنا و لایت و ابدالیت گاهی رد کرده میشود سپرده مے شود بوے پیدا کرد ن اشیاء و تصرف وراکوان که عبادت از خرق عادات و کرامات است پس یافته میشود تمامه آنچه احتیاج کرده میشود بسوئے بلستوری خداوقدرت دے عزوجل یعنی درحقیقت فضل حق است که بر دست

ولی ظهور یافته چنانچه معجزه بردست نبی

یعنی ولایت کی ڈگریوں میں جب بندہ فنائیت وابدالیت کے مقام تک پہنچتا ہے تو اُسے عالم دنیا میں خرق عادت کے طور پر تصرفات کی اجازت مرحمت ہوتی ہے جو قدرت ،حق کا ظہور ہوتا ہے جیسے معجزات انبیاء قدرت کا ظہور ہوتے ہیں۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ

ایں رد وتکوین وعطاء تصرف در کائنات ثابت مذکور است بقول حق سبحانہ وتعالیٰ در بعض کتابھا دے کہ پیغمبران فرستادہ اے فرزند آدم اطغی تقول لشئی کن فیکون

یعنی بندۂ خدا کو تکوین یعنی مُردوں کا زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا ہے اے میرا بندہ تو میرا ہو جا جب تو میرا ہو جائے گا تو کسی شے کو کہے گا کن ہو جا وہ ہو جائے گی۔

نوٹ

اس کرامت بڑھیا کا بیڑا کے اثبات میں فقیر کی تصنیف ''احیاء الموتی بعد السنین ''المعروف بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم''مطبوعہ ہے اور فقیر کی زندگی میں ہی (۱۹۶۳ء تا ۱۹۹۶ء) ہزاروں کی تعداد میں بیسیوں ایڈیشن شائع ہوئے ہیں کسی مخالف سے اس کی تردید نہیں سنی گئی۔فقیر نے قرآن وحدیث واقوالِ علماء کے علاوہ تاریخی لحاظ سے اسے ثابت کیا ہے۔ (الحمدللہ علی ذلک)

حرم کے کانٹوں کو ہم گل بھی کہہ نہیں سکتے
کلیجے ان کے ہیں جو خار کرتے ہیں

حل لغات

کلیجہ،انسان کا جگر،مجاز اُہمت،دلیری،حوصلہ،پیار یہاں یہی مراد ہے۔

شرح

ہم حرم شریف کے کانٹوں کو گل اس لئے نہیں کہہ سکتے (اگرچہ گل سے ہزاروں درجہ بہتر وبرتر ہیں) کہ ان کے اندر تو یہ تاثیر ہے کہ ان کے پیار عشاق کو چھلنی کرتے ہیں۔

عاشق کا عقیدہ

عاشق کا عقیدہ اپنے محبوب کے متعلق کبھی عیب ونقص کا تصور آسکتا ہی نہیں۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

حبل الشئی یعمی ویصم   تیری کسی سے محبت محبوب کے عیب ونقص دیکھنے سے نابینا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔

یعنی محبّ کی آنکھوں کا محبوب کے حسن و جمال میں مستغرق ہونا اور اس کے عیب ونقص دیکھنے سے اندھا ہو جانا اور محبّ کے کانوں کا محبوب کے ذکر اور مدح اور اس کے کلمات کے علاوہ ہر کلام سے بہرہ ہو جانا حقیقی عشق کی دلیل ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

فاذا سمعت فعنک قولا طیباً   واذا نظرت فما اری الاک

(قصیدہ نعمان)

امام عینی شارح بخاری رحمهما الله تعالیٰ

حسب عادت علماء وفقہاء نے فضلاتِ رسول ﷺ کی طہارت وغیر طہارت میں اختلاف کیا۔ امام عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں لکھا کہ میرے نزدیک فضلات مبارکہ طیب و طاہر اس کے سوائے اقوال سے میرے کان بہرے ہیں یعنی غیر طہارت کے اقوال ہم سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔

حضرت محمد مصطفی ﷺ کا گدھا اور صحابہ کا عشق

"وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا" کے شان نزول میں علامہ عینی جلد اول صفحہ ۲۰۹ میں لکھتے ہیں

عن انس قال قیل یا نبی اللّٰہ لو اتیت عبد اللّٰہ بن ابی فانطلق الیہ النبی یرکب حماره وا[illegible] المسلمون یمشون وهی ارض سبخة فلما اتاه النبی قال الیک فواللّٰہ لقد آذانی نتن حمارک فقال رجل من الانصار واللّٰہ لحمار رسول اللّٰہ اطیب ریحا منک فغضب لعبد اللّٰہ رجل من قومه وغضب لکل واحد منهما أصحابه وکان بینهما ضرب بالجرید والأیدی والنعال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے ہاں چل کر اُس کے ساتھ صلح کی بات کیجئے۔ آپ ﷺ گدھے پر سوار ہو کر مع جماعت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے عبداللہ نے کہا گدھے کو دور کیجئے مجھے اس سے بدبو آتی ہے۔ ایک انصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبوناک ہے اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو ان کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر

اور جوتے برسا رہے تھے۔

انتباہ

غور کیجئے کہ صحابہ کرام کی نظروں میں حضور اکرم ﷺ کا ادب کتنا ملحوظ خاطر تھا کہ گدھے کے مقابلہ میں کلمہ گو عبداللہ اور اس کی پارٹی سے ہاتھا پائی اور لڑائی جھگڑا کر دیا اور جھگڑا بھی کسی شرعی مسئلہ پر نہیں حضور اکرم ﷺ کے گدھا کے عیب کے اظہار پر اور وہ عیب واقعی عیب ہے یعنی پیشاب کی بو لیکن عاشق لوگوں کو گوارا نہ ہوا اس پر لڑائی برپا کر دی۔

عشق کا مذہب

حضور اکرم ﷺ کے کمالات آنکھیں بند کر کے تسلیم کرنا ایک قاعدہ پر مبنی ہے وہ حضور سرورِ عالم (ﷺ) جوہر ایمان ہے یہ نہ ہو تو جملہ اعمال کتنے ہی اعلیٰ اور بکثرت ہوں بیکار ہیں اور مخالفین خوارج کے اصول پر عملاً اعمالِ صالحہ کو نجات کا دارومدار سمجھتے ہیں حالانکہ لفظاً انہیں اعتراف ہے کہ مدارِ نجات ومغفرت کا نفس ایمان پر ہے نہ کہ ادائیگی فرائض وواجبات پر جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے پس عدم امید مغفرت کا قول قابل اور لائق سماع نہیں چنانچہ احادیث صحاح میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس شخص کی نسبت فرمایا تھا کہ اس نے ایک وقت کی نماز نہ پڑھی اور جنت میں چلا گیا جس نے ایمان لاتے ہی جہاد میں شہادت پائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز، روزہ شرط دخولِ جنت ومغفرت نہیں۔ ایک صحابی نے فرمایا''ماا عددت لها''جب اس نے کہا''ما اعددت كثير صلوة و صيام ولكن احب الله و رسوله''کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''انت مع من احببت فرمایا''اور دوسری حدیث میں عموماً''المرمن احب''وارد ہے۔ معلوم ہوا کہ مغفرت ونجات کا دارومدار اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کی محبت پر ہے نہ کہ کثرت صلوٰۃ و صیام وغیرہ ہما پر۔ ثابت ہوا کہ جوہر ایمان اور حقیقت ایقان محبت اللہ جل جلالہ ومحبت رسول اللہ (ﷺ) ہے اور اس میں شک نہیں کہ زائر بمقتضائے محبت رسول اللہ ﷺ زیارت کا مشتاق ہوتا ہے پس اگر چہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو یہ اشتیاق وزیارت اس کے حقیقی ایمان والے سے انکار امید مغفرت سمجھنا جہالت محض ہے لیکن یہ خشک زاہد کیا جانیں کہ حب الرسول ﷺ کیا ہی عجیب ولذیذ نعمت ہے اور قانونِ عشق ومحبت سے واقف اور ماہر کو یہ امر آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔

حکایت

مجنوں مرحوم کی حکایت مشہور ہے کہ لیلیٰ کی گلی میں ایک کتے کو اُس نے دیکھا تھا جب اُس کو جنگل میں وہ مل گیا تو

پیار کیا اس کو گلے سے لگایا اس کے ہاتھ پاؤں چومے اس کے لئے دامن بچھا دیا اُس پر اس کو بٹھایا۔ جب اُس پر ناواقفین قانون الفت پڑھ کر سنایا۔ مواہب لدنیہ شریف میں ہے کہ

رأى المجنون في البيداء كلبافجر عليه للاحسان ذيلافلاموه على ما كان منه وقالوا لم منحت الكلب نيلافقال دعوا الملام فإن عيني رأته مرة في حي ليلا

جنگل میں مجنون نے کتا دیکھا تو اس کی خاطر مدارت کی لوگوں نے ملامت کی کہ کتے سے اتنا بڑا سلوک کیوں؟ فرمایا یارو ملامت نہ کرو میں نے اسے لیلیٰ کی گلی میں دیکھا تھا۔

فائدہ

غور فرمایئے کہ مجازی عشق نے ایک معمولی سی نسبت کہ صرف ایک دفعہ گلی میں کتے کو دیکھا تو اب وہ بھی پیارا ہے اگر یہ عشق صحیح ہو تو رنگ لاتا ہے یہی وجہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور اکرم ﷺ سے صحیح اور سچا عشق تھا اسی لئے ان کا حضور اکرم ﷺ کے ہر کمال کو تسلیم کرنا ان کے پختگی ایمان کی دلیل ہے۔

حساب دیں گے فرشتو مگر ذرا آ لیں
وہ جن کا ہم انتظار کرتے ہیں

شرح

اے فرشتو ہم حساب دینے کے منکر نہیں حساب ضرور دیں گے لیکن ذرا ٹھہرو اُن کو آنے دو جن کا ہم انتظار کر رہے ہیں یعنی حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ۔

شفاعت گنہگاراں

شفاعت لاہل الکبائر کا عقیدہ اہل سنت کا متفق علیہ ہے۔ سابق دور میں معتزلہ و خوارج وغیرہ کے کوئی منکر نہیں۔ دورِ حاضرہ میں نجدی، وہابی، غیر مقلد منکر ہیں ان کے رد میں بے شمار دلائل قرآن وسنت سے اہل سنت نے تصانیف لکھیں۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے ''شفاعت کا منظر'' کی ایک جامع تصنیف لکھی اور اسی شرح حدائق بخشش میں متعدد مقامات پر تفصیل آ چکی ہے نہ صرف حضور اکرم ﷺ بلکہ احادیث میں بیشمار بندگانِ خدا کے علاوہ لاتعداد مقدس اشیاء کا ذکر ہے مثلاً احادیث میں آیا ہے کہ قرآن اور رمضان بھی شفاعت کریں گے لیکن یاد رہے کہ ان کی شفاعت طفیلی ہے کیونکہ سب کچھ ہمارے نبی پاک ﷺ کے صدقہ سے۔ کسی نے خوب کہا ہے

یہ سب صدقہ ہے عرب کے جگمگاتے چاند کا

کیونکہ حضور اکرم ﷺ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا معلوم ہوا ہے کہ یہ سب شفاعتیں دراصل حضور اکرم ﷺ کا فیض ہے بلکہ نہ صرف آخرت بلکہ آج بھی حضور اکرم ﷺ کا درِ شفاعت کھلا ہوا ہے اور یہ جو ہمارے اکابر و اسلاف رحمہم اللہ فریادی ہوکر استغاثہ و استمداد کرتے ہیں یہ بھی اسی شفاعت کی قسم ہے مثلاً عرض کیا گیا

الیک توجھتی وبک استناری وفیک مطامعی وبک ارتجائی

حضور ہی کی طرف میری توجہ اور حضور ہی میرا سہارا ہیں اور حضور ہی بھلائی کی طمع اور حضور ہی امید ہیں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قصیدہ اطیب النغم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں

مداوجود الکون فی کل لحظة ومفتاح باب الجود فی کل مسرة ومتمسک الملھوف فی کل شدة ومعتصم المکروب فی کل غمرة ومنتجع انعفران من کل تائب الیک غد العین حین ضراعة

آپ ہر لحظہ وجود عالم کے دارومدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی ہیں اور ہر شدت میں پریشان بیقرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں اور ہر ایک توبہ کرنے والے کی طرف سے بخشش کا وسیلہ ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی کی طرف آنکھ اُٹھتی ہے۔

استاد کبیر شیخ عبداللہ شبراوی مصری رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے وقت یوں عرض کرتے ہیں

یارسول اللہ الی مذنب ومن الجود قبول المذنب یا نبی اللہ مالی حیلة غیر حبی لک یا نبی عظم الکرب ولی فیک رجا فبه یارب فرج کربی (مقالات وفیہ)

یارسول اللہ! میں گنہگار ہوں گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جودو کرم ہے۔ یا نبی اللہ یا سید الانبیاء! آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں میرا اندوہ غم بڑا ہے مجھے آپ سے امید ہے۔ اے میرے پروردگار حضور کے طفیل سے میرا غم دور کردے۔

یہ نفس ایک ہے اے دردِ رضؔا کا بھولا سا
وہ چال چلتا ہے آپ اعتبار کرتے ہیں

شرح

اے دردمن لے یہ نفس تو بھولا سا نظر آتا ہے لیکن ہے بڑا ظالم کئی طرح کے مکروفریب کی چالیں چلتا ہے لیکن تم

اسے معتبر سمجھ کر اس کا اعتبار کرتے ہو۔

نفس عنید پلید

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے تصوف دیا ہے اس میں سب سے بڑا سبق نفس عنید پلید سے اعتراز اور اس کی بد چالی سے بچنا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے نفس امارہ کی خوب اور بڑھ چڑھ کر مذمت فرمائی ہے کہ نفس امارہ انسان کا سب سے بہت بڑا دشمن ہے آپ کی تائید میں حضرت الامام محمد اسماعیل الحقی الحنفی قدس سرہ کی تقریر روح البیان پارہ ۱۳ آیہ اول ملاحظہ ہو۔

صاحب روح البیان قدس سرہ نے لکھا کہ تاویلاتِ نجمیہ میں ہے کہ نفس کو طبعاً اماریت بالسوء کی جبلت پر پیدا کیا گیا اس لئے کہ اگر اسے بے لگام چھوڑا جائے تو وہ سوائے برائیوں کے اور کچھ نہیں کرتا اس سے شر و فساد کے سوا اور کوئی شے صادر ہوتی ہی نہیں اور یہ برائی کا ہی حکم دیتا ہے ہاں جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جائے اور جسے اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت نوازے تو وہ اپنی طبیعت سے نکل کر نیکی کی طرف اور اپنے صفات کو خیر باد کہہ کر روحانیت کی طرف اور اماریت کو ترک کر کے ماموریت کی طرف اور شرارت سے روگردانی کر کے خیر کی طرف آجاتا ہے۔ جب کسی بشریت کی ہدایت کی صبح چمکتی ہے اور آسمانِ قلب کے کنارے روشن ہو جاتے ہیں تو وہ نفس لوامہ بن جاتا ہے یعنی برائی کے ارتکاب پر انسان کو خود نفس ملامت کرتا ہے بلکہ اماریت کے دوران اس سے جو کچھ صادر ہوا اس سے نادم ہو کر سابق غلطیوں سے تائب ہوتا ہے اور ندامت سے توبہ مراد ہے پھر جب افق ہدایت سے عنایت کا شمس طلوع ہوتا ہے تو اس وقت وہ نفس ہو جاتا ہے اس لئے کہ شمس عنایت کے انوار سے چمکتا ہے اسے فجور و تقویٰ کا الہام ہوتا ہے اسی لئے اسے کہا جاتا ہے جب شمس عنایت سماء ہدایت کے درمیان میں پہنچتا ہے اور بشریت کی زمین رب تعالیٰ کے نور سے منور ہو جاتی ہے تو یہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے یہی نفس ''ارجعی الی ربک'' بات کی وجہ سے اپنے رب تعالیٰ کے خطاب کا مستعد ہوتا ہے ایسے نفس کو ''راضیہ مرضیہ'' کہا جاتا ہے۔

صاحب روح البیان کی تحقیق

انبیاء علیہم السلام کا سلوم اگرچہ نفس مطمئنہ سے راضیہ مرضیہ صافیہ تک ہوتا ہے مگر مطلقاً نفوس کے امارہ ہونے سے ضروری نہیں کہ ان میں مادیت کے علامات کا ظہور انبیاء علیہم السلام کے نفوس مقدسہ کا استثناء فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ اگر نفس کو عصمت ربانی حاصل نہ ہو تو وہ اپنی طبع کی وجہ سے برائیوں کا ارتکاب کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ دعا

فرماتے تھے

رب لاتکلنی الی نفسی طرفة عین   اللہ مجھے آنکھ جھپکنے کی مقدار میں بھی نفس کے سپرد نہ کرنا۔

اگر نفس کی طبعی شرارت نہ ہوتی تو حضور اکرم ﷺ دعا میں ایسے کلمات نہ فرماتے۔ خلاصہ یہ کہ آیت ہذا نفس کی اماریت کی دلیل ہے نیز ابن الشیخ نے اسی سورۃ میں "وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا" (پارہ ۱۲، سورۂ یوسف آیت ۲۲) ''اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا'' کے تحت فرمایا کہ حکم سے مراد یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کا نفس مطمئنہ جب ان کے نفس امارہ پر حاکم اور غالب وقاہر ہو گیا اس سے ابن الشیخ نے یوسف علیہ السلام کے نفس کے لئے اماریت کا ثبوت دیا۔ سعدی مفتی نے بھی اسی سورۃ کے "اَصْبُ اِلَیْهِنَّ" میں قاضی بیضاوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا کہ

أمل إلى جانبهن أو الى أنفسهن بطبعي ومقتضى شهوتي

اس میں طبعی ومقتضی شہوتی کا ترجمہ بسبب طبعی ونفسی لامارۃ بالسوء فرمایا ہے۔

جب الشیخ نجم الدین دایہ قدس سرہ نے سورۂ الانعام میں "وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ" کے تحت لکھا ہے کہ شیاطین الانس سے نفس امارۃ بالسوء مراد ہے اس لئے کہ یہ اعدی الاعداء ہے نیز انہوں نے کئی مقامات پر اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے نفس امارہ کا ثبوت دیا ہے۔

خلاصہ

فطرتِ انسانی کے لحاظ سے انہیں بھی نفس امارہ پیدا کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے نفوس اماریت سے مطمئنیت میں تبدیل ہو گئے۔

سبق

اس مقام کو غور سے پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے اس لئے کہ یہاں بہت سے بڑے بڑے لوگوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ کے ایک بہت بڑے علامہ فہامہ (بلکہ اس کے لئے کشف وکرامات بھی مشہور کئے جاتے) کو دیکھا کہ اس مسئلہ میں بہت بڑے مضطرب تھے اور ایسے پریشان کہ انہیں افہام وتفہیم سے بھی اطمینان نصیب نہیں ہوتا تھا۔

سبق

سالک پر لازم ہے کہ نفس امارہ کو ایسا تابع بنائے کہ وہ نفس مطمئنہ ہو جائے کہ اس کے بعد اس کے مکروفریب سے محفوظ ہو جائے گا اور نفس کو مطمئنہ بنانے کا سبب سب سے قوی تر توحید ہے اس لئے کہ اس میں تزکیہ و تطہیر نفس بہت بڑی تاثیر ہے اس کے دامن کو پکڑنے سے سالک شرک جلی و خفی سے بچ جاتا ہے۔

فائدہ

نفائس المجالس میں لکھا ہے کہ نفس منبع العناد و الخیانۃ ومعدن الشر و الجنابۃ ہے یہی نفس و آفاق میں فتنوں کا مرکز ہے بلکہ علی الاطلاق ظلم کا سرچشمہ یہی نفس ہے اگر روح بادشاہ اور عقل وزیر اور مفتی قلب باہم متفق ہو جائیں تو قوائے نفسانیہ و طبعیہ کا خلاف و شقاق درمیان سے بالکل اُٹھ جائے۔

حکایت

منقول ہے کہ تین بیل زرد، نیلا، سیاہ ایک جگہ پر رہتے تھے تینوں نے اتفاق کر لیا کہ اس فلاں پہاڑ پر کسی کو آنے نہیں دیں گے۔ وہاں اچھی چراگاہ تھی جب ان تینوں نے جانوروں پر رعب جمایا تو تمام جانوروں نے مشورہ کیا کہ ان کا رعب ختم کیا جائے۔ شیر نے کہا میں ان کا تدارک کرتا ہوں۔ شیر ایک دن ان بیلوں کے ہاں پہنچا لیکن تینوں کے اتفاق نے شیر کو مغلوب کر دیا۔ شیر نے کہا بھائیوں مجھے اپنی رفاقت میں لے لو۔ میری رفاقت سے تمہارا رعب اور بڑھ جائے گا تمام بیلوں نے مان لیا۔ اس کے بعد شیر ان کے ساتھ رہنے لگا۔ ایک دن شیر نے زرد اور نیلے بیلوں سے کہا کہ یارو کالے بیل کو ہمارے ساتھ کوئی مناسبت نہیں اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ اسے اپنی صحبت سے دور کیا جائے۔ دونوں نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں لیکن وہ دور کیسے ہو گا؟ شیر نے کہا یہ میرے لئے آسان ہے صرف تم میری رائے کو منظور کر لو۔ انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے شیر نے کہا میں اس سے جو کچھ کروں تم اس کو چھڑانے کے لئے نہ آنا۔ انہوں نے کہا ہم نہیں آئیں گے۔ شیر نے کالے بیل پر حملہ کر کے اُسے کھا لیا۔ اگرچہ کالے بیل نے زرد رنگ والے بیل سے مدد چاہی لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ چند روز گزرے تھے کہ زرد رنگ والے بیل کو کہا بھائی میری تیری شکل ایک ہے نیلے بیل کو ہم سے کیا تعلق؟ اگر تیری اجازت ہو تو اس کا بھی کام تمام کر لوں پھر میں اور آپ آرام کی زندگی بسر کریں گے۔ زرد بیل نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ جب نیلے بیل کو بھی شیر نے کھا لیا تو زرد پر ہاتھ صاف کرنے لگا زرد بیل نے بہت منت سماجت کی لیکن شیر نے ایک نہ مانی۔ بیل نے کہا مجھے پہلے سے یہی خیال تھا کہ جب تم نے کالے اور پھر زرد بیل کو کھایا تھا تو مجھے بھی ضرور کھاؤں گے۔

سبق

نفس اسی شیر کی طرح ہے جب جبل وجود میں آتا ہے تو قوائے نفسانیہ کر کے انہیں کھا جاتا ہے ایسے واقعات میں بے شمار نصائح ہیں وہی سمجھتا ہے جسے عقل ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے فرمایا

بیت من بیت نیست اقلیمست　　　　هزل من هزل نیست تعلیمست

میرا گھر ایک مستقل اقلیم ہے میری مزاحیہ کہانیاں مزاح نہیں بلکہ ان تعلیم ہے

نعت

مصطفیٰ　　خیر　　الوریٰ　　ہو

سرورِ　　ہر　　دوسرا　　ہو

حل لغات

مصطفیٰ از اصطفاء برگزیدہ، منتخب، پاک کیا گیا، پسند کیا گیا، حضور اکرم ﷺ کا لقب۔ خیر الوریٰ، خیر بہتر۔ الوریٰ مخلوق جن وانس۔ سرور، سردار، سید کا ترجمہ۔ دوسرا، دو جہاں۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ تمام مخلوق میں برگزیدہ اور سب سے بہتر ہیں ہر دونوں جہانوں کے سردار ہو اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے تین اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(۱) مصطفیٰ برگزیدہ　　(۲) تمام مخلوق سے بہتر　　(۳) ہر دونوں جہانوں کے سردار

حضور اکرم ﷺ کے اسماء صفاتی میں سے ایک اسم مصطفیٰ ہے (ﷺ) اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

طھارۃ نسب

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ترمذی سے بروایت حضرت عباس سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں محمد ہوں، عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق پیدا کی تو مجھے اچھے گروہوں میں بنایا یعنی انسان بنایا۔ انسان میں دو فرقے پیدا کئے عرب اور مجھے اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا، پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو

سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا یعنی قریش پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا اور سفاح یعنی بدکاری سے نہیں پیدا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی مجھ کو نہیں پہنچا یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباؤ امہات سب اس سے منزا رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے۔ (طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر، مواہب اللدنیہ)

فائدہ

یہ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی ایک دلیل ہے ورنہ کون سا ایسا بشر ہے جسے اپنے نسب پر اتنا اعتمادِ یقینی ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا مرد عا یعنی خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اسلاف میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ہے، کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہ ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اصلاب طیبہ سے ارحامِ طاہرہ کی طرف مصفیٰ مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوئے جیسے عرب و عجم، پھر قریش و غیر قریش و علیٰ ہذا میں بہترین شعبے میں رہا۔ (مواہب اللدنیہ)

حسن یکتا

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ (ابونعیم وطبرانی فی الاوسط)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثارِ صحت کے اس متن یعنی حدیث کے صفحات پر نمایاں ہیں (مواہب اللدنیہ) یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے

آفاقہا گردیدہ ام — مہربتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام — لیکن توچیزے دیگری

مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ

اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔

نسب نامہ

حضرت محمد مصطفی ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

فائدہ

ہم نے حضور اکرم ﷺ کا نسب نامہ جناب عدنان تک لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد نسب بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے ''کذالک النسابون'' محتاط علماء نے بھی یہیں تک آپ کا نسب شریف لکھا ہے۔

اپنے   اچھوں   کا   تصدق

ہم   بدوں   کو   بھی   نبا   ہو

حل لغات

اچھوں، اچھا کی جمع، بھلا، مناسب، نیک، مزے دار، تندرست، نِعم کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تصدق، بدولت، طفیل۔ بداوں، بد کی جمع بدوں۔ نباہوا، نباہنا، گذارنا، گزارا کرنا، وفا کرنا۔ علامہ شمس بریلوی کے نسخہ میں نبادو ہے نتیجہ ایک ہے۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ اپنے پیارے امتیوں کے طفیل ہم بُروں کو بھی اچھا بنادو۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ محبوب بندوں کا واسطہ دے کر نیک بنانے کی التجا کی گئی ہے ''وَ یُزَکِّیْھِمْ'' اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے اس میں پاک ستھرا بنانے کا واضح ثبوت ہے۔

نیک بندوں کا واسطہ وسیلہ

محبوبانِ خدا (انبیاء علیہم السلام و اولیاء رضوان اللہ عنہم) کو بارگاہِ حقیقی میں وسیلہ پیش کرنا اہل سنت میں مروج ہے اسے نجدی تو کھلم کھلا شرک کہتے ہیں ہمارے ملک (پاک و ہند) میں وہابی ہندی یعنی غیر مقلدین اور ان کے ہمنوا اور بعض

دیوبندی بھی ان کی تقلید میں وسیلہ کو شرک اور گمراہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دراصل یہ دورِ سابق میں معتزلہ و خوارج کا عقیدہ تھا کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بنانا شرک ہے وہ دونوں فرقے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے لیکن ان کے عقائد و معمولات تا حال وہابیوں اور ان کے ہمنوا فرقوں اور بعض دیوبندیوں میں موجود ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہی توسل بھی ہے اہل سنت کا استدلال قرآن و حدیث مبارکہ ہیں تفصیل میں تطویل ہے یہاں علامہ محمد عطیہ کی تصنیف ''مفاتیح الفرج ترویج القلوب وتفریح الکروب'' کے مضمون پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت علامہ محمد عطیہ کی کتاب مذکور صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا کہ یہ مراد پوری ہو اس چیز کو شفیع بنا کر جس سے اسے پیار ہے یا ایسی شخصیت کا نام سفارشی کے طور پیش کر کے جس سے اسے محبت ہے در حقیقت سوال (دعا) میں مقصود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ ہمارا مطلوب صرف اور صرف وہی ذات ہے نہ کہ اس کا غیر صرف وہی دعا قبول کرنے میں منفرد ہے نہ کوئی غیر۔ ہمیں اجابت کی امید صرف اسی ذات سے ہوتی ہے وسیلہ سے صرف اس کی طرف توجہ کا ایک ذریعہ اور اس بے نیاز ذات کے ہاں شفاعت و سفارش ہے اور بس۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اسی لئے بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس مقدس شخصیت یا بندے کو سفارشی بناتا ہے جس سے اسے محبت و پیار ہے وہ نماز بھی ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور اس کے اپنے اسماء و صفات بھی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا درود شریف بھی ہے اور نوافل بھی۔ اسی لئے بندے اللہ تعالیٰ کے حضور میں نماز کو وسیلہ بناتے ہیں جیسے ان میں تین غار والوں نے نیکیوں کو وسیلہ بنایا تو اس سے غار پر آئی ہوئی بہت بڑی چٹان ہٹ گئی۔

ایسے ہی بندے اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان محبوبوں کو وسیلہ بناتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے یا اس کے پیارے رسول ﷺ کو محبت ہے ایسے ہی اس کے انبیاء و رسل علیہم السلام کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے عام بندوں سے برگزیدہ بنایا، ایسے ہی رسول اللہ کی اہل بیت رسول ہیں جنہیں اللہ نے مقامِ طہارت میں بلند مرتبہ بخشا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور مہربانی ہے ان کی طہارت کی برکت ان کا مرتبہ و مقام بلند فرمایا اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مراتب والوں سے محبت کرتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ اولیاء کاملین سے بھی محبت کرتا ہے اور انہیں دنیا و آخرت میں نوید راحت و رحمت سے نوازا۔ وہی ہیں یہ حضرات کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے وہی ہے جو یہ چاہیں یہی برگزیدہ انتخاب ربانی اور ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ وہی متبرک و مقدس مقامات ہیں جہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں اور یہ فائدہ ہے جن

حضرات سے دنیا میں برکت حاصل کی جاتی ہے انہی سے ان کی وفات کے بعد بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے جیسے حضرت امام غزالی قدس سرہ نے کتاب آداب السفر میں بیان فرمایا۔

کس کے پھر ہو کر رہیں ہم

گر تمہیں ہم کو نہ چاہو

شرح

اے حبیب کریم ﷺ اگر چہ ہمارا آپ کا در چھوڑ کر جانا ناممکن ہے بفرض محال اگر کوئی یہاں سے ہٹ کر کہیں جائے اگر آپ نہیں چاہتے تو پھر فرمائیے کس کی غلامی اختیار کریں لیکن ہم تو آپ کا در چھوڑ کر جانے والے نہیں لہٰذا آپ چاہیں نہ چاہیں ہم آپ کے در پر پڑے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عاداتِ کریمہ تھیں مثلاً سیدنا ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے کہ انہوں نے یہی فرمایا جو امام اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قصہ ابولبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے یہود بنی قریظہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کے دل خائف ہو گئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں ہیں یا تو اس شخص یعنی سید عالم ﷺ کی تصدیق کرو اور ان کی بیعت کر لو کیونکہ قسم بخدا وہ نبی مرسل ہیں یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے ان پر ایمان لے آؤ تو جان و مال، اہل و اولاد سب محفوظ رہیں گے مگر اس بات کو قوم نے نہ مانا تو کعب نے دوسری شکل پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں کھینچ کر محمد مصطفی ﷺ اور ان کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل اولاد کا غم تو نہ رہے۔ اس پر قوم نے کہا اہل اولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا تو کعب نے کہا کہ یہ بھی منظور نہیں تو سید عالم ﷺ سے صلح کی درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نکلے تو انہوں نے حضور ﷺ سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں اس پر انہوں نے کہا ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اور ان کی اولاد اور ان کے عیال سب بنی قریظہ کے پاس تھے۔ حضور نے ابولبابہ کو بھیج دیا بنی قریظہ نے ان سے رائے دریافت کی کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لیں کہ جو کچھ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ

یہ تو گلے والے کی بات ہے ابولبابہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت واقع ہوئی۔ یہ سوچ کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تو نہ آئے سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوالیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے اور نہ پئیں گے یہاں تک کہ مرجائیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آکر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لئے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے۔ حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کرے۔ وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہوکر گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ صحابہ نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا میں خدا کی قسم نہ کھولوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ مجھے خود نہ کھولیں۔ حضور نے انہیں اپنے دست مبارک سے کھول دیا ابولبابہ نے کہا میری توبہ اُس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کُل مال کو اپنے ملک سے نکال دوں سید عالم ﷺ نے فرمایا تہائی مال کا صدقہ کرنا کافی ہے۔ ان کے حق میں جو آیت نازل ہوئی وہ آیت کریمہ یہ ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲۷)

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ادا ایسی پسند آ گئی کہ آج تک ستون ابولبابہ مسجد نبوی شریف کے افضل مقام ریاض الجنۃ میں موجود ہے جو ہر وقت سیدنا ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق نبوی کی گواہی دے رہا ہے اور اہل سنت کے مسلک کی تائید و تقویت کا موجب بنا ہوا ہے۔

اس طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی اسی موضوع کا ایک حصہ ہے ایسے ہی درجنوں واقعات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شاہد ہیں۔

بد ہنسیں تم ان کی خاطر
رات بھر روو کراہو

حل لغات

کراہواز کراہنا، دکھ یا درد سے آہ آہ کرنا، ہائے ہائے کرنا چلانا۔

تشریح

بُروں کا یہ حال ہے کہ وہ ہنسیں، غفلت کی زندگی بسر کریں لیکن آپ کی وفا کا یہ حال ہے کہ آپ ان کی خاطر روؤ کراہتے ہو، غم امت میں رونے والےﷺ۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضور اکرمﷺ حیات ظاہری میں ہنستے کم تھے محبت وخشیت الٰہی میں اکثر آنکھیں برسات کی طرح برستی رہتی تھیں، امت کی یاد اور اس کی بخشش ونجات کے لئے آپ کا رونا کسی ذی شعور سے مخفی نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا ہے کہ آپ تمام ظاہر زندگی میں دائم الفکرر ہے۔ ہم یہاں چند کیفیات کا ذکر کرتے ہیں۔

سینہ اقدس کا ھنڈیا کی طرح کھولنا

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نماز ادا فرمارہے تھے آپ کے سینہ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی جس طرح ہنڈیا کے کھولنے پر آواز آتی ہے۔ (شمائل ترمذی)

آنسوؤں کی برسات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپﷺ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما تھے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ عبداللہ کا کلام سناؤ۔ میں نے دست بستہ عرض کیا آقا میری کیا حیثیت ہے؟ آپ کے قلب اقدس پر قرآن نازل ہوا ہے۔

حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ غیر سے محبوب کی بات سنوں میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۴۱)

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

تو حال یہ تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت محمد بن فضالہ سے بھی مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابی عبداللہ بن مسعود کو ساتھ لے کر ہمارے قبیلہ بنی ظفر میں تشریف لائے آپ نے انہیں تلاوت کا حکم دیا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۱)

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

تو آپ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ رو پڑے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھی اور رخسار اقدس تر ہو گئے۔

فائدہ

یہ گریہ کس لئے تھا صرف امت کا غم تھا اور کس کے لئے تھا؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا آپ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں نماز ادا کرنا شروع کی۔ اتنا لمبا قیام کیا کہ رکوع کی امید نہ رہا اس کے بعد رکوع اتنا طویل فرمایا قریب تھا کہ سر اقدس نہ اُٹھائیں پھر طویل قومہ فرمایا اس کے بعد طویل سجدہ فرمایا اس کے بعد یہ کہتے ہوئے آپ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اے میرے رب کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے ان کو عذاب نہیں دے گا کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ اگر وہ بخشش طلب کر لیں تو ہم عذاب نہیں دیں گے اور ہم بخشش مانگ رہے ہیں۔

آپ نے دو رکعتیں ادا کیں یہاں تک کہ سورج گرہن دور ہو گیا تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ سورج وقمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ہرگز بے نور نہیں ہوتے (یعنی اللہ تعالیٰ انہیں بے نور فرما دیتا ہے) جب ان کو بے نور دیکھو تو ذکر الٰہی کا سہارا لیا کرو۔

لب پہ امتی امتی رہا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی جن میں حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔

پس جس نے اتباع کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نا فرمانی کی بے شک تو بخشش فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً غالب حکمت والا ہے۔

ان دعاؤں کے بعد رحمت عالم ﷺ کی یہ کیفیت تھی

فرفع علیه السلام یدیه وقال اللهم امتی امتی وبکی

آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھا لیئے اور عرض کرنے لگے کہ اے اللہ میری امت میری امت اور روئے۔

اس پر رحمت باری جوش میں آگئی اور جبریل سے فرمایا میرے محبوب کے پاس جا اور ان سے پوچھ کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ جبریل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کیوں پریشان ہیں آپ نے فرمایا مجھے میری امت کے بارے میں غم ہے اس پر رب کریم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا اے جبریل آپ ﷺ کے پاس جاؤ اور جا کر یہ خوشخبری سناؤ کہ اے محبوب ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کو خوش کریں گے پریشان نہ کریں گے۔

فائدہ

اسی حدیث مبارکہ کی وجہ سے ہم کہتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

حضرت عطار بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین سے عرض کیا "حدثنی یا عجب ما رایت من رسول اللہ ﷺ" مجھے آپ کا کوئی ایسا معمول بتائیں جو بڑا ہی عجیب ہو۔ان کا یہ سوال سن کر آپ رو پڑیں اور فرمانے لگیں آپ کا تو ہر معاملہ ہی عجیب تھا۔ ایک مرتبہ آپ رات میرے پاس تشریف لائے جب لیٹ گئے تو مجھے فرمانے لگے آپ مجھے اپنے رب کریم کی اجازت دیتی ہو۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے آپ قربِ خداوندی پسند ہے اور جو آپ کی تمنا و آرزو ہے وہی مجھے بھی پسند ہے اس کے بعد آپ پانی کے مشکیزے کی طرف متوجہ ہوئے وضو فرمایا مگر پانی زیادہ استعمال نہ فرمایا پھر کھڑے ہو کر تلاوتِ قرآن فرمانے لگے اور رونے لگے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے مبارک آنسوؤں کی وجہ سے آپ کا قمیص تر ہو گیا۔پھر آپ نے دائیں پہلو کا سہارا لے کر دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا پھر روتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے

زمین تر ہوگئی۔

تمام رات اس حال میں بسر ہوگئی حتیٰ کہ صبح کی نماز اور جماعت کے لئے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں رو رہے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے تمام معاملات پر بخشش کی خوشخبری دی ہے آپ نے فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

اس کے بعد فرمایا کہ اے بلال میں کیوں نہ رووں آج مجھ پر یہ مبارکہ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ الاية (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۴)

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا۔

نازل ہوئی افسوس اس شخص پر جس نے اس آیت کی تلاوت کی اور اس میں تفکر نہ کیا۔

بدر کی تمام رات روتے ہوئے بسر کی

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدر کی رات ہم میں سے کسی نے نہ قیام کیا اور نہ ہی نوافل ادا کئے مگر رحمت عالم ﷺ نے تمام رات آرام نہ فرمایا بلکہ محبوبِ خدا ﷺ ایک درخت کے نیچے نماز ادا کرتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

تلاوتِ بسم اللہ اور بیس دفعہ بے ہوش ہونا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رات کے وقت آپ کے ساتھ سفر کر رہا تھا تو آپ نے بسم اللہ کی تلاوت کی بس تلاوت کی دیر تھی کہ آپ اتنا روئے کہ گر پڑے۔ اس کے بعد آپ نے بیس دفعہ اس کی تلاوت کی اس کے بعد مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو ہریرہ وہ شخص تباہ ہو جائے گا جس پر رحمٰن و رحیم رب رحم نہیں فرمائے گا۔

پرنم آنکھیں غمگین دل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں آپ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اس وقت وہ اپنے مولیٰ کی طرف رخصت ہو رہے تھے آپ نے اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کی حالت دیکھی تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور فرمانے لگے آنکھیں آنسو برسا رہی ہیں اور دل غم و حزن میں مبتلا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن

مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ ان کا جنازہ پڑھانے کے بعد تشریف لائے تو ان کے چہرے سے کپڑا اٹھایا ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اتنے روئے کہ آپ کے آنسو عثمان کے چہرے پر ٹپک پڑے۔ پھر ان کی چارپائی اُٹھائی گئی تو آپ نے فرمایا اے عثمان تجھے مبارک ہو نہ دنیا نے تجھے استعمال کیا اور نہ تو نے دنیا کو یعنی دنیا میں رہتے ہوئے اس سے الگ تھلگ رہے۔

آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی

حضرت میسرہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اہل جاہلیت اور بت پرست تھے، اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں قتل کیا کرتے تھے۔ خود میری ہی خوبصورت بیٹی تھی وہ مجھ سے بہت پیار کیا کرتی جب میں اسے بلاتا تو وہ میرے بلانے پر بہت خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلی آئی کچھ فاصلے پر ایک کنواں تھا وہاں پہنچ گیا تو میں نے ہاتھ پکڑ کر اسے کنوئیں میں پھینک دیا اور اسے ہمیشہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ میرے کانوں میں اس کے آخری یہ الفاظ سنائی دے رہے تھے کہ وہ پیارے بھرے الفاظ سے مجھے "یاابتاہ یاابتاہ" اے پیارے ابا جان، پیارے ابا جان" کہہ رہی تھی مگر میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا ذرا متاثر نہ ہوا جب رحمت عالم ﷺ نے یہ واقعہ سنا تو اتنا روئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ حاضرین میں سے ایک نے اسے کہا کہ تو نے آپ ﷺ کو حزن و ملال میں ڈال دیا ہے تو اس نے جواباً کہا کہ کوئی ایسا معاملہ ہو تو حضور اکرم ﷺ ضرور فرمادیں گے تم خاموش رہو۔ حبیب اکرم ﷺ نے اس آدمی کو فرمایا اپنی بات دوبارہ بیان کرو اور مجھے سناؤ۔ اس نے یہی واقعہ دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کیا تو پھر رو دیئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے اعمال سے درگزر فرمایا ہے اب نیک اور صالح عمل کی کوشش کرو۔

رونے کی دعا

حضرت ثابت بن سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی دعاؤں میں ایک دعا ہمیشہ یہ ہوا کرتی تھی "اے اللہ میری آنکھوں کو زور سے برسنے والی اور برستے آنسوؤں کے ساتھ رونے والی بنا دے اور تیرے خوف میں خوفزدہ رہیں قبل اس کے کہ آنسو خون اور آنکھیں انگارے بن جائیں۔

بد کریں ہر دم برائی
تم کہو ان کا بھلا ہو

شرح

بُرے تو ہر دم بُرائی کریں لیکن آپ ان کے لئے بجائے غضب دعائیں دیں اور فرمائیں ان کا بھلا ہو۔ امت کی برائیوں کی کوئی حد ہے شب و روز بدیاں ہی بدیاں لیکن حضور اکرم ﷺ کا یہ حال کہ ہر وقت امت کی بھلائی کے لئے دست بدعا ہیں یہاں تک کہ تا حال امت کی بھلائی کے لئے دعا فرما رہے ہیں۔ چند واقعات مختصراً عرض کر دوں۔

دشمنوں کو دعا

جب مکہ میں تبلیغ آپ کو زیادہ نفع بخش نہ نظر آئی تو آپ طائف تشریف لے گئے وہاں کے بدنصیبوں نے آپ ﷺ کو اس قدر اذیت پہنچائی کہ بدن مبارک لہولہان ہو گیا اور زخموں سے سارا بدن چور چور ہو گیا۔ یہ وقت وہ تھا کہ آپ ایسے لوگوں پر بددعا کرتے لیکن آپ فرماتے ہیں تو یہ کہ اے اللہ تو اہل طائف کو ہدایت دے اور ان کو آستانہ قرآن و اسلام پر جھکا دے۔

اس سے بھی سخت وقت ۳ھ میں غزوۂ احد کا ہے دشمنوں نے زخم پر زخم پہنچائے ہیں، دانت مبارک شہید ہو چکا ہے، لوہے کی خود سر مبارک میں دھنس چکی ہے، عزیز اور امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو چکے ہیں، اُن کا بے جگر کا لاشہ سامنے ہے اور بہت سے محبوب صحابہ کی لاشیں دل کو مضطرب کر رہی ہیں، ان کے ورثاء و عزہ کے اندہ ناک نالوں سے آسمان پھٹا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کی زبان اقدس سے مقدس اور پیاری آواز بلند ہوتی ہے

اللھم اھد قومی فانعم لایعلمون — اے اللہ تو میری قوم کو ہدایت دے کہ مجھ کو نہیں جان سکے۔

فتح مکہ کا ایک نظارہ کیجئے دشمن ایک ایک کر کے سامنے ہیں وہ دشمن جو جان، مال، عزت آبرو، دین، مذہب، حق سچائی، انسانیت، شرافت، آدمیت سبھی کے دشمن تھے مکہ فتح ہو چکا ہے اور یہ سارے دشمن سامنے کھڑے ہوئے لرز رہے ہیں اچانک زبانِ اقدس سے یہ کلمات صادر ہوتے ہیں

اذھبوا انا نتم الطلقاء لاتثریب علیکم الیوم

جاؤ تم سب آزاد ہو آج پر کوئی الزام تک نہیں ہے۔ (زاد المعاد جلد ا صفحہ ۱۸۱)

امت کو دعا

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی راتیں گذرتیں، دنیا سوتی آنکھیں جاگتی، ہاتھ خدا کے آگے پھیلے ہوتے، زبان حمد گاتی، دل پہلو میں تڑپتا ہوتا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے تار جاری ہوتے اور قرآن پاک کی ایک ایک آیت میں رات گذر جاتی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ آپ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o (پ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

پڑھ رہے ہیں اور روتے جاتے ہیں یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی۔

یہی اسباب تھے کہ آنجناب ﷺ کے قدم مبارک شبانہ روز کی عبادت اور تلاوت سے ورم کر جاتے تھے اور جب محبّ صادق نے عرض کیا کہ آپ اس قدر عبادت کیوں فرماتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ میں اپنے خدا کا شکرگذار بندہ نہ ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۷۲)

تا حال دعا ہی دعا جاری ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

ہم وہی ناشستہ رو ہیں
تم وہی بحر عطا ہو

حل لغات

شستہ رو، منہ نہ دھلا ہوا، سیاہ رو، مجرم، گنہگار، خطا کار۔

شرح

ہم وہی سیاہ رو ہیں اے حبیب کریم ﷺ آپ وہی جود وعطا کے بحر بے کنار ہیں۔

ہم روسیاہ تو ہیں ہی اس میں کسے شک ہے لیکن اے حبیب کبریا ﷺ آپ تو بحر عطا ہیں۔

بحر عطاء

حضور اکرم ﷺ پر اس کا اطلاق علی الاخلاق ہے کہ آپ ہر طرح کی عطا کے دریائے بے کنار ہیں یوں سمجھئے کہ عطاء کے بارے میں تو آپ سے لفظ ''لا'' آپ کے منہ سے کبھی نکلا ہی نہیں تھا کسی شاعر نے خوب فرمایا

ماقال لا قط الا فی التشھد   ولا لا التشھر لکانت لاؤہ نعم

آپ لفظ لا (نہیں) کبھی نہیں فرمایا سوائے کلمہ شہادت کے ۔اگر شہادت میں یہ نہ کہنا ہوتا تو آپ اس میں بھی لفظ "لا" کے بجائے "نعم" فرماتے۔

دنیوی خرچ کی فراوانی کا یہ حال تھا کہ غزوات میں جو کچھ مالِ غنیمت حاصل ہوتا سب کا سب خیرات کر دیتے تھوڑی سی شے بھی نہ چھوڑتے۔

حضورِ اکرم ﷺ کا یہ عام حکم تھا جو مسلمان قرضہ چھوڑ کر مرے اس کا میں ذمہ دار ہوں اور جو وہ ترکہ چھوڑ کر مرے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ایک دفعہ ایک بدو نے آ کر گستاخانہ انداز سے کہا کہ اے محمد ﷺ! یہ مال نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا کچھ مجھ کو بھی دو۔آپ ﷺ نے اُس کے اونٹ کو غلہ اور کھجوروں سے لدوا دیا۔(زادالمعاد ابن قیم جلد ا صفحہ ۴۸۰)

ایک بار آپ حضرت ابوذر کے ساتھ رات میں پہاڑ اُحد سے گزرے فرمایا کہ اے ابوذر اگر یہ پہاڑ سونے کا ہو جائے تو بھی میں پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے۔

ایک بار بحرین سے خراج کا بہت سا مال آیا آپ نے صحن مسجد میں اس کو ڈلوا دیا اور نماز کے بعد بیٹھ گئے اور تقسیم کرنا شروع کر دیا جب سب ختم ہو گیا تو دامن جھاڑ کر اس طرح اُٹھ گئے جیسے کوئی گرد و غبار سے دور ہو جاتا ہے۔

ایک بار فدک سے چار اونٹ غلہ اور سونا آیا آپ نے سب تقسیم فرما دیا پھر حضرت بلال سے دریافت کیا کچھ بچا تو نہیں عرض کیا کچھ بچ گیا اب اس کا کوئی لینے والا نہیں رہا۔آپ نے فرمایا اللہ کا رسول اُس وقت تک گھر میں نہیں جا سکتا جب تک کہ دنیا کے مال سے اس کے پاس کچھ بھی ہے چنانچہ رات آپ نے مسجد میں ہی بسر کی آخر صبح ہوتے ہی حضرت بلال نے بشارت دی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ مال اب ختم ہو گیا۔

ایک بار آپ خلافِ معمول بعد نماز جلدی سے گھر گئے اور پھر واپس تشریف لائے لوگوں کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا سونے کا ٹکڑا گھر میں رہ گیا تھا خیال ہوا کہ رات آ جائے اور وہ گھر میں رہ جائے۔(مسند احمد صفحہ ۴۵۰)

ایک بار آپ سخت رنجیدہ اندر تشریف لائے دریافت کرنے سے فرمانے لگے کل جو سات دینار آئے تھے شام ہو گئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے۔

مرض الموت کے واقعہ سے عبرت لیجئے سخت تکلیف ہے اور اسی حالت میں یاد آتا ہے کہ کچھ اشرفیاں گھر میں پڑی ہیں۔آپ نے ان کو فوراً خیرات کرا دیا اور فرمایا کہ کیا محمد اپنے رب سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پیچھے اس کے گھر میں اشرفیاں موجود ہوں۔(بیہقی)

ہم وہی شایانِ رد ہیں
تم وہی شانِ سخا ہو

حل لغات

شایان، لائق، سزاوار۔ رد، مردود ہونا۔

شرح

ہم وہی ہیں جو درگاہ حق سے ہٹائے جانے کے لائق ہیں آپ وہی سخاوت کے شان ہیں۔ عوام امت کا حال کس سے مخفی ہے کہ پہلے تو عبادتِ الٰہی سے محرومی ہی محرومی ہے اگر کوئی خوش قسمت ایک آدھ نیکی کرتا بھی ہے تو بارگاہِ لایزال کی شان کے لائق نہیں ہوتی اس لئے کہ اس میں ہزاروں خامیاں ہوتی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہزاروں میں کسی ایک کی نیکی قبول ہوتی ہے تو اس انسان کی خوش قسمتی ہے۔

شانِ سخا

حضور اکرم ﷺ کا شانِ سخا نہ صرف مال ومنال پر محدود ہے بلکہ ہر شعبۂ زندگی میں آپ کی سخاوت کی مثال نہیں ملتی۔ سب سے بڑھ کر آپ کا جود و سخا منظر میدانِ حشر میں دیکھنا ہوگا کہ ہر کلمہ گو کے لئے کمربستہ ہو کر بلا امتیاز ہر اعلیٰ وادنیٰ کو جنت جیسی نعمت سے نوازیں گے۔

احادیث شفاعت

امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ابن ماجہ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

خیرت بین الشفاعة وبین أن یدخل شطر أمتی الجنة فاخترت الشفاعة لأنها أعم وأكفى أترونها للمؤمنین المتقین لا ولكنها للمذنبین المتلوثین الخطائین. اللهم صل وسلم وبارک علیه والحمد لله رب العلمین

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھ لئے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ ان گناہگاروں کے لئے ہے جو گناہوں میں آلودہ سر اور سخت کار ہیں۔

"شفاعتی للھالکین من امتی" میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کرڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے میں قربان تیرے (صلی اللہ علیک)

ابوداؤد، ترمذی وابن حبان وحاکم وبیہقی بافائدہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق وکعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

شفاعتی لاھل الذنوب من امتی میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے ہے

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

وان زنی وان سرق اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو

فرمایا

وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی الدرداء

اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو برخلاف خواہش ابودرداء

طبرانی وبیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انی لا شفع یوم القیمة لاکثر مما علی وجه الارض من شجر و حجر ومدر

یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ، پتھر، ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا۔

بخاری ومسلم، حاکم بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لمن شھدا لا الہ الا اللہ مخلصاً یصدق لسانہ قلبه

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

احمد طبرانی و بزاز حضرت معاذ بن جبل وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انما اوسع لهم هي لمن مات ولا يشرك بالله شيئا

شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انی جهنم فاضرب بابها فيفتح لی فادخلها فاحمد الله محامدما حمده احد قبلی مثله ولا يحمده احد بعدی مثله ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله مخلصاً .

میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لیجاؤں گا وہاں خدا کی تعریفیں کروں گا ایسی کہ نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں نہ میرے بعد کوئی کرے۔ پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہا۔

حاکم بافادۃ تصحیح اور طبرانی وبیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

توضع للأنبياء منابر من ذهب يجلسون عليها ويبقى منبرى لا أجلس عليه أو قال لا أقعد عليه قائم بين يدى ربى منتصبا بأمتى مخافة أن يبعث بى إلى الجنة وتبقى أمتى بعدى فأقول يا رب أمتى أمتى فيقول الله تعالى يا محمد ما تريد أن أصنع بأمتك فأقول يا رب اعدل حسابهم فيحاسبون فمنهم من يدخل الجنة برحمة الله ومنهم من يدخل الجنة بشفاعتى فما أزال أشفع حتى أعطى صكاك برجال قد بعث بهم إلى النار حتى إن مالكا خازن النار ليقول يا محمد ما تركت لغضب ربك من أمتك من نقمة

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سروقد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے۔ پھر عرض کروں گا اے رب میرے میری امت میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میری ان کا حساب جلد فرمادے پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے رہائی کی چھٹیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ عرض کرے گا اے محمد آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

اللھم صلی وبارک علیہ والحمد للہ رب العلمین

بخاری ومسلم ونسائی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار طبرانی وبیہقی وابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس اور احمد بسند حسن وبزار بسند جید ودرامی وابن شیبہ وابویعلی وابونعیم وبیہقی حضرت ابوذر اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری اور کبیر میں حضرت سائب بن یزید اور احمد باسناد حسن اور ابن شیبہ وطبرانی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی

قال رسول اللہ ﷺ واعطیت مالم یعطھن احدقبلی الی قولہ ﷺ واعطیت الشفاعة

ان حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں شفیع مقرر کردیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملا۔

ابن عباس وابوسعید وابن موسیٰ سے انہیں حدیثوں میں وہ مضمون بھی ہے جو احمد وبخاری ومسلم نے انس سے روایت کیا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان لکل نبی دعوة قددعابه فی امته واستجیب له (وھذااللفظ لانس ولفظ ابی سعید)لیس من نبی الا وقد اعطی دعوة فتعجلها (ولفظ ابن عباس)لم یبق نبی الا اعطی له(ورجعنا الی لفظ انس والفاظ الباقین کمثله معنی)قال وانی اختبات دعوتی شفاعة لامتی یوم القیمة (زاد ابو موسیٰ بجعلتها) لمن مات من امتی لا یشرک بالله شیئا

یعنی انبیاء علیہم السلام کی اگر چہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انہیں خاص جنابِ باری تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو بے شک دیا جائے گا تمام انبیاء آدم سے عیسٰی تک علیہم الصلوٰۃ والسلام سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لئے اُٹھا رکھی۔وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لئے قیامت کے دن میں نے اسے اپنی ساری امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اُٹھی۔

اللھم ارزقنا بجاھه عندک امین

اللہ اکبر اے گنہگارانِ امت کیا تم نے اپنے مالک ومولیٰ ﷺ کی یہ کمال رافت ورحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہ الٰہی عزوجل سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ لو عطا ہوگا حضور نے کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لئے نہ

رکھا سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادیئے دوسوال دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے تیسرا آخرت کو اُٹھا رکھا وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے۔ جب اس مہربان مولیٰ، رؤف و رحیم آقا ﷺ کے سوا کوئی کام آنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا ﷺ۔ حق فرمایا حضرت حق عزوجل نے

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ o (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

واللہ العظیم قسم اس کی جس نے انہیں ہم پر مہربان کیا کہ ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زنہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں ﷺ۔ الٰہی تو ہمارا عجز وضعف اور ان کے حقوق عظیمہ کی عظمت جانتا ہے اے قادر! اے واحد، اے ماجد ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مکافی

اللهم صل وسلم وبارک علیه وعلی اله وصحبه تدر رافته ورحمته بامته ورحمتک به امین

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے میں نے دو بار تو دنیا میں عرض کر لی

اللهم اغفر لامتی اللهم اغفر لامتی

الٰہی میری امت کی مغفرت فرما

واخزت الثالثة لیوم یرغب الی فیه الخلق حتی ابراهیم

اور تیسری عرض اس دنیا کے لئے اُٹھا گئی جس میں تمام مخلوقِ الٰہی میری طرف نیازمند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

صل وسلم وبارک علیه والحمد لله رب العلمین

بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے شب اسریٰ اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ یہ فضائل بخشے رب تعالیٰ نے فرمایا

اعطیتک خیرا من ذالک (الی قوله) خبات شفاعتک ولم اخباهالنبی غیرک

میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے میں نے تیرے لئے شفاعت چھپار کھی ہے اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

ابی شیبہ وترمذی بافادۂ تحسین وتصحیح اور ابن ماجہ وحاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

واذ کان یوم القیمة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر

قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا میں ہوں گا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرمایا۔

ابن منیع حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضرت شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی یوم القیمة حق فمن لم یومن بهالم یکن من اهلها

میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

منکر شفاعت اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔ (اربعین شفاعت، احمد رضا بریلوی قدس سرہ)

ہم وہی بے شرم بد ہیں
تم وہی کانِ حیا ہو

شرح

ہم وہی بُرے اور بے شرم ہیں، آپ وہی حیاء وشرم کی کان ہیں۔ امت کی بے شرمی اور بدی ظاہر و باہر ہے اور حضور اکرم ﷺ کا کانِ حیاء ہونا بھی عدیم المثال ہے۔ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے قاتلِ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی معاف فرمادیا اور حضرت ہندہ جیسی عورت کو بھی دامن رحمت میں جگہ دی حالانکہ اس سے بحالت کفر سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے اسلام دشمنی میں ہر طرح کے حربے استعمال کئے بالخصوص سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور بے حرمتی کرائی لیکن جب مسلمان ہوگئی اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت کا اظہار اور آپ ﷺ کا اس کی تصدیق کرنا کیا ان کے اعزاز واکرام کے لئے کیا کچھ کم ہے۔

جب کسی کا کسی سے بغض وعداوت ہوتا ہے وہ کہے جو چاہے ورنہ قطع نظر اسلام قبول کرنے کی نعمت کے بی بی زمانہ جاہلیت کی غلط کاریوں اور دیگر گندی عادتوں سے محفوظ تھیں جیسا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا بے دھڑک جواب عرض کرنا بتاتا ہے۔

ہندہ غزوۂ یرموک میں

اسلام لانے کے بعد بی بی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرح اسلام پر ہر وقت جان ہتھیلی پر رکھتی تھیں چنانچہ غزوۂ یرموک میں یہ بی بی مسلمانوں کو جنگ پر ابھارتی تھیں۔(فتوح البلدان صفحہ ۱۴۲)

ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بت شکن

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۵۰۶ میں لکھتے ہیں کہ بی بی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب واپس گھر گئیں تو گھر کے تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور کہا اے بتوں ہم تمہارے غرور اور فریب میں مبتلا تھے اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم کیا ہو فلہٰذا اب مزہ چکھو۔

ہدیہ بابارگاۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے بعد بی بی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں دو بکریاں نذر کیں اور عرض کی کہ ہمارے ہاں بکریاں کم ہیں اگر زائد ہوتی تو نذر گزارتی۔ حضور اکرم ﷺ نے بکریوں میں برکت کی دعا فرمائی پھر ان کی بکریاں زیادہ ہوگئیں۔ بی بی ہندہ فرماتی ہیں کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت ہے کہ ہماری بکریاں زیادہ ہوگئی ہیں۔

ہندہ کی اسلام میں مضبوطی کی دلیل

یہ بی بی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پختگی اور مضبوطی کی دلیل ہے کہ اسلام لانے کے بعد خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یعنی اب جتنا ترے دل میں ایمان زیادہ جڑ پکڑے گا اتنا ہی تیرے دل میں محبت زیادہ ہوگی جیسا کہ واقعہ ابتداء متن میں گذرا ہے اسی کو مدارجِ النبوۃ میں لکھ کر فرمایا کہ یہی معنی زیادہ بہتر وظاہر ہے اس کے خلافِ معنی کے متن میں بھی تردید ہے۔

ہم وہی ننگ جفا ہیں
تم وہی جانِ وفا ہو

حل لغات

ننگ، ننگا، لچا، بے حیا، کنگال۔

شرح

ہم وہی ننگ جفا ہیں اے حبیب خدا ﷺ آپ وفا کی جان ہیں۔

اس شعر میں امت کی جفا و بے حیائی تو سب کو معلوم ہے لیکن سرورِ دو عالمﷺ ک ایسے ننگ جفاؤں سے وفا باکمال کا کیا کہنا کہ اعدائے اسلام جب بالکل تھک ہار گئے اور آپ کے سامنے عجز و نیاز کے ساتھ نہ صرف ہتھیار ڈال دیئے بلکہ طوقِ غلامی گلے میں ڈالا تو حضور اکرمﷺ نے انہیں بجائے ملامت کرنے کے بیشمار انعامات سے نوازا۔ ساری تاریخ دہرانے کے بجائے فتح مکہ کے دن کو دیکھ لیجئے کہ اس وقت دشمنوں کو گھر میں جا کر زیر کیا جب وہ قابو میں آگئے تو انہیں نوازشات سے ایسا نوازا کہ تاقیامت غلام بے دام بن گئے اس دن آپ کے سب سے بڑے بالمقابل حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ملاحظہ ہو۔

اسلام لانے کے بعد رسول اللہﷺ نے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑے اعزاز و اکرام و انعام سے نوازا۔

(۱) حضور اکرمﷺ نے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجران کا گورنر مقرر فرمایا۔ (الاستیعاب جلد۲ صفحہ ۷۱۰، تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ ۴۱۲)

(۲) منات بت کو توڑنے کے لئے بھی آپ ہی کو منتخب کیا گیا آپ نے وہاں منات بت کو توڑ دیا۔ (تہذیب جلد ۷ صفحہ ۱۴۸)

(۳) غزوۂ یرموک میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک رہے جس میں اسلامی فوج کے ایک حصہ کے افسر آپ کے صاحبزادہ یزید بن ابی سفیان تھے اس غزوہ میں حضرت ابوسفیان نے نمایاں کردار ادا کیا اور اس جنگ میں آپ کی دوسری آنکھ بھی جاتی رہی۔ غزوہ کے بعد آپ ظاہری بینائی سے کلیتہً فارغ ہو گئے اس سے قبل آپ کی ایک آنکھ غزوۂ طائف کے محاصرہ میں ضائع ہوئی تھی۔ (الاستیعاب)

انتباہ

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دونوں آنکھوں کو راہِ خدا میں قربان کر دینا معمولی عمل نہیں اس کے متعلق حدیث شریف میں بہت بڑی فضیلت وارد ہوئی۔

فائدہ

جہاد میں معمولی کانٹا چبھنے کا ثواب بھی کوئی معمولی نہیں یہاں تو دونوں آنکھیں پیش کی گئی ہیں تب بھی قسمت کے اندھوں کو حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت محسوس نہیں ہو رہی۔ یاد رہے کہ غزوۂ یرموک میں حضرت

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام خاندان یعنی خود اور ان کے بیٹے اور اہلیہ وغیرہ بھی شاملِ غزوہ تھے اور نہایت جان کی بازی لگا دی جیسا کہ ان کے حالات سے آگاہی رکھنے والوں کو معلوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر ابوسفیان کی جانثاری

وہ ابوسفیان جو قبول اسلام سے پہلے نبی کریم ﷺ کا دشمن تھا اور جان کا پیاسا تھا اور اب وہی ہیں جو آپ پر سو جان سے قربان تھے۔ چند واقعات حاضر ہیں

محاصرہ میں ابوسفیان صخر بن حرب کی آنکھ صدمہ زخم سے باہر نکل پڑی تھی وہ اس آنکھ کو لئے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان سے دریافت کیا کہ اے ابوسفیان بتاؤ کہ تمہیں کون سی بات پسند ہے آنکھ تمہیں جنت میں ملے یا دنیا میں۔ حضرت ابوسفیان نے عرض کیا حضور میں آخرت کے عوض کو بہتر سمجھتا ہوں یہ کہہ کر انہوں نے آنکھ اپنے ہاتھ سے دور پھینک دی۔

دوسری آنکھ ان کی عہد خلافت فاروقی میں بمقام جنگ یرموک پتھر کی چوٹ سے پھوٹ گئی۔ (اس کا قصہ آتا ہے) (مدارج از مواہب الدنیہ جلد۲ صفحہ ۵۲۹)

غزوۂ یرموک اور ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب مسلمانوں پر رومیوں کا غلبہ ہوا تو سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑنے بھی جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح ونصرت کی دعا بھی فرماتے جاتے تھے اور ساتھ ہی جانثارانِ اسلام کو ابھارتے بھی جاتے تھے کہ اللہ اللہ تم لوگ عرب کا ہالہ اس کا خلاصہ اور اسلام کے دست وبازو ہو اور تمہارے حریف سلطنت آدم کا ہالہ اس کا خلاصہ اور مشرکین کے دست وبازو ہیں اے اللہ آج کا دن تیرا دن ہے تو اپنے بندوں کی مدد فرما۔ (المنتقی صفحہ ۲۵۴ فتوح البلدان صفحہ ۱۴۲)

اسد الغابہ جلد۵ صفحہ ۲۱۶ مشہور تابعی سعید ابن المسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک کے روز جب کہ مسلمان رومیوں سے نبرد آزما تھے ایک ہو کا عالم طاری تھا اور جنگ کی شدت کے باعث تمام لوگ چپ تھے لیکن ایک آدمی ایسا تھا جو بآواز بلند پکار رہا تھا

یا نصر اللہ اقترب یا نصر اللہ اقترب — اے اللہ کی مدد جلد آ اے اللہ کی مدد جلد آ

میں نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو وہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اپنے فرزند ارجمند سیدنا یزید کے جھنڈے

تلے رومیوں سے لڑ رہے تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ ۴۱۲، اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

محدث دہلوی قدس سرہ مذکورہ بالا روایات تحریر فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہ روایات آپ کے حسن اسلام پر دلالت کرتی ہے اور انہی روایات کو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترجیح دیتے تھے۔

فضائل ابوسفیان

مذکورہ بالا بیانات ان کے فضائل وکمالات کے لئے از بس ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین اور طائف میں شریک جہاد رہے اور اپنے بیٹے کے جھنڈے تلے سیدنا ابوبکر صدیق وسیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں غزوۂ یرموک میں پامردی سے جہاد کا حق ادا کیا اور پھر ان دونوں جہادوں میں دونوں آنکھیں راہِ خدا میں دے دیں۔ (مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۹۲۷)

اس سے پھر اور کیا چاہیے۔ مزید برآں فقیر کی تصنیف ''الرفاہیہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

ہم وہی قابل سزا کے
تم وہی رحم خدا ہو

شرح

ہم وہی سزا کے لائق ہیں اے محبوب کریم ﷺ آپ خدا تعالیٰ کی رحمت ہیں۔

امت کا قابل سزا ہونا کوئی مخفی راز نہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو لیکن حضور اکرم ﷺ کا رحم خدا ہونا بھی سب کو معلوم ہے

اس شعر کو امام اہل سنت قدس سرہ نے آیت رحمۃ للعالمین کے تمام مضامین کو سمندر در کوزہ کا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ غور فرمایئے کہ حضور اکرم ﷺ کی صفت رحم کا مظہر اتم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا رحم کتنا ہے کون بتا سکتا ہے اس کا ظہور بطورِ کمال وتمام حضور اکرم ﷺ میں ہوا۔ تبرکاً چند امثلہ حاضر ہیں

آیت رحمۃ للعلمین اس کی بار ہا تفسیر گذری

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ (پارہ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۹)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔

فائدہ

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روح البیان میں لکھتے ہیں کہ اس میں مازائدہ محض تاکید کے لئے ہے یعنی آپ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہیں۔ مومنین کے لئے آپ نرمی کرتے ہیں کہ آپ انہیں اپنے سینے سے لگاتے ہیں اور انہیں اپنے مکارم اخلاق سے مخصوص رکھتے ہیں اور آپ کی ہر نرمی کا پہلو انہی کی طرف ہوتا ہے باوجود یہ کہ کبھی کبھی اُن سے آپ کی حکم عدولی ہوجاتی ہے اور آپ کے دشمنوں سے ساز باز کرلیتے ہیں لیکن آپ اُن سے لطف وکرم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

چرخ بدلے دھر بدلے
تم بدلنے سے ورا ہو

حل لغات

چرخ، پھرنے والا، آسمان۔ دہر، زمانہ، وقت۔ ورا، بفتح وبقصر یعنی بدون، بغیر۔

شرح

آسمان بدلے بدل جائے زمانہ بیشک بدلے لیکن اے حبیب خدا ﷺ آپ کا بدلنا ہے ہی نہیں۔

اس شعر میں امام اہل سنت نے حضور اکرم ﷺ کے استقامت بے مثال کی طرف اشارہ فرمایا ہے آپ کی سیرت کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ اعلانِ نبوت کے بعد کفار نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے موقف سے باز رہنے یا معمولی سی لچک پیدا کرنے پر کتنا زور لگایا اور کیسے صدمات واذیت سے دوچار کیا اور لالچ وطمع جیسے حربے استعمال کئے بالآخر جنگ وجدال تک نوبت پہنچی لیکن حضور اکرم ﷺ نے وہ استقامت دکھائی جس کی مثال نہیں ملتی۔

اب ہمیں ہوں سہو حاشا
ایسی بھولوں سے جدا ہو

حل لغات

سہو، بھول چوک، غفلت۔ حاشا، حرف تردید، پناہ، ہرگز نہیں، استثناء، مگر، سوا۔

شرح

آپ میدانِ حشر میں ہمیں بھول جائیں یہ ہرگز نہیں ہوسکتا آپ ایسی بھولوں غفلتوں سے پاک اور منزہ ہیں۔

قیامت میں امت کو نہ بھولنا غیر ممکن ہے یہاں سہو نسیات سے حقیقی بھولنا اور عدم توجہ کی نفی ہے اور یہ نہ صرف

آخرت میں بلکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں بھی حضور اکرم ﷺ کا بھولنا (نسیان وسہو) ناممکن ہے اور جن احادیث مبارکہ میں آپ کے سہو کے مضامین پائے جاتے ہیں وہ اجرائے احکام کے طور تھے نہ کہ حقیقی سہو ونسیان۔ فقیر کے اس موضوع پر دو رسالے "ابن النسیان فی النبی آخر الزمان" اور "النسیا ن فی الانسان" ہیں ان کا مطالعہ فرمائیے یہاں مختصر عرض کروں گا تا کہ منکر کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے غلط نظریات میں کسی اہل اسلام کو پھنسا ؤ نہ ہو۔

شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے "الحدیث الصحیح إنی لا أنسی أو أنسی لأسنّ" یعنی صحیح میں ہے فرمایا میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں تا کہ سنت جاری ہو سکے۔

عمر بھر تو یاد رکھا
وقت پر کیا بھولنا ہو

شرح

زندگی بھر تو یاد رکھا بھلا وقت (میدانِ حشر) میں بھولنا کیسا؟

حضور اکرم ﷺ کا امت کو ولادتِ باسعادت سے لے کر وصال بلکہ بعد وصال تا حال یاد فرمایا اس کی تفصیل متعدد مقامات پہ شرح حدائق میں گزری اس سے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا مقصد یہ ہے کہ جب آپ نے ہمیں عمر بھر یاد رکھا تو اب ناممکن ہے کہ میدانِ حشر میں بھول جائیں اسی لئے ہمیں شفاعت کے عقیدہ میں ذرہ بھر بھی شک نہیں جسے شک ہے وہ محروم ہے جس کے متعلق ابھی چند اشعار سے پہلے فقیر نے احادیث شفاعت نقل کی ہیں۔

وقت پیدائش نہ بھولے
کیف ینسی کیوں قضا ہو

حل لغات

کیف، کیسے۔ ینسی، بھولے۔ قضا، خدا کا حکم، انجام، نتیجہ، بیان، پیدائش، قسمت، بھاگ، وہ عبادت جس کا وقت گزر گیا، موت۔

شرح

حضور اکرم ﷺ بوقت ولادت مبارکہ بھی امت کو نہ بھولے اب کیسے بھول گے اور یہ حکم الٰہی کیسے جاری ہو سکتا ہے پہلے مصرعہ میں ولادت کے معجزات کی طرف اشارہ ہے جو کہ کتب میلاد میں روایات معروف ہیں۔

یہ بھی مولیٰ عرض کر دوں
بھول اگر جاؤ تو کیا ہو

شرح

یہ بھی اپنے آقاﷺ سے عرض کردوں کہ اگر بھول جاؤ گے تو پھر ہم غریبوں کا کیا بنے گا۔

یہ شعر دوسرے آنے والے شعر سے متعلق ہے بطورِ تنزل فرمایا کہ پہلے تو ہمیں یقین ہے کہ آپ میدانِ حشر میں ہمیں بالکل نہیں بھولیں گے اگر بفرض محال تسلیم کرلیا جائے تو بھی ہمیں اس کی فکر نہیں کیونکہ اس سے آپ کو ہی تکلیف ہوگی اس لئے کہ آپ ایسے رحیم ہیں کہ ہماری تکالیف دیکھ کر برداشت نہیں فرمائیں گے اپنی شانِ رحیمی سے ہمیں حشر کے میدان میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے فرمایا

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ○ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

دنیا میں بھی آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ کسی کا دکھ درد گوارا نہ فرماتے۔

وہ ہو جو تم پر گراں ہے
وہ ہو جو ہرگز نہ چاہو

حل لغات

گراں، وزنی، بھاری، مہنگا، دوبھر، مشکل۔

شرح

وہ امر واقع ہو جو آپ کے قلب اقدس پر گراں ہو وہ امر واقع ہو جو آپ نہ چاہیں یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

گذشتہ شعر کی دلیل معہ دعویٰ کا حسین امتزاج ہے وہ یہی کہ ہمارا دکھ درد قیامت میں آپ کو گوارا نہ ہوگا جو چیز آپ کو گوارا نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ آپ کے قلب اطہر کو گرانی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو آپﷺ چاہتے ہیں

رضائے خدا چاہتا ہے دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمدﷺ

اس کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

وہ ہو جس کا نام لیتے
دُشمنوں کا دل بُرا ہو

شرح

وہ امر ضرور ہو کر رہے گا جس کا آپ نام لیں کہ یہ ہو جائے۔ دُشمنوں کا دل لاکھ بُرا ہو وہ ہزار بار چاہیں کہ نہ ہو ان کے چاہنے سے کچھ نہ ہو گا وہی ہو گا جو آپ چاہیں گے۔

وہ ہو جس کے رد کی طرح
رات دن وقف دعا ہو

حل لغات

وقف، ٹھہراؤ، قیام، سکون، خدا کے نام پر خاص کی ہوئی چیز، مسجد وغیرہ۔

شرح

وہی ہو گا جسے رد ہونے پر آپ رات دن دعا کرتے رہے یعنی دنیا میں امت کا عذاب میں مبتلا نہ ہونا اور آخرت میں ہر مومن کا بخشا جانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡھِمۡ ؕ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

مر مٹیں برباد بندے
خانہ آباد آگ کا ہو

شرح

خدا کرے ایسے برباد بندے مر مٹیں اور خدا کرے ان کا گھر جہنم کی آگ میں آباد ہو۔
یہ عجیب قسم کی دعا ہے کہ دشمن کی بربادی پر آتش دوزخ کی آبادی حدائق بخشش جلد سوم میں اس طرح کی ایک عجیب دعا ہے کہ جس میں مصرعہ اول میں دشمن کو دعائیہ کلمات سے نواز کر دوسرے مصرعہ میں دشمن کا بیڑا اغرق کر دیا۔

ملاحظہ ہو

الٰہی پھولیں پھلیں اعداء مگر یوں ۔۔۔ کہ خارش میں جس طرح جسم اکالب
ملے ان کو برکت تو وہ جس کو سن کر ۔۔۔ گدا د ر سے پھرتا ہے محروم وفایت
الٰہی انہیں پائمالی کا سبزہ ۔۔۔ جو اس گل سے بیگانہ وش ہوں مجانب
اگر نیند آئے تو وہ نیند جس سے ۔۔۔ کیا گھاس کو پائمال مصائب
وہ دودھوں نہائیں مگر یوں کہ جیسے ۔۔۔ سفیدی دیدہ بے ناعور رقب
الٰہی یہ نیرنگی رنگ قدرت ۔۔۔ الٰہی یہ نیرنگی ذات و

(حدائق بخشش جلد سوم صفحہ ۱۸)

شاد ہو ابلیس ملعون
غم کسے اس قہر کا ہو

شرح

ابلیس لعین بیشک خوش ہوا ایسے قہر جو دشمن پر برسے اس کا غم کس کو ہے۔

یہ بھی اسی پہلے شعر کی طرح ایک عجیب امر ہے وہ یہ کہ ابلیس ملعون شاد ہو۔ اس سے وہم پڑتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ابلیس کی شادی وخوشی کی بات کیونکر کردی دوسرے مصرعہ میں واضح فرمایا کہ دشمنان اسلام پر قہر برسے گا تو ابلیس تو خوش ہوگا کہ اس کی امید بر آئی۔

تم کو ہو واللہ تم کو
جان و دل تم پر فدا ہو

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کو ہی غم امت ہے بخدا آپ کو ہی غم امت ہے ہماری جان و دل آپ پر قربان۔

اس میں حضور اکرم ﷺ کی رحمت عامہ کا اشارہ ہے اگر چہ دشمن پر قہر برسنے کا کسی کو غم نہیں لیکن آپ ایسے رحیم کریم ہیں کہ دشمنوں پر قہر برسنے اوران کے عذاب میں مبتلا ہونے پر بھی غمزدہ ہوتے ہیں۔ کئی قرآنی آیات فقیر اسی شرح کی سابقہ جلدوں میں لکھ چکا ہے

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۳)

کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔

اس آیت میں مفسرین فرماتے ہیں کہ جب اہل مکہ ایمان نہ لائے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی تو حضور پر ان کی محرومی بہت شاق ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ اس قدر غم نہ کریں۔

تم کو غم سے حق بچائے
غم عدو کو جانگزا ہو

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کو اللہ غم سے بچائے۔ جان نکالنے والا غم خدا کرے آپ کے دشمنوں کو ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے غم کا ذکر کر کے اب اپنا عشق و محبت کا اظہار کرتے ہیں کہ خدا کرے آپ کو تو کوئی غم نہ ہو ہاں آپ کے دشمنوں کو ایسے غم لاحق ہوں کہ اسی غم میں تباہ و برباد ہو جائیں۔

تم کو غم سے کیا تعلق
بیکسوں کے غم زُوا ہو

حل لغات

غم زوا، اسم فاعل ترکیبی ہے۔ زوا، امر بمعنی غم دور کرنے والا۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کو غم سے کیا تعلق آپ تو بیکسوں عاجزوں کے غم گسار ہیں۔

اس میں حضور اکرم ﷺ کے غموں کی تفصیل کے بعد عرض کرتے ہیں کہ وہ غم درحقیقت غم نہیں اس لئے کہ آپ تو سب کے غم گسار ہیں بالخصوص عاجزوں مسکینوں کی آپ کی غمگساری مشہور زمانہ ہے۔

حق درودیں تم کو بھیجے
تم مدام اس کو سرا ہو

حل لغات

سراہو از سراہنا۔ مدح و ثنا کرنا۔

شرح

اے کریم نبی ﷺ آپ پر حق تعالیٰ درو دو سلام بھیجتا ہے اور آپ ہمیشہ اس کی مدح وثنا کرتے ہیں۔آپ کی عزت وعظمت کا کیا کہنا کہ خود اللہ تعالیٰ بے نیاز ذات آپ کو درو دو سلام بھیجتا ہے اور آپ بھی اس کی حمد وثناء میں کمی نہیں کرتے۔اللہ تعالیٰ کے درو دو سلام کا ذکر تو مشہور آیت

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ا (پارہ۲۲،سورۂ احزاب،آیت ۵٦)

بیشک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر

میں ہے اور حضور اکرم ﷺ کی حمد وثنائے الٰہی کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی۔حدیث شریف میں ہے

إذا حمدني أحد فأنت أحمد وإذا حمدت أحد فأنت محمد. (عینی شرح بخاری)

اگر کوئی میری حمد کرتا ہے تو ان سب سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں اگر میں کسی کی مدح کرتا ہوں تو آپ سب سے زیادہ میرے ممدوح ہیں۔

وہ عطا دے تم عطا لو
وہ وہی چاہے جو چاہو

شرح

اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے آپ لینے والے۔اللہ تعالیٰ وہی چاہتا ہے جو آپ چاہتے ہیں۔

اس شعر میں اللہ ورسول (جل جلالہ ﷺ) کے گہرے تعلق کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ معطی ہے اور آپ معطی۔پھر عظمت شان کا کیا کہنا کہ اللہ وہی چاہتا ہے جو آپ چاہتے ہیں۔

برتو او پاشد تو بر
تا ابد یہ سلسلہ ہو

حل لغات

پاشد،مضارع از پاشیدن۔

کیوں رضاؔ مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکل کشا ہو

شرح

اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مشکل سے خوف کیوں جب کہ نبی کریم ﷺ مشکل کشا ہیں۔

آخر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ خود کو تسلی کے طور سمجھاتے ہیں کہ دارین میں گھبرانے کی ضرورت ہی کیا ہے جب کہ ہمارے سب کے مشکل کشا امام الانبیا ﷺ ہیں۔

ازالہ وھم

مخالفین صرف مشکل کشا کے لفظ سے بہت گھبراتے ہیں یہ ان کی ضعف اعتقادی یا حضور اکرم ﷺ کے کمالات کے متعلق کم ظرفی اور بخیلی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جتنے بڑے کمالات سے نوازا ہے اس کے مقابلے میں مشکل کشائی ایک ادنیٰ سا کمال ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کمال تو آپ کے غلاموں میں بطریقِ رقم ہے۔

نعت

مِلک خاصِ کبریا ہو

مالک ہر ماسوا ہو

حل لغات

ملک (بکسر المیم) مونث، ملکیت، جاگیر، مال، اسباب، حقیقت، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ کبریا بالکسر بمعنی بزرگی فخر وغرور، بڑائی (خدا تعالیٰ کا نام)

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کی خاص ملکیت ہو اللہ تعالیٰ کے سوا باقی ہر شے کے مالک ہیں اسی کو کہتے ہیں خالص توحید کہ حضور اکرم ﷺ کو مملوکِ خدا ماننا اور ماسوا اللہ کو آپ کی ملکیت ماننا کیونکہ آپ حبیب خدا ہیں (ﷺ) اور

محبوب ومحبّ میں نہیں میرا تیرا

مصرعہ اولیٰ تو متفق علیہ ہے مصرعہ ثانی میں کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکرین کو اختلاف ہے لیکن یہ ان کی شوم بختی ہے قیامت میں ہم سب دیکھ لیں گے۔

احادیث مبارکہ

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میدانِ محشر کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا جب لوگ قبور سے نکلیں گے تو ان میں اول میں ہوں گا جب اللہ کے حضور جائیں گے تو میں ان کی قیادت کررہا ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کی نمائندگی کروں گا جب وہ ناامید ہوں گے تو میں شفاعت کروں گا اور جب وہ پریشان حال ہوں گے تو میں انہیں خوش کروں گا کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اولادِ آدم میں سے میرا مقام اللہ کے ہاں سب سے بلند ہوگا

وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۝ (پارہ ۲۷،سورۃ الطّور، آیت ۲۴)

اوران کے خدمتگارلڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ موتی ہیں چھپا کرر کھے گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہرروز بارگاۂ نبوی میں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے حاضر ہوکر اپنے پروں کو قبرانور کے ساتھ لگا کر زیارت و برکت حاصل کرتے ہوئے درود وسلام عرض کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ جب میدانِ محشر میں تشریف لائیں گے

خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یو ترونه ﷺ

تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمت میں ہوں گے۔(التذکرۃ للقرطبی)

مصرعہ ثانی الکل لمختار الکل ﷺ کے عقیدہ کا ترجمان ہے اس پر فقیر اس شرح حدائق میں متعدد مقامات پر بہت کچھ لکھ چکا ہے یہاں تبرکاً چند روایات عرض کرتے ہیں۔

اس مصرعہ کا کسی نے یوں ترجمہ کیا

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا　　　　کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

احادیث مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خزانوں کا مالک ومختار بنایا ہے اس لئے تمام خزانوں کی کنجیاں آپ کے حوالے کردیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

بین انا نائم اذجئی بمفاتیح خزائن الارض فرضعت فی یدی. (بخاری شریف)

میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھدی گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا

أتيت بمقاليد الدنيا على فرس أبلق جاء في به جبريل عليه قطيفة من سندس. (دلائل النبوت)

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش تھا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں پڑے ہیں۔ پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور اکرم ﷺ سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں اور نبوت کی کنجیاں ان سب پر محمد ﷺ نے قبضہ کر لیا۔ پھر ایک اور ابر نے حضور اکرم ﷺ کو ڈھانپ لیا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشنی ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز رنگ کا لپٹا ہوا کپڑا حضور ﷺ کی مٹھی مبارک میں ہے اور کوئی منادی کہہ رہا ہے واہ واہ

فائدہ

اس مختصر تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو دونوں جہان کی نعمتوں کے خزانوں کا مالک بنا دیا تھا۔

مالک دین و دنیا ہو کر — دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے سرکارِ دو عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں جہانوں میں تیری حکومت ہے بالیقین ہر چیز جس کے تابع ہے وہ سلطان تمہیں تو ہو۔

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقلِ عالم سے ماورا ہو

شرح

کسی کو کیا معلوم کہ آپ کیا ہیں کیونکہ جملہ عالم کے عقل و فہم سے آپ بالا دوالا ہیں (ﷺ)

اس شعر کی تشریح خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی زبان اقدس سرہ سے سنئے آپ کی تقریر المیلا دالنبو یہ جسے حضرت الحاج سید ایوب علی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع فرمایا آپ میلا دشریف کی محفل میں بسم اللہ مع سورۃ الفاتحہ پڑھ کر تقریر کرتے ہوئے فرمایا یقیناً ہر مسلمان صدق سے فوراً ایمان لائے گا کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق وصحیح ہے اور آفتاب ہنوز معرض خفا میں ہے اور حضور پر اصلا خفا نہیں آفتاب سے کروڑوں درجہ روشن ہیں ﷺ

اوران کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور حضور اکرم ﷺ کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو "اعراف الناس" یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ ہیں اسی واسطے ان کا مرتبہ افضل واعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے (ﷺ) جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے۔حضرت صدیق اکبر جیسے "اعراف الناس" جو تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے

یا ابابکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی اے ابو بکر جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے اور کسی نے نہ پہنچانا۔

باطن میں ایسے کہ خدا کے سوا کسی نے ان کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر میں بھی ایسے کہ ہر پتہ ہر ذرہ شجر و حجر وحوش وطیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمالِ ظہور ہے صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں۔جبرئیل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں،انبیاءمرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق باقی رہے حقیقةً ان کو پہچاننا تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے۔تبارک وتعالیٰ ان کا بنانے والا ان کا نوازنے والا ان کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا۔

بلا تشبیہ محبّ نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے حضور اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں

انه لغیر ز وانا اغیر منه واللّٰه اغیر منی

جو غیرت والا ہے میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔

وہ کیوں کر روا رکھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا ہم تو "قوم نیام تسلوا عنه بالحلم" ہی ہیں سوتے ہیں خواب ہی میں زیارت پر راضی ہیں انصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق ہیں دنیا خواب ہے اور اس کی بیداری نیند امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

الناس نیام اذا ماتوا استهوا لوگ سوتے ہیں جب مریں گے جاگیں

خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا نتیجہ دونوں جگہ ایک ہے

وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (پارہ ۴،سورۂ آل عمران،آیت ۱۸۵)

اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

خواب میں جمالِ اقدس زیارت ضرور حق ہوتی ہے خود فرماتے ہیں ﷺ

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔

پھر لوگ مختلف اشکال واحوال میں دیکھتے ہیں کہ وہ اختلاف ان کے اپنے ایمان واحوال ہی کا ہے ہر ایک اپنے ایمان کے لائق ان کو دیکھتا ہے یونہی بیداری میں جتنے دیکھنے والے تھے سب اس آئینہ حق تمنا میں اپنے ایمان کی صورت دیکھتے ورنہ ان کی صورت حقیقیہ پر غیرت الٰہیہ کے ستر ہزار پردے ڈالے گئے ہیں کہ ان میں سے اگر ایک پردہ اُٹھا دیا جائے آفتاب جل کر خاک ہو جائے جیسے آفتاب کے آگے ستارے غائب ہو جاتے ہیں اور جو ستارہ اس سے قر ان میں ہوا احتراق میں کہلاتا ہے تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی نہ رب العزت کو بیداری میں دنیا میں دیکھ سکتا ہے نہ جمال جمال انور کو دیکھ سکتا ہے نہ جمالِ انور حضور اقدس عزوجل ﷺ۔

حضور اکرم ﷺ نے شب معراج کو رب العزت جل وعلا کو بیداری میں چشم سر سے دیکھا وہ دیکھنا دنیا سے وراء تھا کہ دنیا ساتوں زمین سے ساتوں آسمان تک ہے اور یہ روایت لامکاں میں ہوئی بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان ہی کی صورت دیکھی کہ حضور اکرم ﷺ آئینہ خدا نما ہیں ابوجہل لعین حاضر ہو کر عرض کرتا ہے "زشت نقشے کزنھی ھاشم شگفت" حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں "صدقت" تو سچ کہتا ہے۔ ابوبکر صدیق عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ کوئی خوبصورت پیدا نہ ہوا، حضور بے مثل ہیں، حضور آفتاب ہیں نہ شرقی نہ غربی۔ ارشاد فرمایا "صدقت" تم سچ کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی۔ ارشاد فرمایا

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک ہندو درمن آن بیند کہ اوست

میں تو اپنے چاہنے والے رب تبارک وتعالیٰ کا اجالا ہوا آئینہ ہوں ابوجہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے اس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابوبکر سب سے بہتر ہے انہوں نے اپنا نورِ ایمان دیکھا ﷺ

لہٰذا ذاتِ کریم جامع کمال ظہور وکمال بطون ہے اس بحث کو سمیٹے ہوئے بالآخر فرمایا ظہور کسی شئے کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے وہ شئے نظر آتی ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ چیز نظر نہیں آتی۔ آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی مائل کچھ بخارات وغبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف النہار پر پہنچتا ہے

غایت ظہور سے باطن ہوجاتا ہے اب نگاہیں اس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیرہ ہوکر واپس آتی ہیں غایت ظہور پر پہنچنا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہوگیا آفتاب کے نام ہے ان کی گلی کے ایک ذرہ کو وہ آفتابِ حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لئے اس کو آئینہ کاملہ بنایا ہے اور اس میں مع ذات وصفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اس ذات کی کون پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے۔صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم سے نام اقدس میں دونوں رعائتیں رکھی ہیں محمد ﷺ بکثرت اور بار بار غیر متناہی ہی تعریف کئے گئے اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا ہے یہ تو شان ہے غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی عن التعریف میں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہونہیں سکتی۔تعریف عہد یا استغراق یا جنس کے لئے ہے وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے جملہ فضائل وکمالات میں شریک سے منزہ ہیں۔امام محمد بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

حضور اکرم تمام محاسن میں شریک سے منزہ ہیں۔حضور اکرم کے حسن کا جوہر نا قابلِ تقسیم ہے۔

اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں ان کے حسن کا جوہر فرد قابل انقسام نہیں کہ یہاں جنسیت واستغراق نامتصور اور عہد فرع معرفت ہے اور ان کو ذاتاً وحقیقۃً کوئی پہچان نہیں سکتا تو نامِ اقدس پر کہ علم ذات ہے لام تعریف کیونکر داخل ہو۔

جس طرح من لی اجر کرتے ہیں اسی طرح کاف تشبیہ بھی جر کے لئے آتا ہے ذات الٰہی کمال تنزیہ کے مرتبے میں ہے اور متشابہات میں تشبیہات بھی وارد صحیح۔

کنز مکتوم ازل میں
در مکنون خدا ہو

حل لغات

کنزہ، گنج ،خزانہ۔مکتوم، پوشیدہ۔ازل، ابتدا،شروع ،ہمیشگی ،جس کی ابتداء نہ ہو۔در، موتی۔مکنون، چھپا ہوا، ڈھکا ہوا۔

شرح

اس شعر کی تشریح شعر سابق میں ضمناً آگئی ہے اور ساتھ ہی یہ تقریر ملا دیجئے فرمایا کہ تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ایک بار جبریل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی "السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا ظاھر، السلام علیک یا باطن" نے قرآن عظیم میں اپنی صفت کریمہ فرمائی

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کے لحاظ سے حضور نے جبریل سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا۔

اللہ نے حضور کو اول کیا تمام مخلوق سے پہلے حضور کے نور کو پیدا کیا اور اللہ نے حضور کو آخر کیا تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا اور حضور کو ظاہر اپنے معجزات مبینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک وشبہ کی مجال نہیں اور حضور کو باطن کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اس کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتا آفتاب اور جملہ انوار انہیں کے تو پرتو ہیں آفتاب میں شک ہوسکتا ہے اور ان میں شک ممکن نہیں۔ فرض کیجئے اگر ہم نصف النہار پر ایک روشن شرارہ آفتاب کے برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس کی دھوپ بھی دوپہر ہی کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائیں یہ آفتاب نہیں کوئی کرہ نار کا شرارہ ہے۔

سب سے اول سب سے آخر
ابتدا ہو انتہا ہو

شرح

وہی تقریر سابق اس کے ساتھ لاحق ہوگئی لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ حجۃ اللہ فی الہند حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی تقریر مدارج النبوۃ کی تلخیص بھی یہاں درج کردوں تاکہ "والشھد واذوی عدل منکم" عمل ہوجائے۔ آپ نے فرمایا اول حقیقی اللہ عزوجل ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اسم جلالت اللہ سے ہونی چاہیے کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ'' مگر ابتدا یوں فرمائی گئی ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ'' وہ جو اول حقیقی اللہ کا ذات ہے کہ ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ پر دال ہے اس سے پہلے اسم کا لفظ لائے اور اس پر ب کا حرف داخل فرمایا گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنی الوہیت واحدانیت میں بے غایت ظہور سے بے غایت بطون میں ہے بندوں کو اس تک وصول محال کسی کی عقل کسی کا خیال اس تک نہیں پہنچتا جس کا نام اللہ ہے وہ پاک ومنزہ ہے اس سے کہ اس تک فکر ووہم کا وصول ہو سکے ایسی مخفی وباطن ذات سے اس تک وصول کے علامت درکار اور اسم کہتے ہیں علامت کو جو دلالت کرے ذات پر تو اسم اللہ ذریعہ ہوا وصال کا اور اسم جبکہ نام ٹھہرا اس شے کا جو دلالت کرنے والی ہے ذات پر ذات پاک ہے اس سے کہ اسے کسی شے کی حاجت ہو ضرور ہے کہ ذات پر دلالت کرنے کے لئے تین چیزیں ہونی چاہئیں ایک ذات ہو دوسرا اس کا غیر ہو تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو جو دلالت کرے اس غیر کو اس ذات کی طرف وہ ذات ذاتِ الٰہی ہے اور وہ غیر یہ تمام عالم مخلوقات اور اسم اللہ پر دلالت کرنے والا ہے وہ محمد ﷺ ہیں۔

فائدہ

مذکورہ الفاظ بھی امام احمد رضا محدث بریلوی کے ہیں جسے فقیر نے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ کے خطبہ کا مغز سمجھ کر عرض کر دیا ہے مکمل مضمون تو مدارج النبوۃ جلد اول کے خطبہ میں ملاحظہ فرمائیں اس کی تلخیص فقیر اسی شرح حدائق کے سابقہ مجلدات میں لکھ چکا ہے۔

تھے وسیلے سب نبی تم
اصل مقصودِ ہدیٰ ہو

شرح

تمام انبیاء علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وسیلہ تھے تو اصل مقصودِ ہدایت تو آپ ہیں (ﷺ) اللہ تعالیٰ روز اول سے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا اظہار فرماتا رہا ہے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے حضور کی اطاعت کا وعدہ لیا پھر عالم اجسام میں اسی نور کو جبین آدم میں رکھ کر فرشتوں سے سجدہ کرایا اور جب رشد وہدایت کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر رسول اپنی امت کو تلقین کرتا رہا ہے کہ میرے زمانے میں یا اس کے بعد وہ مبعوث ہو جائیں گے تو تمھیں ان پر ایمان لانا ہوگا یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا تا آنکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے آنے کی دعا مانگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ (یوحنا)
الغرض آپ کی آمد کے انبیاء ورسل سارے منتظر تھے آپ نہ آتے تو یہ آرزوئیں کس طرح پوری ہوتیں یہ دعائیں کیونکر مستجاب ہوتیں۔

حضور اکرم ﷺ سے پہلے جو نبی آتے تھے شہریت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط نہ ہوتی تھی اس لئے کہ وہ ایک وسیلہ کی مانند تھیں بعد کو آنے والے کی زندگی اخلاق کے تمام شعبوں پر مشتمل ہو چنانچہ آپ آئے اور فرمایا "بعثت لا تمم مکارم الاخلاق" اور عظمت کے جو زاویئے ہماری نظر میں ہیں انہیں اہل دل کے سامنے پیش کردیں۔

حضور اکرم ﷺ آئے تو نظام عالم میں انقلاب آیا دلوں کی سوچ بدلی عمل کے اطوار بدلے جن کا کردار ننگ انسانیت تھا ان کی پاکبازوں پر قدسیوں کو رشک آنے لگا وہ کیا چمنستانِ وجود میں خزاں ندیدہ بہار آئی عرفان کی کلیاں چٹکیں، ایمان کے پھول مہکے، بندے کو خدا سے وہ قرب حاصل ہوا جس کا نہ تصور تھا نہ گمان۔ رحمت خداوندی کی ایسی بارش ہوئی کہ دنیائے وجود کا ہر ذرہ شاداب ہو گیا۔

ان کے آنے سے اصول اور پیمانے بدلے، رنگ ونسل کا امتیاز اُٹھا، انسانیت کے ہر طبقہ کو ہدایت ملی۔ اللہ اللہ یہ ان کا مرتبہ ہے وہ رُخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہوں منع کردیں تو حرمت لازم ہو۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز ایسا شاہکار بنائے جس سے کوئی بڑھ نہ سکتا ہو جو تخلیق کی عظمت نشان کہلائے جس کے بنانے پر وہ ناز کرے جسے دیکھ کر دیکھنے والے بے ساختہ کہہ اُٹھیں کہ بخدا خدا نہیں لیکن اس کے جلوہ سے جدا بھی نہیں۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے چند ایک کو کتب عطا ہوئیں اور بعض کو صحیفے لیکن وہ کتابیں اور صحیفے اس جامعیت سے خالی تھے جو قرآن مجید کی صفت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کے علوم کا جامع بنا کر محبوب اکرم ﷺ کو عطا فرمایا اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کی دو تصنیفیں "القرآن جامع البیان" اور "نورالایمان فی ان جمیع العلم فی القرآن" اور قرآن مجید کی جامعیت کی عملی تصویر حضور اکرم ﷺ خود تھے چنانچہ ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے انہوں نے فرمایا

کان خلقه القرآن — حضور کا خلق قرآن تھا

عربی میں خَلق انسان کی ظاہری بناوٹ کو اور خُلق باطنی اوصاف کو کہتے ہیں گویا خَلق صورت کا اور خُلق سیرت کا نام ہے اور حضرت عائشہ کے اس فرمان سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا ظاہر و باطن قرآن تھا ظاہر کا حال تو سب کو معلوم

ہے کہ آپ کی زندگی یعنی سیرت قرآن تھے اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ عین ناطق قرآن تھے جبکہ "مابین الامنین" کلام اللہ صامت قرآن ہے۔

علم غیب کلی

نبی پاک ﷺ کو ناطق قرآن ماننے پر آپ کو علم کلی بھی ماننا پڑے گا اس لئے کہ قرآن صامت کا اپنے لئے اعلان ہے

وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (پارہ ۷،سورۃ الانعام،آیت ۵۹)

اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

جبکہ قرآن ناطق ﷺ نے بھی اپنے لئے فرمایا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

تجلی لی کل شئی وعرفت

ہر ظاہر و باطن اور غیب و شہادت لی ہر حقیقت حضور کے علم میں ہے۔صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا

لونی فلا تسئلونی عن شئی الا اخبر تکم

مجھ سے سوال کرو تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں استفسار نہیں کرو گے مگر میں تمہیں اس چیز کی خبر دوں گا۔

یہ دعویٰ وہی شخص کرسکتا ہے جس کا علم تمام حقائق ممکنہ کو محیط ہو چنانچہ عبداللہ بن حذافہ جن کے بارے میں لوگ شک کرتے تھے کہ شاید وہ حذافہ کے بیٹے نہیں ہیں اور ان پر تہمت لگاتے تھے انہوں نے پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہی ہے ایک اور شخص نے سوال کیا میرا باپ کون ہے فرمایا تمہارا باپ سالم ہے۔اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ تکوینی امور ہوں یا تشریعی حضور اکرم ﷺ کا علم سب پر مشتمل ہے۔

امام بخاری کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور آپ نے ہمیں ابتدائے عالم سے تمام احوال کی خبریں بیان کرنا شروع کیں۔یہاں تک کہ اہل جنت کے جنت میں جانے اور اہل نار کے جہنم میں جانے تک تمام واقعات حضور اکرم ﷺ نے بیان کردیئے پس جسے یہ باتیں یاد رہیں اسے یاد رہیں اور جس نے بھلا دی اس نے بھلا دی۔صحیح مسلم میں اس حدیث کو ایک اور سند کے ساتھ ذکر کیا ہے

اس میں یہ الفاظ ہیں

فاخبر نا بما کان وبما هو کائن

حضور نے ایک مجلس میں "ماکان ومایکون" یعنی ماضی و مستقبل کی تمام خبریں بیان کر دیں۔

سوال

اس سے کیسے ثابت ہوگیا کہ حضور اکرم ﷺ کو ذرہ ذرہ کا علم تھا بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس موقع پر اہم اہم باتیں بیان کر دی تھیں۔

جواب

تجربہ کر لیں کہ گمراہی کی اولین بنیاد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو اپنے اوپر قیاس کر لیا جائے اور اس بناء پر یہ فرض کیا جائے کہ چونکہ ہم قلیل وقت میں کثیر امور بیان نہیں کر سکتے اس لئے حضور بھی نہیں کر سکتے۔ اب دیکھیں کہ قلیل وقت یہ بیان ممکن ہے یا نہیں تو دیکھئے قرآن کریم کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی آصف بن برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے تین ماہ کی مسافت سے تختِ بلقیس لا کر حضرت سلیمان کے سامنے رکھ دیا۔ پس جب سلیمان علیہ السلام کا امتی اس قدر طویل کام کو ایک لمحہ میں کر سکتا ہے تو جن کے سامنے حضرت سلیمان بھی امتی کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ایک دن میں یہ تفصیلی احوال کیوں بیان نہیں کر سکتے۔ نیز بخاری شریف میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑی پر زین بچھانے کا حکم دیتے اور زین بچھنے سے پہلے زبور ختم کر لیتے اور سب کو چھوڑیئے واقعہ معراج بھی ایک مجلس میں وقوع پذیر ہوا پس جو ایک لمحہ میں تفصیلاً سیر معراج کر سکتے ہیں وہ ایک مجلس میں ابتدائے آفرینش سے دخولِ جنت تک کے تفصیلی احوال بھی بیان کر سکتے ہیں اور اگر یہ مشکل ہے تو پھر وہ بھی ممکن نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ○ (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۵)

اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا

تمام جہان والوں کے علم کو اللہ قلیل فرماتا ہے اور حضور کے علم کے بارے میں فرمایا

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (پارہ ۵، سورۂ النساء، آیت ۱۱۳)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

غور کیجئے جس کے نزدیک کُل جہاں والوں کا علم قلیل ہے تو جس کے علم کو وہ عظیم کہہ دے اس کی عظمتوں کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

منکرین کمالاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ تو بلا دلیل مسئلہ سمجھ جاتا ہے لیکن منکرین ضد کے مارے ہیں ۔فقیر ایک دلیل وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں عالم موجودات کے ذرہ ذرہ کو حضور کی رحمت شامل ہے،نبوت اور رسالت ہو یا امامت اور ولایت ،سب کا سبب حضور اکرم ﷺ کی رحمت ہے۔مومنوں کو حضور کی رحمت سے ایمان ملا اور کفار کو دنیا میں حضور کے سبب امان ملی یوں تو سب نعمتیں حضور ﷺ کی رحمت اور آپ کی وساطت سے ہی ملتی ہیں لیکن جو نعمتیں آپ نے اپنے ہاتھوں سے بانٹیں جو رحمتیں آپ خود تقسیم کرتے ہیں ان کی شان ہی کچھ اور ہے۔ مکہ کے کفار حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرتے تھے آپ تبلیغ کرتے تو دلسوز آوازیں کستے ،راستہ میں کانٹے بچھا دیتے دورانِ عبادت گندگی ڈال دیتے،ابوسفیان آپ پر چڑھائی کر کے لشکر لایا،وحشی نے آپ کے محبوب چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا،ہندہ نے ان کا جگر نکال کر دانتوں سے چبایا،یہ سارے ظلم اور ستم ایجاد لوگ جب فتح مکہ کے بعد مشہور اور مغلوب ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوئے جب یہ مجبور اور آپ ان سے ہر طرح کا انتقام لینے پر قادر تھے اُس وقت آپ نے اتنا فرمایا

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم ارحم الراحمین

میں تمہیں کوئی ملامت نہیں کرتا جاؤ خدا تمہیں معاف کرے۔

حضرت حمزہ کی کہانی

حضرت حمزہ نے اسلام کی خاطر بڑی قربانیاں دی تھیں حضور اکرم ﷺ کو ان سا بڑا پیارا تھا ان کی شہادت کے بعد وحشی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر کہتا ہے میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر ایک شرط ہے پوچھا کیا؟ کہنے لگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَ لَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ لَا یَزۡنُوۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ﴿ۙ۶۸﴾ یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ یَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ﴿٭ۖ۶۹﴾ (سورۃ الفرقان، آیت ۶۸)

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور

بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

وحشی نے کہا میں نے یہ سب گناہ کئے ہیں اگر مگر اسلام لے آؤں تو کیا میری بخشش ہو جائے گی۔ اسی وقت قرآن نازل ہوا اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (پ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۷۰)

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

وحشی کہنے لگا یہ تو اسلام لانے سے پہلے گناہوں کی معافی ہے اگر اسلام لانے کے بعد مجھ سے کوئی گناہ ہوا تو اس کی بخشش کیسے ہوگی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۴۸)

بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

وحشی کہنے لگا اور اگر خدا میرے لئے بخشش نہ چاہے تو پھر اس کی کیا گارنٹی ہے کہ خدا مجھے بھی بخش فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۵۳)

تم فرماؤ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

وحشی نے کہا اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے اور میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ غور کیجئے کتنی بحث و تکرار کر کے اور کس قدر ناز اُٹھا کر اس شخص کو کلمہ پڑھایا ہے جو آپ کو سخت ترین اذیت پہنچانے والا اور آپ کے محبوب ترین چچا کو قاتل تھا۔

کفار پر رحمت

ایک روز حضور اکرم ﷺ صحن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے پاس ہی قریش کے صنادید بیٹھے آپ کو ایذا پہنچانے کی تجویز سوچ رہے تھے ان میں سے عقبہ بن ابی معیط اُٹھا اور عین سجدہ کی حالت میں حضور کی پشت پر اونٹنی کی جھلی لا کر رکھ دی

۔ یہ منظر دیکھ کروہ اشقیاء تمسخر کر رہے تھے کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور اس جھلی کوحضور کی پشت سے اُٹھایا۔حضور اکرم ﷺ نے نماز پڑھ کرعمرو بن حشام ،عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط ان تمام کافروں کا نام لے لے کر بددعا دی ۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ جب رحمت ہیں تو یہ بددعا کیسی ؟اس کی وجہ سمجھنے کے لئے اس بات پرغور فرمایئے کہ طائف کی وادی میں کفار نے حضورا کرم ﷺ کوپتھروں سے گھائل کیا،غزوۂ احد میں آپ کاچہرہ لہولہان کردیا۔الغرض منظر دیکھ کر جبرئیل سے بھی یارائے ضبط نہ رہا اس نے بھی کہا ان ظالموں کے لئے بددعا کریں لیکن جب حضور رحمۃ للعالمین کے ہاتھ اُٹھے تو ان کے حق میں دعا کے لئے اُٹھےاور فرمایا اے خداوند انہیں ہدایت دے ۔ یہاں اتنی تکلیفوں کے باوجود دعا دے کرحضورا کرم ﷺ نے یہ ظاہر فرمادیا کہ میری ذات کواذیتیں دو برداشت کرلوں گا،میرے چچا کوقتل کر کے ان کا جگر تک چباڈالاصبر کرلوں گا، ہرستم گوارا ہوسکتا ہے لیکن اللہ کی عبادمیں خلل ڈالو،نماز میں فساد برپا کرو یہ گوارانہیں ہوسکتا۔

فیصلہ

جب حضور اکرم ﷺ جملہ عالمین علی الاطلاق رحمت ہیں تو پھر دیگر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام بھی رحمت سہی لیکن اس مطلق رحمت کاوسیلہ اصل تو آپ ہی ہیں۔اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ یہاں نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''ح کا قاعدہ ہے کہ وہ اختصاص پر دلالت کرتی ہے۔''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''سے پہلے لایا گیا ''الرَّحْمٰنِ'' کہ رحمت کا مبالغہ رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے پھر فرمایا گیا '' الرَّحِيْمِ''یعنی مطلق رحمت بھی اس کے ساتھ خاص ہے۔رب العزت کی بے انتہا صفات ہیں یہ کیا ہے جن سے تمام صفاتِ الٰہیہ کورحمت کے پردے میں دکھایا۔ ''القهار المسنقم''نہیں فرمایا جاتا''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' خالص رحمت دکھائی جاتی ہے یہ وہی آئینہ ذات الٰہی ہے جس میں صفاتِ قہر یہ بھی آکر خالص رحمت سے متلبس ہوجاتی ہیں۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ١٧،سورۃ الانبیاء، آیت ١٠٧)

اورہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم اولین کے لئے رحمت، آخرین کے لئے رحمت یہاں تک کہ دنیا میں وہ کافرین مشرکین منافقین مرتدین کے لئے بھی رحمت ہیں یہ لوگ بھی آج ان کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ا (پارہ۹،سورۃالانفال،آیت۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

اسی لئے ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح

وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا o (پارہ۱۶،سورۃ مریم،آیت ۵۷) اور ہم نے اسے بلند مکان پر اُٹھالیا۔

اختیار نہ فرمایا گیا حالانکہ ان کے غلام واہل محبت کی نعش تک آسمان پر اُٹھالی گئی ہے۔

سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ دیکھا اکابر اولیاء جمع ہیں مگر نماز نہیں ہوتی۔ انہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہا امام کا انتظار ہے۔ ایک صاحب کو نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اترتے دیکھا جب قریب آئے معلوم ہوا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن سے شہر میں لڑکے ہنستے اور چپتیں لگاتے ہیں وہ امام ہوئے۔ سب نے ان کی اقتدا کی نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے گرد مجمع ہوگیا جب نماز ختم ہوئی۔ نعش کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اڑتے ہوئے چلے گئے۔ انہوں نے پوچھا جواب ملا یہ اہل محبت ہیں ان کی میت بھی زمین پر نہیں رہنے پاتی مگر حضور اکرم ﷺ نے یہیں تشریف رکھنا پسند فرمایا کہ خلق کے لئے عذابِ عالم سے امان ہو۔

جنت تو حضور کی رحمت کا پَرتو ہے ہی دوزخ بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفت قہر یہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہے۔ جنت کا رحمت ہونا ظاہر حضور کے نام لیواؤں کی جاگیر ہے۔ دوزخ کا بنانا بھی رحمت ہے دووجہ سے۔ دنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین ذرائع سے ہوتی ہے۔ اول بادشاہ کی اطاعت کی خاص اس لئے کہ وہ بادشاہ ہے۔ دوسرے کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانو گے تو یہ انعام ملیں گے یہ رحمت ہے۔ تیسرے عاصی سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے ان کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے کہ اطاعت نہ کرو گے تو زنداں میں بھیجے جاؤ گے۔ وہ انعام تو عین رحمت ہے اور یہ کوڑا عذاب کا یہ بھی رحمت ہے۔ اس لئے کہ رحمت ہی سے ناشی ہے کہ جیل خانہ سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں۔ اطاعت کریں انعام کے مستحق ہوں تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے دوسری وجہ یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی ان کی توہین کی رب العزت نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے دوزخ کو پیدا فرمایا۔ قدر ضد کی ضد سے معلوم ہوا کرتی ہے گرمی کی قدر سردی سے، سردی کی گرمی سے، چراغ کی اندھیرے سے معلوم ہوتی ہے کہ "الاشیاء تعرف باضدادھا" تو اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو اگر تم بھی محبوبانِ خدا کا دامن نہ تھامتے ان کی طرح تمہاری جگہ بھی یہی ہوتی اس وقت محبوبانِ خدا کا دامن تھامنے کی قدر کھلے گی۔

الحمد للّٰہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلیٰ آلهٖ وصحبهٖ وبارک وسلم

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم والہ الکرام اجمعین

حضور اکرم ﷺ تمام جہان کے لئے رحمت ہیں رحمت الٰہی کے معنی ہیں بندوں کو ایصالِ خیر فرمانے کا ارادہ تو رحمت کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے دوسری خیر اور دونوں متفرع ہیں۔ وجودِ نبی ﷺ پر اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی خیر کا پانے والا تو رحمت الٰہی کا ظہور نہ ہوتا مگر صورتِ وجود نبی ﷺ میں تمام نعمتیں، تمام کمالات، تمام فضائل متفرع ہیں وجود پر اور تمام عالم وجود متفرع ہیں حضور کے وجود پر تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی ملک ہو خواہ نبی یا رسول جس کو جو نعمت ملی حضور ہی کے دست عطا سے ملی۔

حضور نعمۃ اللہ ہیں۔ قرآن عظیم نے ان کا نام نعمۃ اللہ رکھا

اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا ۔ (پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۲۸)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی۔

کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

نعمة اللّٰہ محمد ﷺ نعمۃ اللہ محمد ﷺ

حدیث شریف سے استدلال

اس مضمون کا استدلال اس حدیث شریف سے بھی ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کی عدم موجودگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم گفتگو تھے کوئی کہتا آدم صفی ہیں، کوئی کہتا ابراہیم خلیل اللہ ہیں، کوئی کہتا موسیٰ کلیم اللہ ہیں، کوئی کہتا عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ اسی دوران حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا بیشک آدم صفی اللہ ہیں اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ مگر یاد رکھو میں حبیب اللہ اور میں فخر نہیں کرتا۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا میں تمام رسل کرام علیہم السلام کا قائد ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں یعنی میرے لئے یہ فخر کی بات نہیں کہ مجھے ان کی قیادت مل گئی۔ فخر تو رسل کرام کو ہونا چاہیے جنہیں مجھ جیسا قائد مل گیا۔

حضرت ابراہیم فکر آخرت سے دعا کرتے ہیں

وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ (پارہ ۱۹، سورۂ الشعراء، آیت ۸۷)

اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اُٹھائے جائیں گے۔

اور جس مرتبہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی حضور ﷺ کو وہی مقام بناء مانگے دیا اور فرمایا

لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۸)

جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔

بلکہ شرمندہ نہ کرنا تو کجا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا سرِ محشر آپ سرخرو ہوں گے اور لواءِ الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور عنایتوں کی موسلا دھار بارش ہوگی اور وہ اس وقت تک بخشتا اور نوازتا رہے گا جب تک آپ راضی نہیں ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کی

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۳)

اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔

انہیں فرمایا

لَنْ تَرٰنِیْ ۔ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۳) تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

اور حضور اکرم ﷺ سے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۴۵) اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا۔

اللہ عزوجل کے جلال وحیرت کا اندازہ ہوسکتا ہے اس کا کلام اگر کسی پہاڑ پر اترے تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے۔ اس کی صفت کی تجلی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی پر ہو تو ہوش جاتے رہیں۔ پہاڑوں میں یہ طاقت نہیں کہ اس کے کلام کا بار اُٹھا سکیں تو ان کا حوصلہ کیسا ہوگا جس کے سینہ قرآن کی ایک دو نہیں چھ ہزار سے زیادہ آیتیں اتریں۔ مخلوقات کے عالم میں کسی کو اسے دیکھنے کی ہمت نہیں تو ان آنکھوں کا کیا کہنا جنہوں نے اپنے رب کو اس شان سے دیکھا کہ دکھانے والے کو بھی کہنا پڑا

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۷) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

عارفوں کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک وہ ہیں جن کی نظر پہلے مصنوع پر پڑتی ہے اور پھر اس کے بعد صانع تک پہنچتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن کی نظر ابتداً صانع ہوتی ہے اس کے بعد مصنوع کو دیکھتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (پارہ ۷سورۃالانعام،آیت ۷۵)

اوراسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اورزمین کی اوراس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

اس کے بعد وہ تجلیاتِ الٰہیہ تک پہنچے یہ تمام مقامِ ابراہیم اورحضوراکرم ﷺ کا مقام یہ ہے کہ ایک موقعہ پرآپ نے فرمایا

رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیھم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فرضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثلی فعلمت مافی السموت والارض

میں نے اپنے رب کوحسین صورت میں دیکھااس نے پوچھا ملاءاعلیٰ کس بات میں نزاع کرتے ہیں میں نے عرض کیاتو ہی خوب جانتا ہے۔پھراللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی پھرمیں نے تمام آسمانوں اورزمینوں کودیکھ لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے زمین وآسمان کو دیکھا اورحضور نے پہلے خدا کو دیکھا اورپھرزمین وآسمان کو دیکھاحضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ . (پارہ ۱۹،سورۃالشعراء،آیت ۶۲) بیشک میرارب میرے ساتھ ہے۔

پہلے اپناذکرکیاپھرخدا کااورحضوراکرم ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پارہ ۱۰،سورۃالتوبۃ،آیت ۴۰) بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

پہلے خدا کاذکرفرمایااورپھراپناحضرت سلیمان ملکہ سبابلقیس کی طرف خط لکھواتے ہیں

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (پارہ ۱۹،سورۃالنمل،آیت ۳۰)

بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہےاوربیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جونہایت مہربان رحم والا۔

پہلے اپنااورپھرخدا کاذکرکرتے ہیں اورحضوراکرم ﷺ نے بادشاہ روم ہرقل کی طرف خط لکھوایاتو لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد الی ھرقل عظیم الروم

پہلے اللہ کا نام لکھوایااورپھراپنا۔ان شواہد سے ظاہرہوتا ہے کہ پہلے مخلوق کودیکھنااورپھرمخلوق سے خالق کی طرف

متوجہ ہونا یہ ابراہیم اور موسیٰ اور سلیمان علیہم السلام کا مقام ہے اور سب چیزوں سے پہلے اپنے رب کو دیکھنا اور پھر کسی اور کی طرف التفات نہ کرنا یہ مقامِ محمدی ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ ہر ایک قبلہ الگ الگ ہوتا ہے۔مقربین کا قبلہ عرش ہے اور کروبین کا قبلہ بیت المعمور ہوتا ہے۔انبیاء سابقین کا قبلہ بیت المقدس ہے اور حضور اکرم ﷺ کا قبلہ بیت الحرام لیکن یہ حضور کے جسم کا قبلہ ہے اور آپ کی روح کا قبلہ خدا کی ذات ہے اور آپ کی ذات خدا کا قبلہ ہے۔قبلہ کا مطلب ہے مرکز التفات یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی توجہ کا مرکز ہے اور آپ خدا کے التفات کا محور ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے محبوب ہیں انبیاء میں ان کا مقام سب سے اونچا ہے سب خدا کے طالب اور وہ اس کے مطلوب ہیں ان کی عظمت کا اندازہ کوئی کیسے کرے جن کی نسبتوں کی خدا قسم کھلائے۔جن کا جاگنا عبادت اور جن کی نیند خدا کی زیارت ہو۔ان کے مقام تک کسے رسائی ہو جو اس وقت خدا سے ہم کلام ہوں جب کسی کو اس سے یارائے سخن نہ ہو۔جن کا منشاء خدا کی مرضی کہلائے اگر یہاں ناراضگی کے آثار نمودار ہوں تو وہاں قہر وجلال کو جوش آ جائے۔

انتباہ

اس طویل تقریر سے واضح ہوا کہ جملہ رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام ہر معاملہ میں دورِ سابق میں وسیلہ کے طور تھے اس معاملہ بلکہ ہر امر کا اصل مقصد ہماری سرکار حبیب کردگار ﷺ ہیں۔

پاک کرنے کو وضوٗ تھے
تم نمازِ جانفزا ہو

شرح

پاک کرنے کے لئے دیگر انبیاء ورسل علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وضوٗ (وسیلہ) تھے دراصل جان بڑھانے والی نماز اصل تو آپ ہی ہیں۔

یہ شعر پہلے شعر جیسا ہے اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نبی پاک ﷺ کی اصالت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نیابت ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور واضح دلائل سے پہلے گزرا ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام حضور اکرم ﷺ ہیں گویا وہ فرع تھے اور اسفرع بلکہ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ آپ کُل کائنات کی اصل ہیں اسے ایک طبی اصول سے سمجھئے۔

شانِ حبیب ﷺ بطریق عجیب وغریب

دل اعضائے رئیسہ میں سے ہے اور انسان کے جسم میں رئیس الاعضاء کا مرتبہ رکھتا ہے۔ فن طب میں لکھا ہے کہ انسان کے تمام اعضاء میں سب سے پہلے دل کو بنایا گیا اس کا خاصہ ہے کہ اعضائے جسمانی میں جہاں بھی کوئی تکلیف پہنچے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے اور بیک وقت تمام اعضاء کی خبر گیری میں متوجہ رہتا ہے یہاں تک کہ پاؤں میں کانٹا چبھے تو کانٹا جب تک نہ نکلے دل بیقرار رہتا ہے اور اپنے ہاتھ کو کانٹا نکالنے کا حکم دیتا ہے اور ہاتھ ناخن کے ذریعے کانٹا نکالتا ہے تب کہیں اسے قرار ملتا ہے اور انسان عالم صغیر ہے اور عالم کبیر کا دل بھی ایک ذات ہے جس کا حکم حدیث میں "اول ماخلق اللہ نوری" جس طرح دل عالم صغیر میں اشرف الاعضاء سمجھا جاتا ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ اول تخلیق کے لحاظ سے اشرف المخلوقات ہیں اور پھر ان کا بھی خاصہ ہے جہاں کہیں کسی کو تکلیف پہنچے انہیں فوراً معلوم ہو جاتا ہے "کماقال تعالیٰ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّم" شاق گزرتی ہے نبی علیہ السلام پر وہ بات جو تمہیں تکلیف میں ڈالے۔

نکتہ

اعضائے انسانی میں جن اشیاء کو دل سے تعلق نہیں وہ بے حس کہلاتے ہیں مثلاً ناخن بال وغیرہ نہ دل ان کی طرف متوجہ ہے نہ ان کو دل سے تعلق۔ جولوگ نبی اکرم ﷺ کے علم غیب، حاضر و ناظر و تصرف اختیار کے منکر ہیں وہ اپنے مقام پر سچے ہیں کہ انہیں حضور اکرم ﷺ سے تعلق نہیں اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ ان کی طرف متوجہ اس لئے وہ انکار کرتے چلے جارہے ہیں جیسے اعضائے انسانی میں بال، ناخن، زبانِ حال سے انکار کریں کہ دل کو نہ ہمارا علم اور نہ اسے ہمارے متعلق تصرف واختیار ہے تو وہ سچے ہیں کیونکہ انہیں دل سے متعلق نہیں کیا گیا اسی طرح کفار ومشرکین اور جملہ گمراہانِ اسلام کو سمجھئے کہ نہ انہیں حضور اکرم ﷺ سے تعلق ہے اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹ لیا جائے مثلاً انگلی کاٹ لی جائے اور اسے ایسے ہی پھینک دیا جائے اور اسے کیڑے مکوڑے کھانے لگ جائیں تو دل کو اس ٹکڑے کے کاٹنے کا کوئی درد نہ ہوگا۔

اس تقریر کو سمجھنے کے بعد یقین کریں کہ حضور اکرم ﷺ جملہ عالمین کے لئے بمنزلہ دل کے ہیں اسی لئے ذرہ ذرہ کے عالم اور ہر ذرہ عالم پر حاضر و ناظر ہیں اور مسئلہ حیاۃ تو اس تقریر پر اور واضح تر اور نور علیٰ نور کا عقیدہ بھی اسی سے ثابت اور استمداد واستعانت بھی۔

سب بشارت کی اذاں تھے
تم اذاں کا مدعا ہو

حل لغات

بشارت،خوشخبری۔اذان،آواز،نماز کے لئے بلاوا،بانگ۔مدعا،مطلب،مراد،مقصد۔

شرح

تمام انبیاء ورسل علیٰ نبینا وعلیہم السلام آپ کی تشریف آوری کے اعلان کرنے کے لئے تشریف لاتے رہے درحقیقت اس اعلان کا مدعا تو آپ ہیں۔(ﷺ)

آیت میثاق جسے فقیر متعدد مقامات پہ شرح حدائق میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہے۔

احادیث مبارکہ

نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام نے اس آیت کریمہ کا مطلب پوچھا

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ (پارہ ۲۱،سورۃ الاحزاب،آیت ۷)

اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے

تو آپ ﷺ نے فرمایا

کنت ولھم فی الخلق واخرھم فی البعث

یعنی پیدائش میں میں سب سے پہلے تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد

حضرت جابر بن عبداللہ کے جواب میں آپ نے فرمایا

یاجابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ

یعنی اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔

اول النبیین

رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے پہلے شرف نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ارشادِ گرامی ہے

کنت نبیا وآدم بین الماء والطین. (مشکوٰۃ)

میں اس وقت نبوت سے سرفراز ہوا جبکہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ تخلیق آدم سے چودہ ہزار برس پہلے پروردگار کے حضور میں ایک نور

تھے یقیناً یہ نورانی وجود شرفِ نبوت بھی حاصل کر چکا تھا۔

ازالۂ وھم

یاد رہے کہ چالیس سال کی عمر میں تو آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا ورنہ آپ کو نبوت تو پہلے عطا کی گئی ہے جیسا کہ آپ حدیث بالا میں پڑھ چکے ہیں۔

میری رائے میں رسول اللہ ﷺ نے ولادت کے بعد چالیس سال تک خاموش تبلیغ فرمائی ان چالیس سالوں میں اس بے مثال کتاب کا دنیا والوں نے خوب مطالعہ کیا اور وہ اس کتاب کے ایک ایک حرف کی تصدیق کرنے لگے۔ کسی نے ان کی صداقت سے متاثر ہو کر انہیں صادق کا لقب دیا اور کسی نے امانت کو دیکھ کر امین کا نام دیا۔ اسی خاموش تبلیغ کی بدولت اعلان سے پہلے بھی کئی لوگ شراب، جوا اور دوسرے مظالم سے دستکش ہو گئے اور کتنے ہی خوش بخت بت پرستی سے نفرت کرنے لگے۔

رسولِ کُل

صرف اولیت نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے وہ کسی خاص وقت اور خاص قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صرف اور صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے تشریف لائے۔ قرآن کریم اور بائبل اس پر شاہد عادل ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے

وَ یُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ التَّوْرٰیةَ وَ الْاِنْجِیْلَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، ۴۸، ۴۹)

اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف۔

مقدس مرقس اپنی انجیل میں ایک کنعانی عورت کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی بیٹی میں بدروح تھی۔ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی بدروح کو میری بیٹی سے نکال۔ اس نے اس سے کہا پہلے بچوں کو سیر ہونے دے کیونکہ بچوں کی روٹی لے کر پلوں کے آگے ڈالنا اچھا نہیں۔ (مرقس باب ۷ درس ۲۷)

مقدس متی میں اسی واقعہ میں یسوع علیہم السلام کا جواب ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اس کے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ (متی)

اول المسلمین

روحِ محمد ﷺ نے سب سے پہلے میدان خضوع وانقیاد اور محبت میں نذرانہ نیاز پیش کیا

وانا اول المسلمین اور میں سب سے پہلے بارگاہ ایزدی میں سر تسلیم خم کرنے والا ہوں

فاول روح رکضت فی میدان الخضوع والانقیا والمحبة روح نبینا علیه السلام فی عالم الارواح انما اسلموا نفوسهم بواسطه علیه السلام فی عالم الارواح وکلهم امة. (روح المعانی)

عاجزی، فرمان برداری اور محبت کے میدان میں سب سے پہلے جو روح سجدہ ریز ہوئی وہ نبی کریم ﷺ کی روح تھی اور حضور اکرم ﷺ نے بلاواسطے اپنے مولائے کریم کے سامنے سرِ عبودیت جھکایا اور تمام نبیوں اور رسولوں نے حضور ﷺ کے واسطے سے۔ پس حضور اکرم ﷺ تمام انبیاء و رسول کے بھی رسل ہیں اور سب حضور کے امتی ہیں۔

اس تصریح سے نبی کریم ﷺ کا اول المسلمین ہونا سردارِ انبیاء و رسل ہونا اور تمام انبیاء و رسل کا امتی ہونے کے ناطے آپ سے فیض یاب ہونا اظہر من الشّمس ہے۔ معراج کی رات آپ کی امامت اور تمام انبیاء کی اقتداء اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ آپ قربِ الٰہی کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں۔ یسوع علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو واضح حکم دیا تھا کہ غیر قوموں کے پاس نہیں جانا کیونکہ میں صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں غیر قوموں کے پاس نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ (متی باب ٦ درس نمبر ١٥)

فائدہ

یہ سب کچھ فرداً فرداً ہر دور میں انبیاء علیہم السلام ذکر مصطفیٰ ﷺ فرماتے رہے مجموعی طور پر شب معراج اسے عملی طور پر واضح کیا گیا۔

شب معراج

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پہنچ جانے کے بعد وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے، اذان دی گئی اور اقامت کہی گئی، صفیں درست ہوئیں۔ میں انتظار میں تھا کہ نماز کون پڑھائے گا جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ بعد از نماز جبرئیل نے پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے مقتدی کون ہیں میں نے کہا نہیں جبرئیل نے کہا یہ سب انبیاء ہیں جو منجانب اللہ مبعوث ہو چکے ہیں۔

فرشتہ مامور من اللہ ہوتا ہے اپنی طرف سے نہیں کرتا وہی کرتا ہے جس کا بارگاہ ایزدی سے حکم ملتا ہے۔ اسی اہتمام جماعت سے آپ ﷺ کی افضلیت عیاں ہوتی ہے اور آپ کی شریعت مطہرہ کے تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے کی دلیل

ہے۔اذان دی گئی، اقامت کہی گئی گویا انبیاءکرام نے اپنی شریعتوں کو چھوڑ کر نبی آخرالزمان کی شریعت کو اپنایا اور لوگوں کو یہ عیاں کردیا کہ خبردار نبی آخرالزمان کی بعثت کے بعد کسی اور کا قانون نہیں چلے گا۔اب تمام کو محمدﷺ کی غلامی اختیار کرنا پڑے گی۔آپﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو یہ مقام حاصل نہیں۔

سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مؤخر مبتدا ہو

شرح

تمام انبیاء ورسل علیٰ نبینا وعلیہم السلام اے حبیب کریم رؤف ورحیمﷺ آپ ہی تھے اور آپ اصل مبتدا ہیں اگر چہ مؤخر آخر میں تشریف لاتے ہیں۔

یہاں نحوی اصطلاح سے شانِ حبیب کریمﷺ بیان فرمائی ہے وہ یہ کہ مبتداء کا اصل ہے کہ وہ مقدم ہو لیکن کبھی خبر مقدم اور مبتداء مؤخر ہوتا ہے لیکن جب مبتداء موخر ہو تو اس میں ایک خصوصیت پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ کافیہ ہے ”واصل المبتداء التقدیم“ مبتداء کا اصل یہ ہے کہ وہ مقدم ہے اس کی وجہ حضرت عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

لان المبتداء ذات والخبر حال من احوالها والذات مقدم علیٰ احوالها

کیونکہ مبتدا ذات ہے اور خبر اس کے احوال میں سے ایک حال ہے اور ذات اپنے احوال سے مقدم ہوتی ہے۔

اور مبتداء کا موخر ہونا خصوصیت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔سب سے بڑی خصوصت یہی کہ آپ خاتم النبین ہوں اور ہر دور میں چرچے رہے۔فقیر نے اس پر دو تصنیفیں جمع کی ہیں۔”(۱) چرچا محمد کا (۲) النبی المحتشم من ذکرہ فی الامم“ اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر علمائے ذی وقار کی بے شمار تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔حضرت امام اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ آپ کے اسم گرامی سے ہی ختم نبوت کا نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے اسم گرامی کی ابتداء میں میم ہے اور یہ مخارج میں سب سے آخری مخرج ہے۔اس میں اشارہ ہے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائیں گے ایسے ہی آپ کے میم سے معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت چالیس سال بعد ہوگی اس لئے کہ م کے اعداد چالیس ہیں۔

منکرین کمالاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے دور کے بعض ملحدین جنہیں حضور اکرم ﷺ کے کمالات سے تنگی ہوتی ہے ان کے لئے شعر ہذا کے مسئلہ اول کی وضاحت کو جی چاہتا ہے کہ ہمارے حضور آقائے کائنات ﷺ کے متعلق دورِ سابق میں کیا چرچا تھا۔ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا بیان ملاحظہ ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ المیلاد النبویہ میں فرماتے ہیں کہ میلادِ نبی ﷺ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کیا اور کرتے رہے اور ان کی اولاد میں برابر ہوتی رہی کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ السلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں۔ اول روز سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم ہی میں یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب ومحبوب کا ذکر کیا کرو ﷺ۔ جس کے لئے عملی کاروائی یہ کی گئی کہ جب روحِ الٰہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پتلے میں داخل ہوتی ہے آنکھ کھلتی ہے نگاہَ ساقِ عرش پر ٹھہرتی ہے لکھا دیکھتے ہیں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)

عرض کی الٰہی یہ کون ہیں جس کا نامِ پاک تو نے اپنے نامِ اقدس کے ساتھ لکھا ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔

لولا محمد خلقتک ولا ارضا ولا سماء

اسی کے طفیل میں نے تجھے پیدا کیا اگر وہ نہ ہوتا نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ زمین وآسمان بناتا۔

تو کنیت اپنی ابو محمد کر (ﷺ) آنکھ کھلتے ہی نامِ پاک بتایا گیا پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر اقدس سنایا گیا وہ مبارک سبق عمر بھر یاد رکھا ہمیشہ ذکر اور چرچا کرتے رہے۔ جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا عمادِ تقوی وعروۂ وثقی کو نہ چھوڑنا۔

العروۃ الوثقی محمد ﷺ — عروہ وثقی محمد ہیں (ﷺ)

جب اللہ کو یاد کرے محمد ﷺ کا ذکر ضرور کرنا

فانی رایت الملئکۃ تذکرونی کل ساعاتھا

کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہر گھڑی ان کی یاد میں مشغول ہیں اسی طور پر چرچا ان کا ہوتا رہا۔

پہلی انجمن روزِ میثاق جمائی گئی۔ اس میں حضور کا ذکر تشریف آوری ہوا

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۝فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۸۱،۸۲)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا بیان فرمایا اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سنا اور انقیاد و اطاعت حضور کا قول دیا۔ ان کی نبوت ہی مشروط تھی حضور کے مطیع امتی بننے پر تو سب سے پہلے حضور کا ذکر تشریف آوری کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ" تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جس میں پڑھنے والا اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ غرض اسی طرح ہر زمانے میں حضور کا ذکر ولادت و تشریف آوری ہوتا رہا۔ ہر قرن میں انبیاء و مرسلین آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ابراہیم و موسیٰ و داؤد و سلیمان و زکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیاء مرسلین اپنے اپنے زمانے میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر شریف سنانے والا کنواری ستھری پاک بتول کا بیٹا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بے باپ پیدا کیا۔ نشانی سارے جہان کے لئے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے فرمایا "مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ (الآیۃ)" میں بشارت دیتا ہوں کہ ان رسول کی جو تیرے بعد عنقریب تشریف لانے والے ہیں جن کا نامِ پاک احمد ہیں۔ (ﷺ)

قربِ حق کی منزلیں تھیں
تم سفر کا منتہی ہو

حل لغات

انتہاء کو۔ پہنچا ہوا۔

شرح

تمام انبیاء و رسل علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام قربِ حق کی منزلیں تھیں اے حبیب خدا ﷺ آپ قربِ حق کی

منزل مقصود تک پہنچے ہوئے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم و معظم ضرور تھے لیکن ان کا اعزاز و اکرام کا محور حضور اکرم ﷺ ہیں کہ ہی کے طفیل انہیں یہ اعزاز و اکرام نصیب ہوا بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر کامل الایمان محبوب آپ کے صدقے بنتا ہے۔

روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ میں حدیث شریف نقل فرمائی کہ

ان المومن یعرف فی السماء کما یعرف الرجل اھلہ و ولدہ وانہ اکرم علی اللہ من ملک مقرب

مومن آسمان میں ایسے مشہور ہے جیسے انسان اپنے گھر میں گھر والوں میں معروف ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملک مقرب سے زیادہ برگزیدہ ہے۔

یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں کہ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو صرف اسی لئے اعزاز و اکرام سے نوازا کہ ان میں حضور اکرم ﷺ کا ظہور ہوا

اے شرف دادۂ آدم بتو — روشنی دیدۂ عالم بتو

کیست دریں خانہ کہ خیل تونیست — کیس بریں خوان کہ طفیل تونیست

از تو صلائے بالست آمدہ — نیست بمہمانی ھست آمدہ

آدم علیہ السلام کے خاندان کا شرف آپ سے ہے عالم کائنات کی روشنی آپ سے ہے۔

وہ کون ہے جو اس دنیا میں آپ کا حلقہ بگوش نہ ہوا ہو۔

آپ ہی سے الست کی آواز آئی جسے بھی وجود نصیب ہوا اسے لازماً آپ کی مہمانی سے حصہ لینا ضروری ہوا۔

طورِ — موسیٰ — چرخِ — عیسیٰ

کیا — مساوی — دنیٰ — ہو

شرح

طور موسیٰ ہو یا چرغِ آسمان وہ ”دنیٰ فتدلیٰ“ کی منزل کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

کوہِ طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقامِ معراج ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام چوتھا آسمان اور حضور اکرم ﷺ کا مقامِ معراج لامکان دنــی فتــدلــیٰ سے اندازہ لگایئے کہ کہاں کوہِ طور کہاں چوتھا آسمان اور کہاں دنــیٰ

فتدلیٰ

سب جہت کے دائرے ہیں
شش جہت سے تم وراء ہو

شرح

تمام انبیاء ورسل علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام جہت کے دائرے ہیں لیکن اے حبیب کبریا ﷺ آپ تو شش جہات سے وراء (لامکان) تک پہنچے وہی لامکان تک رسائی کا مسئلہ کہ آپ کے سوا وہاں نہ کوئی پہنچا نہ پہنچ سکے گا۔اسی لئے دیگر انبیاء علیہم السلام آپ کی شان اقدس کے سامنے خادمانہ جیسی حیثیت ہے آپ نہ صرف مخدومِ کائنات بلکہ مخدوم الانبیاء ہیں۔(ﷺ)

قبل ذکر اضمار کیا جب
رتبہ سابق آپ کا ہو

شرح

اضمار الذکر کیسا جب کہ آپ مبتداء ہیں اور مبتداء کا رتبہ اصل میں پہلے ہوتا ہے اگر چہ لفظاً بعد کو ہو تو جب کوئی شے حقیقۃً پہلے ہو اور لفظاً بعد تو وہاں اضمار قبل الذکر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اس شعر میں نحوی قاعدہ سے اپنے عقیدہ کی دلیل قائم فرمائی ہے عقیدہ یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جملہ مخلوق سے پہلے پیدا ہوئے۔اس معنی پر حقیقۃً آپ سابق (ہر شے سے پہلے) ہیں۔حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

تواصل وجود آمدی از نخست دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

آپ سب سے پہلے عالم وجود میں موجود ہوئے آپ کے بعد جو شے پیدا ہوتی گئی وہ آپ کی فرع ہے۔

یہ گویا ایک سوال کا جواب ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے عالم دنیا کے تشریف لانے سے پہلے کے جو بیانات دیئے جاتے ہیں اس سے اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے کیونکہ جب آپ پیدا نہیں ہوئے تھے تو ان کا ذکر کیسا۔اس کے جواب میں نحوی قاعدہ استعمال فرمایا کہ اضمار قبل الذکریت لازم آئے جب آپ حقیقۃً پہلے نہ ہوں جب آپ سب سے پہلے ہیں تو آپ کے لئے اضمار قبل الذکر کی کراہت کیسی۔

باقی رہا یہ سوال کہ حضور اکرم ﷺ مبتدا کیسے ہیں؟اس کا جواب امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قلم

مبارک سے لیجئے آپ نے فرمایا المیلا دالنبو یہ میں کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔اسم وفعل وحرف۔حرف نہ تو مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ،فعل مسند ہوتا ہے مسندالیہ نہیں ہوتا،اسم مسند ہے اور مسند الیہ بھی تو وہ جو بے علاقہ ہیں وہ حروف ہیں تو یہ نہ مسند ہیں نہ مسند الیہ کہ حرف ہیں اور وہ جو ذات اللہ سے رکھتے ہیں مگر بالذات ان سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتا وہ تمام مومنین وہادین کہ مسند ہیں مگر بالذات مسند الیہ نہیں وہ فعل ہیں۔حضورا کرم ﷺ کی ذاتِ کریم بیشک مسند ومسند الیہ بالذات وبے وساطت ہے تو حضورا کرم ﷺ اسم ہیں کہ ان کو اپنے رب سے نسبت ہے اور سب کو ان سے نسبت ہے اور یہی شان ہے اسم کی (ﷺ) اسم کے خواص میں یہ بھی ہے کہ اس پر حرف تعریف داخل ہوتا ہے اور تعریف کی حد ہے حمد اور حمد کی تکثیر ہے تحمید اور اسی سے مشتق ہے محمد ﷺ یعنی بار بار اور بکثرت بے شمار تعریف کئے گئے،حمد کئے گئے تو مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق نہیں مگر حضورا کرم ﷺ کہ وہی اصل جملہ کمالات ہیں جس کو جو کمال ملا ہے وہ حضور ہی کے کمال کا صدقہ اور ظل و پرتو ہے۔امام سیدی محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قصیدہ ہمزہ میں عرض کرتے ہیں

كيف ترقي رقيك الانبياء	يا سماءً ما طاولتها سماء
لم يدالنوك في علاك وتدهال	سنا منل دونهم وسناء
انما مثلوا صفاتك للناس	كما مثل النجوم الماء

انبیاءحضورا کرم ﷺ کی ترقی کیسے پاسکیں اے وہ آسمان جس سے کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا وہ حضور کے مراتب بلند کے قریب بھی نہ پہنچے حضور کی رفعت وروشنی حضور تک پہنچنے سے انہیں حائل ہوگئی وہ تو حضور کی صفاتِ کریمہ کا پرتو لوگوں کو دکھار ہے ہیں جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے۔

حضور کی صفات کو نجوم سے تشبیہ دی کہ وہ لاتعدو لاتحصی ہیں انبیائے کرام غایت انجلا میں مثل پانی کے ہیں۔اپنی صفا کے سبب ان نجوم کا عکس لے کر ظاہر کرتے ہیں (ﷺ)

حمد ہوا کرتی ہے مقابل کسی صفت کمال کے اور تمام صفات کمال مخلوقات میں خاص ہیں۔حضور کے لئے باقی کو جو ملا ہے حضور کا عطیہ وصدقہ ہے حضورا کرم ﷺ فرماتے ہیں

انما انا قاسم و الله المعطی	اللہ عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں

کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور قاسم ہیں۔ایسی جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہے کون سی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں تو جو چیز جس کو اللہ نے دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں

جو اطلاق و تعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے جو جس کو ملا اور جو کچھ بٹا اور بٹے گا ابتدائے خلق ابدالآباد تک ظاہر و باطن میں روح جسم میں، ارض و سما میں، عرش فرش میں، دنیا و آخرت میں۔

سب مکاں تم لامکاں میں
تن ہیں سب تم جانِ صفا ہو

شرح

تمام انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام مکان (حد متعین) تک رسائی رکھتے ہیں اور اے حبیب خدا ﷺ آپ کی رسائی لامکان تک باقی سب جسم اور آپ جان ہی جان ہیں یعنی اتنا لطیف کہ آپ کی جسمانی لطافت دوسروں کی ارواح سے بھی لطیف تر ہے۔

اس شعر میں دو مسئلے ہیں

(۱) حضور اکرم ﷺ لامکانی ہیں (۲) آپ ﷺ کی بشریت دوسروں کی ارواح اور جانوں سے لطیف تر ہے۔

ہر دونوں مسئلوں کے لئے ضخیم دفاتر کی ضرورت ہے ویسے بھی اسی شرح حدائق شریف میں متعدد مقامات پہ تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

سب تمہارے در کے رستے
اک تم راہِ خدا ہو

شرح

اے حبیب خدا ﷺ سب کے سب انبیاء و اولیاء آپ کے دروازہ تک کے راستے ہیں اور راہِ خدا کے حقیقی راستہ تو آپ ہی ہیں

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔

اس دعویٰ کی بہترین دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بجائے اپنے حبیب کریم ﷺ کی طرف حاضری کا حکم فرمایا ہے اگر چہ یہ آیت حضور اکرم ﷺ کی امت کے لئے ہے لیکن قانون تو عام ہے کہ راہِ خدا مصطفیٰ ہیں۔ (ﷺ)

سب تمہارے آگے شافع
تم حضور کبریا ہو

شرح

اے محبوب خداوندﷺ تمام انبیاء واولیاء آپ تک پہنچ کر شفاعت کا عرض کریں گے اور آپ براہ راست بارگاہ حق میں حاضر ہو کر سب کی شفاعت فرمائیں گے یہ شفاعت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے۔

سب کی ہے تم تک رسائی
بارگاہ تک تم رسا ہو

شرح

اے حبیب کریمﷺ سب کی رسائی آپ تک ہے اور آپ ہیں کہ بارگاہ حق تک پہنچ رکھتے ہیں۔

وہ کلس روضے کا چمکا
سر جھکاؤ کج کلا ہو

حل لغات

کلس، گنبد کے اوپر کی کلفی۔ کج کلا ہو، اے کج کلا ہو۔ کج کلاہ، ٹیڑھی ٹوپی رکھنے والا۔

شرح

زائرین گنبد خضراء کے مسافر جو مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ تک قریب پہنچے تو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے انہیں مژدہ بہار سنایا کہ لو دیکھو روضۂ اقدس کے اوپر کی کلفی چمکی ہے دور سے نظر آرہی ہے اب اے سر اونچا رکھنے والے عجز و نیاز سے سر جھکا کر درود وسلام کے ہدیے تحفے پیش کرو۔

دورِ سابق میں بیر علی تک پہنچنے والے گنبد خضراء اور مینارِ اقدس کا نظارہ کرتے تھے کیونکہ اُس وقت مدینہ طیبہ میں اونچے مکان بنانے کا رواج نہیں تھا۔ آج کے دور میں مدینہ طیبہ کے چودہ پندرہ منزلہ مکانات بنانے کا رواج پڑ گیا۔ اب دور سے کیا قریب پہنچنے کے بعد بھی گنبد خضراء کی زیارت کسی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔ ہاں آج کل یوں ہے کہ مدینہ منورہ سے تقریباً پچیس تیس کلومیٹر پیشتر ہی مسجد نبوی شریف کے فلک بوس جگمگ جگمگ کرتے ہوئے مینار نظر آنے لگتے ہیں جنہیں دیکھتے ہی عشاق کی حالت بدل جاتی ہے آنکھوں میں خوشی کے آنسو اُمڈ آئے اور زبان پر یہ شعر جاری

ہو جاتا ہے

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے　　اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

وہ　درِ　دولت　پر　آئے

جھولیاں　پھیلاؤ　شاہو

حل لغات

جھولیاں، جھولی کی جمع ،فقیروں کی بغلی تھیلی، دامن کی گودی۔شاہو، بادشاہوں کو خطاب۔

شرح

حبیب کبریاﷺ درِ دولت پہ تشریف فرما ہیں اے بادشاہوں کچھ مانگنا ہوں تو جھولیاں پھیلاؤ اس میں حضور اکرم ﷺ کی حیاۃ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے اور اب بھی غلاموں کو ہر طرح کی نعمتوں سے نواز رہے ہیں چند بادشاہوں کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

حکایت

مصنف تاریخ فرشتہ از جامع الحکایات لکھتا ہے کہ نیشاپور میں جب امیر ناصر الدین الپگین کی ملازمت میں تھا تو اس کے پاس ایک گھوڑا تھا اور وہ تمام دن اسی گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل میں گھوما کرتا اور جانوروں کا شکار کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک ہرنی مع اپنے بچے کے جنگل میں چر رہی ہے سبکتگین نے اسے دیکھتے ہی گھوڑے کو دوڑایا اور ہرنی سے بچے کو پکڑلیا۔اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس نے اس بچے کو اپنی زین سے باندھا اور شہر کی طرف روانہ ہوا ابھی وہ کچھ ہی دور گیا ہوگا کہ اس نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ہرنی پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے اور اس کی اور حرکات سے پریشانی اور رنج کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ عالم دیکھ کر سبکتگین کو اس بے زبان جانور پر بہت رحم آیا اور اس نے بچے کو چھوڑ دیا۔ ہرنی اپنے بچے کی رہائی سے بہت خوش ہوئی اور بچے کو ہمراہ لے کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی وہ تھوڑی دور چل کر سبکتگین کی طرف مڑ مڑ کر دیکھ لیتی تھی جیسے اپنی خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔

جس دن کا یہ واقعہ ہے اس رات کو سبکتگین نے خواب میں حضور اکرمﷺ کی زیارت کی آپ نے فرمایا اے ناصر الدین تو نے ایک بے زبان جانور پر رحم کیا ہے وہ بارگاہ رب العزت میں بہت مقبول ہوا ہے لہٰذا چاہیے کہ ہمیشہ یہی طریق اختیار کرے اور کبھی رحم کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے کیونکہ یہی طریق دین و دنیا کا سرمایہ ہے۔

فائدہ

اس حکایت سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہمارے اعمال سے حضور اکرم ﷺ باخبر ہیں اگر کوئی امتی اچھے کام کرے تو حضور اکرم ﷺ خوش ہوتے ہیں اور اگر کوئی بُرا کام کرے تو ناراض ہوتے ہیں اور رحمۃ للعالمین ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنے والا بہت ہی محبوب ہے کہ خود زیارت کرانے تشریف لاتے ہیں اور مخلوقِ خدا پر ظلم کرنے والا چاہے چالیوں کے اندر بھی چلا جائے حضور اکرم ﷺ اس کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے۔

حکایت

یہی مصنف ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ سلطان محمود کو اس مشہور حدیث ''العلماء ورثة الانبیاء'' کی صحت پر پورا یقین نہ تھا اسے قیامت کے آنے میں بھی شبہ تھا اس کے علاوہ اسے اس میں بھی شبہ تھا کہ وہ خود سبکتگین کا بیٹا ہے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ سلطان محمود اپنی قیام گاہ سے نکل کر پیدل ہی کسی طرف چل رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک طالب علم سبق یاد کر رہا تھا جب وہ پڑھتے پڑھتے کچھ بھول جاتا تو ایک بنئے کے چراغ کے پاس آکر اپنی کتاب کو پڑھ لیتا۔ محمود کو اس نادار طالب علم کی حالت پر بڑا رحم آیا اور اس نے وہ سونے کا شمعدان جو فراش نے اُٹھا رکھا تھا اس طالب علم کو دے دیا۔ جس رات کا یہ واقعہ ہے اسی رات کو خواب میں محمود کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے محمود سے فرمایا اے ناصرالدین سبکتگین کے بیٹے فرزند ارجمند خداوند تعالیٰ تجھ کو ویسی ہی عزت دے جیسی نے میرے ایک وارث کی قدر کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد سے سلطان محمود کے دل میں متذکرہ تینوں شکوک دور ہو گئے۔

نعت

او نفس تباہ کار توبہ
توبہ توبہ ہزار بار توبہ

شرح

اس شعر میں نفس کی تباہ کاریوں پر ملامت اور توبہ کے متعلق اشارہ ہے

نفس

انسان کے دو بڑے دشمن ہیں (۱) شیطان (۲) نفس

ان میں نفس بہت زیادہ دشمن سمجھا جاتا ہے۔

اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک سب سے بڑا دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں میں ہے۔

خطاب بہ نفس

''او نفس'' امام احمد رضا قدس سرہ نے نفس سے خطاب کیا ہے جیسا کہ صوفیہ کرام کا طریقہ ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پندنامہ میں خطاب بہ نفس کا مستقل عنوان قائم کر کے اسے کوسا ہے اور خوب کوسا ہے۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قصیدہ بردہ شریف میں نفس کو خطاب فرمایا مستقل فصل کے علاوہ قصیدہ کے شعر ۱۴۴ میں اس کی مذمت میں فرمائے ہیں

فیا خسارة نفسی فی تجارتها لم تشتر الدین بالدنیا ولم تسم

افسوس اے میرے نفس تو نے اپنی تجارت میں نقصان اُٹھایا تو نے دنیا کے بدلے نہ دین خریدا اور نہ قیمت کا تخمینہ لگایا۔

شرح

بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہوسکتا ہے کہ آخرت پر دنیا ناپائیدار کے فوائد کو مقدم سمجھا جائے اگر منادا ے خسارت نفس ہو تو یہ معنی ہونگے اے ہائے خسارت نفس کہ یہ سرکش نفس نقصان میں حد سے بڑھ گیا یہاں تک کہ دین کو بھی اس نے دنیا کے بدلے بیچ ڈالا آخر نقصان کی بھی تو کوئی حد اہوا کرتی ہے۔

فائدہ

اس شعر میں ان آیات کی طرف اشارہ ہے جس میں

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ا فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا۔

پھر فرمایا

ومن یبع اجلا منه بحاجله یبن له الغبن فی بیع وفی سلم

جو شخص آخرت کے ثواب کو بیچے اور اس کے بدلے میں دنیا لے حاصل ہوگا اُس کو نقصان ہر بیع اور سلم میں۔

یعنی نیک اعمال کا صلہ دنیا اور آخرت میں ملتا ہے دنیا میں صلہ کا ملنا سلم کا حکم رکھتا ہے کیونکہ نیک عمل کرنے کے ساتھ صلہ مل گیا اور آخرت میں نیک عملوں کی جزاء میں مدارجِ عالیہ کا ملنا سلم کا حکم رکھتا ہے کیونکہ دنیا میں نیک عمل کئے اور

آخرت میں اس کا عوض پالیا جس شخص نے کوئی نیک عمل ہی نہیں کیا اور دنیا کے دھندوں میں پھنسا رہا تو اسے نہ دنیا میں صلہ مل سکتا ہے نہ آخرت میں۔

مولیٰ ہو مراد ثار تقویٰ
یا رب میرا شعار توبہ

شرح

اس شعر میں تقویٰ و توبہ کے لئے دعا مانگی ہے ہر بزرگ کا طریقہ رہا ہے کہ بلندیٔ قدر کے باوجود ہر وقت توبہ واستغفار میں لگے رہتے ہیں۔حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا

توبہ توبہ استغفار بخشم شالا رب غفار

بار بار توبہ واستغفار خدا کرے ربِ غفار بخش دے

بلکہ خود حضور اکرم ﷺ (معصوم ہونے کے باوجود) فرماتے ہیں میں دن میں ستر بار مغفرت چاہتا ہوں۔

انتباہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بشریت حق ہے اگر چہ آپ کی بشریت بھی نوری ہے لیکن آپ اس نوری بشریت کو تعلیم امت کے لئے عمل میں لائے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوازم بشریت کے جملہ امور آپ سے سرزد ہوئے یا آپ نے خود صادر فرمائے تو اس میں عقیدہ یہی ہو کہ آپ (ﷺ) مجبور محض ہو کر نہیں بلکہ تعلیم امت کے لئے ہوا اس موضوع پر فقیر کی ایک ضخیم تصنیف "البشریۃ تعلیم الامۃ" ہے۔

اور یہ نہ صرف دورِ حاضرہ کے علماء کا مذہب ہے بلکہ اسلاف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ یہی فرماتے آئے ہیں اور تا قیامت انشاء اللہ اہل حق یہی فرماتے جائینگے مثلاً استغفار اور گناہوں سے پناہ و توبہ کے متعلق علماء کرام کا بیان پڑھئے۔

ادعیۃ الرسول ﷺ

مثلاً حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں میں ہے

اللھم انی اعوذبک من المائم و المفرم اے اللہ میں گناہوں اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں

کبھی عرض کی

رب انی ظلمت نفسی فاغفر الذنوب اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو اے اللہ گناہ بخش دے

وغیرہ وغیرہ۔امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہی سوال وارد کرکے جواب میں لکھتے ہیں

وقد استشكل دعاؤه ﷺ بما ذكر مع أنه مغفور له ما تقدم من ذنبه وما تأخرو أجيب بأجوبة، منها أن قصد التعليم لأمته. (مواہب لدنیہ صفحہ ۱۱۵)

یہاں پر حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کی طلب پر اشکال ہے کہ آپ کا استغفار کا کیا معنیٰ جب کہ آپ کے صدقے تو اگلے پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے۔اس کے کئی جوابات ہیں ایک یہ کہ یہ آپ نے امت کی تعلیم کے لئے کیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہترین جوابات لکھے ہیں۔

فائدہ

یہی جواب دجال سے پناہ مانگنے کا ہے اس لئے کہ آپ کو یقین تھا کہ آپ کے زمانہ میں دجال نہیں آئے گا جب بھی آئے گا آپ کے شہر مدینہ پاک میں بھی داخل نہ ہو سکے گا۔اس کے باوجود آپ نے دجال سے بھی پناہ مانگی ہے تو بھی تعلیم امت مطلوب ہے۔(مواہب الدنیہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶)

اس کے علاوہ اور بھی جوابات قابل داد ہیں جسے شوق ہو مواہب لدنیہ کا یہی مقام مطالعہ کرے۔

استغفار الرسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ بکثرت استغفار فرماتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے

يا أيها الناس توبوا إلى الله، فإني أتوب إليه في اليوم مائة مرة

اے لوگوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں

اس کا جواب بھی محدثین نے یہی دیا ہے کہ

واستغفاره ﷺ تشريع لأمته، أو من ذنوبهم. (مواہب الدنیہ جلد ۴ صفحہ ۴۹)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ

قال ابن علان قال ذلک تعليما الامته واستغفاراً من ترک اولیٰ(راحۃ القلوب صفحہ ۱۱)

ابن علان نے فرمایا کہ آپ کا مغفرت طلب کرنا امت کی تعلیم کے لئے تھا۔

استدلال

توضیح یوں سمجھئے کہ انبیاء علیہم السلام نیکی کرکے بھی توبہ و استغفار کرتے ہیں مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کا وہ

کارنامہ سرانجام دیا کہ جس کی مثال نہیں لیکن قرآن مجید پارہ اول میں ہے کہ تعمیر کعبہ کی سرانجام کے بعد ابراہیم علیہ السلام یوں دعا مانگتے ہیں

وَ تُبْ عَلَیْنَا ا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (پارہ اسورۃ البقرہ، آیت ۱۲۸)

بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

اس سے کوئی ماہر بین کہہ سکتا ہے کہ (معاذاللہ) ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کا کوئی بڑا گناہ کیا تھا تبھی تو توبہ کررہے ہیں بلکہ ہمارے ساتھ مل کرعقیدہ رکھے کہ ابراہیم علیہ السلام سبق دے رہے ہیں کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال۔

مزید توضیح

حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کا مطالعہ کیجئے کہ آپ امت کی ہر کمی اور کمزوری کو اپنی طرف اپنا نام لے کر دعا مانگتے۔

کیا بھول گئے شفیع اپنا
کیوں جمع ہیں انتشار توبہ

حل لغات

جمع، صوفیہ کا اصطلاحی لفظ ہے، اطمینان مراد ہے۔ انتشار، گھبراہٹ، پریشانی، خیزش۔

شرح

کیا تمہیں اپنا شفیع کریم نبی ﷺ بھول گیا مایوس ہورہے ہو لیکن گناہوں سے مطمئن بھی نہیں ہونا چاہیے گھبراہٹ اور مایوسی دونوں برائیوں سے توبہ و استغفار کرنی چاہیے اور بہت جلدی بہت سے لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ وقت بڑا ہے بعد کو توبہ کرے گے یہ غلط خیال اب فراغت ہے اور صحت بھی فراغت اور صحت اور ضروری سامانِ خرچ یہ بہت غنیمت چیزیں ہیں یہ ہر وقت میسر ہیں اس لئے اس کو غنیمت سمجھے اس وقت کی فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور توبہ بہت جلدی کرے بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے ناز پر توبہ نہیں کرتے حالانکہ رحمت اور مغفرت کی خبریں اس لئے دی ہیں کہ تائب مایوس نہ ہو جیسا کہ گیا ہے

باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر وبت پرستی باز آ
ایں درگہ اور دلیری نومیدی نیست
صدبار اگر توبہ شکستی باز آ

باز آ جا باز آ جا اور کیسا ہے باز آ جا کافر ہے یا بت پرست باز آ جا۔ اس بارگاہ میں ناامیدی نہیں اگر چہ ہزار بار توبہ توڑی ہے

تب بھی باز آجا۔

انتباہ

یہ جرات اور دلیری نہیں کہ اور دلیر ہوکر گناہ کرو بلکہ احسان اور رحمت خداوندی کی اطلاع کا مقتضاء یہ تھا کہ متاثر ہوکر اور بھی طاعت اور فرمانبرداری کرتے نہ کہ اور جرأت و گستاخی اور نافرمانی کی جائے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے تو وہ اور زیادہ محبت و اطاعت کرتا ہے نہ کہ مخالفت و سرکشی لیکن یہ انسان کی نالائقی ہے یا سستی کہ اپنے مالک اور منعم کی نعمتیں کھا کر بھی اس کا نافرمان بلکہ پرلے درجے کا باغی۔ (معاذاللہ)

ازالۂ وھم

رہا یہ اشکال کہ واقعی اس کا تقاضہ تو یہی تھا مگر ایک دوسرا مقتضی کہ لذت ہے وہ غالب ہوگیا چنانچہ گناہ میں ظاہر ہے کیسا مزہ اور لذت ہے اس کو چھوڑنا اس لئے مشکل ہے سو اگر ادراک صحیح ہو تو یہ اشکال بالکل ٹھیک نہیں کیونکہ گناہ میں جو لذت ہے اس کی مثال کھجلی جیسی ہے کہ خود اس میں کوئی لذت نہیں محض مرض کی وجہ سے لذت معلوم ہوتی ہے پھر فوراً ہی سوزش پیدا ہوتی ہے یہ دراصل مرض ہے جیسے سانپ کے ڈسے ہوئے کو کڑوا بھی میٹھا معلوم ہونے لگتا ہے سو کسی عاقل کو ایسی لذتِ علاج سے نافع نہیں ہوتی ہاں جن لوگوں کو لذتِ اطاعت اجر عبادت میسر ہے ان سے پوچھئے وہ کہتے ہیں کہ حقیقی لذت طاعت میں ہے چونکہ ان لوگوں نے ابھی اعمالِ آخرت اور پرہیزگاری اور طاعت کی لذت چکھی نہیں اس لئے گناہ اور نفسانی لذات ان کو مرغوب معلوم ہوتے ہیں۔ آخرت اور پرہیزگاری کی لذت حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھئے کہ کس طرح اس کے پیچھے سلطنت کی لذت ترک کردی حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لذت کے پیچھے لباس شاہانہ ترک کرکے غریبانہ کپڑوں پر اکتفا کیا۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استغناء

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو سلطان سنجر نے ملک نیمروز دینا چاہا اس کے جواب میں تحریر فرمایا

چوچتر سنجری رخ بختم سیاہ باد	در دل بود اگر ھوس ملك سنجرم
زانگه که یافتم از ملك نیم شب	من ملك روز بیك جو نمی خرم
بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے	به از نکه چتر شاھی همه روز ھاؤ ھوئے

سنجر کی چھتریوں کی مانند میرا مقدر سیاہ ہوجائے اگر میرے دل میں ملک سنجر کی خواہش

جب سے نصف شب کی بادشاہت ملی میں ملک نیم روز کو ایک جَو کے عوض بھی نہیں لیتا۔

ایسی بادشاہت سے جس میں ہر وقت ہنگامہ آرائی ہو ایک لمحہ اللہ کی طرف فراغت کے ساتھ متوجہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔

تمیں سال کے بعد خاقانی کو یہ بات محقق ہوئی کہ ایک لمحہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا ملک سلیمانی سے زیادہ بہتر ہے۔

پس ازسی سال معنی محقق شدبه خاقانی — که یك باخدا بودن به از ملك سلیمانی

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھانی

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ بہشت میں آپ کو کون سی لذیذ نعمت پسند ہے آپ نے فرمایا کہ صرف ایک دوگانہ کی ادائیگی بہشت کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

نافرمانی کا اثر

اول تو ان سب چیزوں کا مرضی کے موافق حاصل ہونا غیر اختیاری اور اگر حاصل بھی ہوگئیں تو ان سب مشغول اور تعلق کی پریشانی اور بے آرامی یہ دوسرا عذاب حقیقت میں آرام تو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ہے

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (پارہ۱۳،سورۃ الرعد،آیت ۲۸)

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

یہ کلفتیں تو گناہ انفسی ہیں اور بعض کلفتیں آفاقی بھی مرتب ہوتی ہیں چنانچہ ان نافرمانیوں کی بدولت طرح طرح کی بیماریاں طاعون وغیرہ وبائی امراض آپس کی نااتفاقیاں وغیرہ ظہور میں آتی ہیں اور ان بیماریوں سے ظاہری اسباب گوامور طبعیہ ہوں مگر ان کے اسبابِ حقیقیہ اور اصلیہ ہیں اور دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ سزا تو گناہ کی وجہ سے ہو مگر ظہور اس سزا کا اسباب طبعیہ کے ذریعہ سے ہوا ہو اور چونکہ لوگ ذنوب کو ان امراض کا سبب نہیں قرار دیتے وہ استغفار بھی نہیں کرتے حالانکہ استغفار بھی کرنا چاہیے

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں راھم بخواں

صحت ایں حس بجوئیدازطبیب — صحت آں حس بجوائید از حبیب

صحت ایں حس ز معموری تن — صحت آں حس ز تخریب بدن

حکمت یونانی تو بہت سیکھ لی اب حکمت ایمانی بھی سیکھو اس قسم (جسمانی) کی صحت تو تلاش کی جاتی ہے طبیب سے اس قسم کی (روحانی) صحت بھی تلاش کرو حبیب (ﷺ) سے یہ صحت حاصل ہوتی ہے جسم کی فربہی سے اور وہ صحت حاصل ہوتی ہے

بدن کی کمزوری سے ظاہری صحت بدن کو آباد کرنے میں ہے لیکن باطنی صحت اسے ویران کرنے میں ہے۔

اور ذنوب سے مصائب کا آنا نصوص سے ثابت ہے

وَ مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ. (پارہ ۲۵،سورۃ الشوریٰ، آیت ۳۰)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔

ایک بزرگ گھوڑے پر سوار تھے وہ شوخی کرنے لگا فرمانے لگے ہم سے آج کوئی گناہ ہوگیا ہے اس کی وجہ سے یہ ہماری نافرمانی کرتا ہے۔

توهم گردن از حکم داور مپیچ ۔ که گردن نه پیچد ز حکم تو هیچ

هر که ترسید از حق وتقوی گذید ۔ ترسدازوے جن وانس دهر که دید

تو اللہ کے حکم سے گردن نہ پھیر کوئی تیرے حکم سے گردن نہ موڑے گا جو اللہ سے ڈرا اور تقویٰ اختیار کیا جو انس و جن اسے دیکھتا ہے اس سے ڈرتا ہے۔

حکایت

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہیں جا رہا تھا کہ ایک نوجوان کو دیکھا جس نے شیر پر سواری کی ہوئی ہے اور بھگاتا ہوا جا رہا ہے میں ڈر کے مارے ایک طرف کھڑا ہوگیا مجھے دیکھ کر وہی فرمایا جو اوپر مذکور ہوا اسی کے مطابق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے فرمایا

توهم از بار فرائض سرمتاب ۔ برخوری از عنده حسن المآب

تو بھی فرائض کی سرانجام دہی سے سر نہ پھیر اس کے بعد عندہ حسن الماب سے تو پھل کھائے۔ "عنده حسن المآب" اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا انجام ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ مصر میں ایک بار دریائے نیل خشک ہوگیا لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں یہ رسم ہے کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے تو لوگ ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سنگار کر کے ڈال دیتے ہیں دریائے نیل پھر جوش مار کر جاری ہو جاتا ہے اور یہ سب مضمون حضرت عمر کو لکھ بھیجا حضرت عمر نے فرمایا ایسا کبھی نہ ہوگا اور اپنا ایک رقعہ دریائے نیل کے نام لکھ کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تو اپنی خوشی سے چلتا ہے تو ہم کو تیری حاجت نہیں اللہ کفیل رازق

ہے اور اگر اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو شیطان کے تصرف سے کیوں بند ہوتا ہے۔

اس کے ڈالتے ہی دریا کو جوش ہوا اور ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا اور بدرسم موقوف ہو گئی یہ برکت صرف اطاعت کی ہے حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے اس لئے سب باتیں آسان ہو جاتی ہیں غرض طاعت کا سبب راحت اور معصیت کا سبب کلفت ہونا ثابت ہو گیا۔

اعمال کا دھوکہ

دورِ حاضرہ تو یہ حال ہو گیا ہے معصیت کا سبب ہی نہیں سمجھتے اور اگر کوئی سمجھتا بھی ہے تو اپنے گناہ کو مصیبت کا سبب ہی نہیں سمجھتے دوسرے کے گناہ کو سمجھتا ہے چنانچہ ایسے موقع پر اپنے گناہ کو نہیں دیکھتے پہلے بزرگوں کی حالت اس کے برعکس تھی۔ حضرت ذوالنون مصری سے لوگوں نے درخواست کی حضرت بارش نہیں ہوتی فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گناہگار ہوں شاید بارش میری وجہ سے نہیں ہوتی میں یہاں سے چلا جاتا ہوں اس کے بعد چلے گئے اور بارش بھی ہوئی۔ پس ہم لوگوں کو اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہیے مگر آج کل بجائے گناہ کے اپنی خوبیوں پر نظر ہوتی ہے حالانکہ وہ خوبیاں ہی کیا ہیں اور اس کی خبر نہیں کہ ہمارے ناقص اعمال درگاہِ خداوندی کے قابل ہرگز نہیں ہو سکتے تو بس یہ سب محض دعویٰ اور پندار ہے۔

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے   حاصل خواجہ بجز پندار نیست

خواجہ کا گمان ہے کہ اس کو کچھ حاصل ہو گیا اس کے گمان کا حاصل یہ ہے اسے سوائے گمان کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

منت منہ کہ خدمت سلطان سمی کنی   منت شناس از وکہ بخدمت باراشت

یہ احسان نہ جتلا کہ تم بادشاہ کی خدمت کرتے ہو کہ ممنون ہو کہ اس نے تجھ سے خدمت لی۔

فائدہ

جو لوگ اپنے جن اعمال خیر پر نازاں ہوتے ہیں وہ صرف ان کے گمان ہی کے موافق ہے ورنہ حقیقت بوجہ خلاف طریق اور بے ضابطہ ہونے کے قابل نہیں مثلاً ایک شخص بیطور پنکھا جھلنے لگے مجھ کو ناگوار ہوا اب وہ صاحب تو سمجھتے ہوں گے کہ ہم خدمت کرر ہے ہیں اور آرام دے رہے ہیں مگر یہاں اس کے خلاف کلفت اور کدورت ہو رہی ہے۔

فائدہ

بعض لوگ اپنے ہی گناہوں کو سبب مصائب کا سمجھ کر طاعت واستغفار میں مشغول ہوتے ہیں مگر اس استغفار اور عبادت میں ابتداء سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب یہ مراد حاصل ہو جائے گی تو اس کو چھوڑ دیں گے مثلاً طاعون کے زمانے میں نماز پڑھتے ہیں مگر اس کے ختم کے ساتھ ہی اس کو چھوڑ دیں گے۔ یہ تو بالکل دھوکہ کی صورت ہوگئی

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فرمیند حق رابسجودے ونبی رابہ درودے

ایسے لوگوں سے نہ ہو جو دھوکہ دیتے اللہ کو سجدہ سے اور نبی علیہ السلام کو درود سے

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے

دَعَانَا لِجَنۡبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ا (پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۱۲)

ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے۔

اور جب اس کی تکلیف جاتی رہتی ہے اور سزا تو اس طرزِ عمل کی سخت ہونا چاہیے تھی مگر اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ

کَاَنۡ لَّمۡ یَدۡعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّه ا (پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۱۲)

چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔

یہ ان کی رحمت وعنایت ہے کہ باوجود اپنی خطاؤں اور شوخیوں اور گستاخیوں کے روزی وعافیت ویسی ہی برقرار ہے۔

خدائے راست مسلم بزرگواری وحلم کہ جرم بنید ونان برقرار مے دارد

خدا تعالیٰ کو بردباری اور بزرگی مسلم ہے کہ جرم دیکھنے کے باوجود برقرار رکھتا ہے۔

صوفیانہ قاعدہ

فی نفسہٖ گناہ کا مقتضا ہے کلفت بھی بوقت وقوع بھی اور انجام میں بھی تو ایسی چیز میں لذت ہی کیا ہوئی اس سے وہ اشکال دفع ہو گیا اور کوئی عذر گناہ کرنے کا معقول نہ رہا اور ثابت ہو گیا کہ گناہ ہلکا سمجھنے کی پیش نہیں زاعتقاداً کہ کفر ہے اور نہ عملاً وحالاً کہ خلافِ دین اور خلاف عقل ہے۔

حدیث

مومن گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو کہ وہ گرا چاہتا ہے اس لئے اس سے بچتا ہے اور ڈرتا ہے

اور منافق گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ایک مکھی آ کر بیٹھ گئی اور اس کو ہاتھ سے اڑا دیا اس لئے بے دھڑک گناہ کرتا ہے اور ڈرتا نہیں۔

گناہ سے احتراز کا گر

گناہ سے بچنے کا طریقہ سمجھنا چاہیے کہ جس سے توبہ کرنے کا طریقہ معلوم ہو اور گناہ سے خوف ہو وہ طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے اس میں ان مضامین کا مراقبہ کرے اور پھر نفس سے محاسبہ کرے چنانچہ اول گناہ کے مفاسد اور مضار کو سوچے اور پھر اس کے اوپر عذاب ہونے والا ہے اس کا خیال کرے پھر یہ دیکھے کہ میں کس کی نافرمانی کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچے اور پھر اپنے معاملے کو سوچے جو اللہ تعالیٰ سے کر رہا ہے پھر نفس سے خطاب کر کے اس کو تنبیہ اور تہدید کرے اس کے بعد موت اور مابعد الموت کے تمام امور کو سوچے اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ دنیا کی محبت کم ہوگی جو سبب اکثری ہے گناہوں کا۔ حدیث شریف میں ہے

اکثروا ذکر ھا ھاذم اللذات

لذتوں کے مٹانے والی کو خوب یاد رکھو یعنی موت کو۔

کسی نے کیا خوب کہا

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — خوب ملک وس ہے اور سر زمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی — اس طرف آواز طبل اُدھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہے مے گلگو کا دور — شب ہوئی تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے — چل دکھاؤں تو تو قید آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبار گی گور غریباں کی طرف — جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس ہے

عصیاں عصیاں سے میرے دل تنگ
توبہ کی ہے ننگ و عار توبہ

شرح

تمام گناہوں سے میرے دل تنگ نے توبہ کی ہے لیکن پھر توڑ دی ہے اس سے ننگ و عار کو تو بہ جرائم و معاصی کی حد کر دی گئی ہے پھر مزید براں یہ کہ ہر گناہ سے توبہ کر کے پھر توبہ توڑ دی ہے لوگ ننگ و عار سے شرم محسوس کرتے ہیں لیکن

ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سے ننگ وعار کو توبہ ہے وہ بھی ہمیں اچھا نہیں سمجھتی یعنی انتہائی بے باکی اور بے شرمی کا ارتکاب درارتکاب کیا جارہا ہے۔

خار وشت حرم کے آگے
ذکر چمن و بہار توبہ توبہ

شرح

حرم طیبہ کے صحرا کے کانٹوں کے بالمقابل چمن اور بہار کا ذکر توبہ توبہ کہاں صحرائے طیبہ کے خار اور کہاں چمن وبہار طیبہ کے صحرا کے کانٹوں پر تمام آرام وآسائشیں اور دین کی تمام نعمتیں قربان۔

فضائل مدینہ پاک

صحرائے مدینہ کے کانٹوں کو یہ شرف ہے کہ وہ مدینہ پاک سے منسوب ہیں اور قاعدہ ہے کہ منسوب الیہ سے ہی منسوب کی عزت ووقار نصیب ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مدینہ افضل الامکنہ ہے کیونکہ افضل الوریٰ کا مسکن ہے اس معنی پر پھر کس فضیلت والے کو اس فضیلت کے بالمقابل حرم پانے کی ہمت ہوسکتی ہے۔فضائل مدینہ پر بے شمار مضامین اسی شرح بخشش میں متعدد مقامات پہ آچکے ہیں فقیر کی اس کے فضائل میں متعدد تصانیف موجود ہیں۔''فضائل مدینہ'' کے آخری مضمون کو درج کرتا ہوں۔

خلاصة الفضائل

بطور نمونہ چند فضائل تفصیلاً عرض کئے گئے اب مجموعی طور پر اجمالاً چند فضائل کی تلخیص حاضر ہے اگر انہیں زبانی یاد کرلی جائے تو عشق رسول ﷺ کے لئے اکسیر کا کام دیں گے اور حسن اتفاق یہ ہے کہ کُل چہل فضائل پر مشتمل ہیں۔

☆ مدینہ منورہ میں ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح وشام نازل ہوکر درود شریف پڑھتے ہیں۔

☆ مدینہ منورہ میں ایک نماز ایک ہزار رکعت اور بروایت دیگر پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور ایک نیکی پچاس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

☆ مدینہ منورہ کی مٹی حضور ﷺ کے قدموں کی برکت سے خاکِ شفاء ہے۔

☆ مدینہ منورہ میں سو میں سے نوے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور باقی دس ساری دنیا میں۔

☆ مدینہ منورہ کے باشندے روزِ محشر سب سے پہلے محشور ہوں گے اور سب سے اول ان کی شفاعت ہوگی۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں مکہ معظّمہ سے دوگنی برکت کے لئے حضور ﷺ نے دعا مانگی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں رحمت عالم ﷺ کا دربار فیض آثار ہے۔ ائمہ اہل بیت اور صحابہ کرام کے مکانات و مزارات ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے روضہ مبارک اور منبر مبارک کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے حدیث **لاتشدالرحال الا الی ثلثة المساجد** کی تعمیل ہوتی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے سے حضور ﷺ بذاتِ خود جواب دیتے ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے تمام افکار و غموم رفع ہو کر دل کو تسکین و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

☆مدینہ منورہ میں ستون حنانہ موجود ہے جو حضور ﷺ کے فراق میں چیخیں مار کر رویا تھا۔

☆مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کا منبر محراب اور مسجد موجود ہے۔

☆مدینہ منورہ میں جو برکت ہے وہ روئے زمین پر اور کہیں نہیں۔

☆مدینہ منورہ کے باشندے سارے دنیا سے خوش خلق ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں تقریباً کُل روئے زمین کے مسلمان موجود ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے اسلامی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں بادشاہ و مساکین سب دربارِ نبوی ﷺ میں برابر کھڑے رہتے ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں جنتی پہاڑ جبل احد موجود ہے۔

☆مدینہ منورہ میں ہر قسم کی ترکاریاں موجود ہیں اور ہر چیز باوجود اژدہام سستی ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے جو بیت اللہ شریف بلکہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔ (روضہ انور ﷺ)

☆مدینہ منورہ میں قطع نظر اور خوبیوں کے ایک ایسا متبرک مکان ہے جو دنیا بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

☆مدینہ منورہ میں سنگ دل سے سنگ دل مسلمان بھی چلا جائے تو اس کا دل بھی واپس جانے کو نہیں چاہتا۔

☆مدینہ منورہ میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم کا گزر نہیں۔

☆مدینہ منورہ میں ہزار ہا عاشقانِ رسول مقبول ﷺ تعلقات دنیاوی چھوڑ کر اسی در کے ہو رہے ہیں اور یہ شعر وردِ لب

ہے

یا محمد ﷺ تیرا در چھوڑ کر کہاں جائیں غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

☆مدینہ منورہ میں سکونت تمام دنیا بھر سے بہتر ہے۔

☆مدینہ منورہ سے اسلام نکلا اور تمام دنیا سے پھر پھرا کر اسی جگہ واپس آجائے گا۔

☆مدینہ منورہ میں قیامت تک علماء حق موجود رہیں گے۔

☆مدینہ منورہ میں دجال، طاعون اور دابۃ الارض قیامت تک داخل نہ ہونے پائینگے کیونکہ وہاں دروازوں پر فرشتے محافظت کے لئے کھڑے ہوں گے۔

☆مدینہ منورہ میں ایک قبرستان ہے جہاں کے مدفونوں کے واسطے بہشت کی بشارت آچکی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اندر ایک چھوٹا سا کنواں ہے جو کوثر کے نام سے موسوم ہے جہاں کا پانی پینے سے ظاہرو باطنی بیماریوں سے شفاء ہو جاتی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر انسان قسم کھالے کہ میں بہشت میں ہوں تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوتا ہے۔

☆مدینہ منورہ میں ایک ایسا نورانی گنبد ہے جس کی زیارت کرتے وقت عاشقانِ رسول ﷺ کی مبارک روحیں وفورِ شوق سے پرواز کر جاتی ہیں حضرت شہیدی ہندی وغیرہ جیسی صدہا مثالیں موجود ہیں۔

☆مدینہ منورہ کی خدمت گزاری اور جاروب کشی کو بڑے بڑے بادشاہ مثل سلطان روم وغیرہ اپنے لئے فخر و مباہات کا موجب سمجھتے رہتے ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے اس خدائی حکم کی تعمیل ہوتی ہے جو قرآن مجید میں ''وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ'' الخ سے ظاہر ہوتا ہے۔

☆مدینہ منورہ کی کھجوریں ساری دنیا سے لذیں اور شیریں تر ہیں۔

☆مدینہ منورہ میں وہ رحمۃ للعالمین موجود ہیں جن پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس مرتبہ رحمت نازل ہوتی ہے۔

☆مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے فرمانِ نبوی کی تعمیل ہوتی ہے۔

الحمد للہ یہ رسالہ ''فضائل مدینہ'' شائع ہو گیا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں عزیزم مولانا محمد فیصل اُویسی قادری،

عزیزم مولانا محمد الطاف اُویسی قادری کراچی نے مفت تقسیم کیا ہے۔

مجھ توبہ شکن کا نام سن کر
توبہ کرے بار بار توبہ توبہ

شرح

مجھ جیسے توبہ توڑنے والے کا نام سن کر خود توبہ بار بار کہتی ہے توبہ توبہ ایسے ننگ و بے شرم کا نام میرے سامنے آگیا ہے جس نے مجھے کئی بار توڑا۔ اسے مجھ پر رحم نہیں آتا ہے بڑا ظالم آدمی ہے۔ سالکین راہ ہدیٰ کے نزدیک مجرم و خاصی اور عاصی سے توبہ شکن آدمی بہت زیادہ خطرناک ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ جب عادت تواضع کے لہجہ اپنا نام لے کر ہر قسم کے مجرموں کو سمجھا رہے ہیں کہ دیکھو کتنے بڑے جرم کے مرتکب ہو کہ اب تم سے خود توبہ بھی بار بار توبہ کر رہی ہے چاہیے ابھی سے سنبھل جاؤ پکی اور سچی توبہ کرو کہ پھر ایسے جرم کے ارتکاب سے مستقل طور پر دست بردار ہو جاؤ اس کے بعد دیکھو کیا شان بنتی ہیں

بازآ باز آ گر ھزار بار توبہ شکستی باز آ ایں درگہ درگہ نومیدی نسیت ھر آنچہ ھستی باز آ

واپس آجا اگر چہ ہزار بار توبہ توڑ دی تب بھی باز آجا اس بارگاہ میں ناامیدی نہیں تو کچھ بھی پھر بھی باز آجا۔

نعت

جب وہ طلعت ہی جلوہ گر نہ ہوئی
ہم تو نہ جانیں کبھی سحر نہ ہوئی

حل لغات

طلعت، رُخ، چہرہ۔

شرح

جب محبوبِ کریم ﷺ کے چہرہ کی جلوہ گری نہ ہوئی ہم تو بس یہی کہیں گے سحر ہوئی ہی نہیں محبّ کو محبوب کے دیدار کے بالمقابل تمام نعتیں ہیچ محسوس ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ کل قیامت میں جب دیدارِ الٰہی ہوگا تو بہشت کی تمام نعتیں بھول جائیں گی۔

ہم تو رخصت سے پہلے مر چکتے
کیا کریں موت راہبر نہ ہوئی

شرح

ہم تو الوداع سے پہلے ہی مر چکے ہوتے لیکن کیا کریں کہ موت نے رہبری نہ کی محبوبوں کی جدائی یعنی الوداع کے وقت جو عاشق زار پر گزرتی ہے وہ اسے معلوم ہے جو اس وادی سے گزرا ہے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد فقیر اُویسی غفرلہ عاشقانِ زار کا حال دیکھتا ہے تو وہ بوقت الوداع زبانِ قال و حال سے دونوں طرح یوں گویا ہوتا ہے دل غم میں ڈوبا ہوا ہے، ہجر مدینہ کی جاں سوز فکر نے مجھے سراپا تصورِ غم بنا کر رکھ دیا ہے ایسا لگتا ہے گویا ہونٹوں کا تبسم کسی نے چھین لیا ہو۔ آہ! عنقریب مدینہ چھوٹ جائے گا، دل ٹوٹ جائے گا، آہ مدینے سے جدائی کے لمحات ایسے جانگزا ہوتے ہیں گویا کسی شیر خوار بچے کو اس کی ماں کی گود سے چھین لیا گیا ہو اور وہ روتا ہوا نہایت ہی حسرت کے ساتھ بار بار مڑ مڑ کر اپنی ماں کی طرف دیکھتا ہو کہ شاید ماں اب بلا لے گی اور مجھے ایک بار پھر اپنی ماں تا بھری گود میں چھپا لے گی، اپنے سینے سے چمٹا لے گی، مجھے لوری سنا کر اپنی ماں تا بھری گود میں میٹھی نیند سلا دے گی۔ آہ امام احمد رضا اپنا حال دوسرے مقام پہ یوں ظاہر فرماتے ہیں

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ — یہ درد کیسا اُٹھا جس نے جی نڈھال کیا
مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا — یہ ہائے کیسا حواسوں نے اختلال کیا

آہ! ہائے! اوہ! وائے بیکسی

میں شکستہ دل لئے بوجھل قدم رکھتا ہوں — چل پڑا ہوں یا شہنشاہ مدینہ الوداع

التجائے اُویسی غفرلہ

ہر عاشق مدینہ سے التجا ہے کہ بوقت الوداع رونا نہ بھی آئے تب بھی رونی شکل بنائیں اور بار بار گڑگڑا کر عرض کریں جاؤں پھر آؤں یہاں پر کام تمام ہو جائے۔

ان کے تر دامنوں پہ آنچ آئے
تب فرقت ہوئی سقر نہ ہوئی

حل لغات

تر دامنوں جمع ہے تر دامن کی بمعنی گنہگار، فاسق فاجر، فارسی مرکب لفظ ہے۔ آنچ آئے، آنچ آنا بمعنی چوٹ لگنا، دکھ پہونچنا۔

شرح

حبیب خدا ﷺ کے امتی (اگرچہ گنہگار ہی) قیامت میں کوئی دکھ پہونچے یہ ہو نہیں سکتا ہاں اگر کچھ سزا ہوئی تو اسے نارِ سقر سے تعبیر نہ کیا جائے بلکہ اسے فرقت جدائی کی پت کہا جائے کہ عشاق کے لئے نارِ سقر سے نارِ فرقت کا عذاب کئی گنا بڑھ کر ہے۔

چین اور وہ بھی ان کے سایہ کا
ہائے ظالم تیری بسر نہ ہوئی

شرح

چین اور سکون سے زندگی بسر ہو بالخصوص محبوب کے سایہ میں لیکن افسوس اے ظالم (محروم) تجھے ایسی بسر اوقات نصیب ہی نہ ہوئی۔

اس شعر میں بارگاہ حبیب ﷺ کے قرب کی حسرت کا اظہار ہے۔ پہلے مصرعہ کا مفہوم ظاہر ہے کہ جنہیں قربِ رسول ﷺ ہو ان کے نصیبوں کا کیا کہنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق تو واضح ہے ان خوش قسمتوں کی قسمت اوج پر رہی جنہیں خواب یا عالم بیداری میں قرب حاصل ہوا۔

لے رضا قافلہ چلا حج کا
پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

شرح

لو اے رضا (امام اہل سنت) حج کا قافلہ چل رہا ہے ساتھ چلنا ہے تو کرلو تیار بعد کو مت کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

نعت

ایمان	ہے	قالِ	مصطفائی
قرآن	ہے	حالِ	مصطفائی

حل لغات

قال، مذکر، گفتگو، بات چیت، قول۔ حال، حالت، کیفیت وغیرہ۔ مصطفائی از مصطفیٰ پاک کیا گیا، پسند کیا گیا، حضور اکرم ﷺ کا لقب۔

شرح

ایمان اقوال رسول اکرم ﷺ کا نام ہے اور قرآن آپ کے احوال ہیں۔ جملہ اول میں ایمان کی تعریف بتائی جیسا کہ شرح عقائد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا

فاعلم ان الایمان فی الشرع هو التصدیق جابه من عندالله ای تصدیق النبی ﷺ بالقلب فی جمیع ماعلم بالضرورة مجیبه بمن عندالله اجمالاً

جان لے کہ ایمان شرع میں یہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے لائے ہیں اس کی قلب سے تصدیق کرنا (زبان سے اقرار کرنا)

فائدہ

ایمان میں رسول اللہ ﷺ کا درمیانی واسطہ شرط ہے ورنہ کافر تو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے قائل تھے قرآن مجید میں متعدد آیات میں ہے

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ا (پارہ ۲۱، سورۂ لقمن، آیت ۲۵)

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کا کہنا حق ہے

ایمان	ہے	قال	مصطفائی
قرآن	ہے	حالِ	مصطفائی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشادِ گرامی کا ترجمہ ہے جب ان سے حضور اکرم ﷺ کے خلق کے

بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے یعنی عادات وخصال قرآن ہی قرآن ہے۔

اللہ کی سلطنت کا دولہا
نقش تمثالِ مصطفائی

حل لغات

تمثال ،تصویر،فوٹو۔

شرح

حضور اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کی سلطنت کے دولہا ہیں۔فقیر اسی شرح حدائق میں مفصل طور پر مجلداتِ سابقہ میں لکھ چکا ہے۔

کل سے بالا رُسل سے اعلیٰ
اجلال و جلالِ مصطفائی

حل لغات

بالا ،اوپر،لمباقد پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

جملہ عالمین سے حضور اکرم ﷺ بلند قدر ہیں اور رُسل کرام علیہم اللہ سے بھی اعلیٰ ہیں۔

عقیدہ

حضور اکرم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں دلائل حسب ذیل ہیں

جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا وقت قریب ہوا تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی میں محمد ﷺ کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کہ میری لغزش کو معاف کردے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے محمد ﷺ کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا ابھی نہیں کیا؟ عرض کی یا اللہ جب تو نے مجھے اپنے ید قدرت سے پیدا فرمایا اور تو نے مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اُٹھا کر دیکھا مجھے عرش کے پایوں پر ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' دیکھائی دیا میں سمجھ گیا کہ یہ تیری مخلوق میں سے تجھے سب سے زیادہ پیارا ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے۔اللہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

یاادم انه لاحب الخلق انی و اذاسالتنی بحق محمد فقد غفرت ولولا محمد ماغفرت له

اے آدم بیشک محمد ﷺ مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے اب جب کہ تو نے محمد ﷺ کا وسیلہ پیش کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو تیری بخشش نہ ہوتی۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ تمام مخلوق میں سے رب کے نزدیک زیادہ پیارے ہیں اور مخلوق میں فرشتے بھی آجاتے ہیں لہٰذا آپ فرشتوں سے بھی افضل قرار پائے۔

حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے فرماتے ہیں

ومامن بنی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی

قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام ہی دوسرے پیغمبر میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں۔

اب سنئے کہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنایا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۳۴)

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ا (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۳۴)

تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ o (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۳)

بیشک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے۔

فائدہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام عالمین سے حضرت آدم نوح، آلِ ابراہیم اور آلِ عمران زیادہ محبوب اور افضل ہیں اور عالمین میں فرشتے بھی داخل ہیں لہٰذا آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہوئے چونکہ حضرت

آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ حضورا کرم ﷺ فرشتوں سے افضل ہیں۔

قیامت کے دن جب حضورا کرم ﷺ مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو "یحمده فیه الاولون والآخرون" تمام اولین وآخرین آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے اولین وآخرین میں فرشتے بھی آجاتے ہیں لہٰذا فرشتے بھی آپ کو مقامِ محمود میں دیکھ کر زبانِ حال سے یوں گویا ہوں گے کہ اے حبیب خدا بے شک تیرے اس مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا

ثلاث من کنافیه وجد حلاوة الایمان من کان الله ورسوله احب الیه مما سراهما

جس میں تین چیزیں ہوں گی اس نے ایمان کی شیرینی کو پالیا (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا تمام مخلوق سے زیادہ محبوب اور پیارے ہوں۔

فائدہ

اس حدیث پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بعد کسی کا مرتبہ اور مقام ہے تو وہ سرورِ کونین ہیں اور کوئی مخلوق خواہ انسان ہو جن ہو یا فرشتے جب تک خدا کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں کریں گے کمالِ ایمان کے مرتبہ پر فائز نہیں ہو سکتے پس ثابت ہوا کہ حضورا کرم ﷺ انسانوں، جنات اور ملائکہ سے افضل ہیں۔

حضورا کرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرئیل امین نے بتایا کہ خدا نے میرے متعلق ارشاد فرمایا کہ اے محبوب میں نے سات چیزوں سے تجھ پر احسان کیا ان میں پہلی یہ ہے کہ

انی لم اخلق فی السموت والارض اکرم علی منک

میں نے زمین وآسمان میں کسی ایسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا جو میرے نزدیک تجھ سے بہتر ہو۔

رسل سے اعلیٰ

اہل اسلام میں یہ عقیدہ بھی مسلم ہے کہ حضورا کرم ﷺ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں بلکہ خدا کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے اسی پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بے شمار دلائل عقلیہ ونقلیہ قائم ہیں مثلاً

(۱) اللہ رب العزت نے اپنے متعلق فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۱) "سب خوبیاں

اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا'' اور حضور اکرم ﷺ کے لئے فرمایا ''وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷) ''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے'' جس طرح عالمین وہاں ہے اسی طرح عالمین یہاں ہے جس سے ثابت ہوا کہ جس کا خدا رب ہے اس کے لئے حضور رحمت ہیں اور ظاہر ہے کہ عالمین میں انبیاء بھی داخل ہیں لہٰذا آپ ان کے لئے بھی رحمت ہوئے اور یقیناً رحمت مرحوم سے افضل ہے۔

(۲) رب تعالیٰ فرماتا ہے ''وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ پ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴) ''اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا'' چنانچہ کلمہ اذان التحیات بلکہ ہر جگہ اپنے نام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا نام رکھا۔

اذاں کیا جہاں تک ایمان والو   پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا
اذانوں میں خطبوں میں شادی وغم میں   غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا

(۳) حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''انا سید ولد آدم یوم القیامت قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار بنوں گا اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء کرام بھی ہیں لہٰذا آپ نبیوں سے افضل قرار پائے۔

(۴) آپ جنت میں سب پیغمبروں سے پہلے داخل ہوں گے جب سب قیامت کے دن خاموش ہوں گے تو آپ ہی رب سے کلام فرمائیں گے آپ کو ہی حبیب اللہ کا خطاب ملا۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے

یارسول اللہ قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم اری رجلا افضل من محمد

میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھا میں نے محمد ﷺ سے افضل کسی کو نہ دیکھا۔

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے سبھی   میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

سوال

اگر حضور اکرم ﷺ تمام نبیوں سے افضل ہیں تو اس حدیث کا مطلب کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''لا

تفضلونی بین الانبیاء" مجھے نبیوں پر فضیلت نہ دو۔

جواب

امام قاضی عیاض ملا علی قاری اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی نے اس اعتراض کے کئی جوابات دیئے ہیں ان میں سے چند اختصاراً نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) جب حضور اکرم ﷺ نے "لا تفضلو نی بین الانبیاء" فرمایا تو اس وقت آپ کو یہ علم نہ تھا کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(۲) آپ نے تکبر سے بچنے کے لئے اور عجز و انکساری اور اظہار تواضع کے لئے یہ فرمایا کہ مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت نہ دو۔

(۳) اس حدیث کا منشاء یہ تھا کہ نبیوں کو اس طرح ایک دوسرے پر فضیلت بیان کرتے وقت دوسرے کی تنقیص کا ارتکاب کر بیٹھو۔

(۴) آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نفس نبوت میں کسی دوسرے پر فضیلت نہ دو کہ وصف نبوت میں سب نبی برابر ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں ہاں فضیلت خصائص اور معجزات اور کمالات میں ہے چونکہ حضور اکرم ﷺ کے مراتب کمالات معجزات اور خصائص دوسرے نبیوں سے کہیں زیادہ ہیں لہٰذا آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ (شفاء شریف جلد ا صفحہ ۱۴۲، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۶۸، مرقات جلد ۱۱ صفحہ ۴۴)

اصحابِ نجوم رہنما ہیں
کشتی ہے آلِ مصطفائی

شرح

حضور اکرم ﷺ ہدایت کے ستارے اور رہنما ہیں اور آپ کی آل اطہار کشتی ہے۔

اس شعر میں صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں سے نیاز مندی اور عقیدت کا اظہار فرمایا۔

احادیث مبارکہ

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

اصحابی کالنجوم اقتدتم اهدتم

تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے

شیعہ کی کتاب ازصحاح اربعہ تہذیب اور علل اشرائع میں یہ روایت موجود ہے اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ اختلاف صحابیوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک رحمت خدا ہے اور تمام صحابی مثل ستارے آسمانوں کے ہیں اور ایک دوسرے پر ازروئے نورانیت قوی تر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے کشتیاں چلتی ہیں اور بے راہوں کو راستے ملتے ہیں اور بعض ایسے بھی ستارے ہوتے ہیں کہ اپنے آپ میں ہی مستغرق ونور دکھاتے ہیں۔

قال رسول اللہﷺ اللہ اللہ فی اصحابی اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم ومن ابغضھم فبغضنی ومن اذاھم فقد اذانی (الحدیث) (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی صحابی کو نشانہ بنانا یا ان سے بغض رکھنا یا ان کو ایذا دینا خدا اور حبیب خداﷺ کو ایذا دینا ہے جو جہنم میں جانے کا سبب ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہﷺ اذارایتم الذین یسبودن اصحابی فقولو لعنۃ اللہ علی شرکم. (رواۃ ترمذی ومشکوٰۃ شریف)

فرمایا نبی کریمﷺ نے کہ جس وقت تم دیکھوان لوگوں کو جو بُرا کہتے ہیں میرے صحابہ کو پس کہو خدا کی لعنت ہو تمہارے اس فعل بدپر۔

ادبار سے تو مجھے بچا لے
پیارے اقبالِ مصطفائی

حل لغات

ادبار،نحوست،بداقبالی،مفلسی۔اقبال،خوش نصیبی،کامیابی،انحراف،اقتدار۔

شرح

اے پیارے اقبال مصطفائیﷺ مجھے نحوست اور مفلسی سے بچالے۔

ادبار سے اقبال

حضور اکرمﷺ بیشمار اشقیاء کو یا افلاس کے ماروں کو سعید بنایا اور تنگ دستوں کو امیر بنایا۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرض اتارنا بھی اسی اختیار وتصرف کا نتیجہ ہے۔کسی عربی شاعر نے کہا

وقضى عن جابر من صبرة ماعليه من ديون لا تقل لم تكن تكفى اذا احصيتها بعض عاادا ن فقم واذهب وكل وقضاها صوفيا اذا نكروا حطها شيئا وتاخير الاجل

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرض آپ نے ایک ڈھیری سے ادا کر دیا جو کہ بہت سا تھا حالانکہ اگر تم اُس کا جائزہ لیتے (تو ظاہر ہو جاتا) کہ اُن کے قرض کے بعض حصہ کو بھی اُس ڈھیری سے ادا کرنا ناممکن تھا اور جب قرض خواہوں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا کہ نہ تو قرض کا کوئی حصہ معاف کریں گے اور نہ ہی ادائے قرض کی کوئی مہلت میں توسیع کریں گے تو آپ نے اسی ڈھیڑی سے اُن کا قرض پورا ادا کر دیا۔

یہ واقعہ ماخوذ اُس حدیث مبارک سے ہے جس کو بخاری نے بسند شعبی بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا ہے کہ میرے ماں باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور انہوں نے چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض چھوڑا۔ جب کھجوریں پک گئیں اور وقت آیا کہ اُن کو درخت پر سے توڑا جائے تو میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ واقف ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے اور بہت سا قرض اُن پر ہے میری خواہش تھی کہ قرض خواہوں کی نظر آپ پر پڑتی۔ آپ نے فرمایا تمہارے کھجور کے درختوں پر سے جس قدر چھوہارے ٹوٹیں جا کر اُن سب کو ایک جگہ فراہم کرلو۔ میں نے ارشادِ نبوی کی تعمیل کی اور آپ کی خدمت میں بغرض شرکت حاضر ہوا آپ وہاں تشریف لائے اور بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ گھومے اور اس پر بیٹھ گئے اس کے بعد فرمایا کہ جا کر قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔

جب وہ لوگ آ گئے تو آپ نے ناپ ناپ کر اُن کو دینا شروع کیا یہاں تک کہ خداوند عالم نے میرے باپ کے سارے قرض کو اس میں سے ادا کر دیا اور میں اسی پر زیادہ خوش تھا کہ میرے اور میری بہنوں کے لئے اُس میں سے ایک چھوہارہ بھی نہ بچے مگر والد مرحوم کا قرض سب ادا ہو جائے لیکن خدا کی قسم ساری ڈھیریاں سالم بچ رہیں یہاں تک کہ جس ڈھیری پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اس میں سے مجھ کو ایک چھوہارا بھی کم معلوم نہ ہوتا تھا۔

دوسرا مفہوم

اشقیاء کو سعید بنانے کی کوئی حد ہے۔ تین دن اور تین راتیں غار میں گزار کر آپ مع صدیق اکبر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور ایک رہبر عبداللہ بن اریقط بھی تھا جب قریش مایوس ہو گئے تو انہوں نے ایک سو اونٹ کا انعام اُس شخص کے لئے رکھا جو آنحضرت ﷺ کو پکڑ لائے یا قتل کر دے۔ جب آپ قدید کے قریب

قبیلہ بنی مدلج کے پاس سے گزرے تو اُس قبیلے کے ایک شخص نے آپ کو دیکھ لیا۔ وہ اپنی قوم کے مجمع میں آ کر کہنے لگا کہ میں نے ابھی کچھ سوار ساحل پر دیکھے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ حضرت محمد (ﷺ) اور آپ کے ساتھی ہیں۔ سراقہ بن مالک تاڑ گیا وہ چاہتا تھا کہ انعام مجھے ہی ملے اس لئے کہنے لگا کہ وہ تو فلاں فلاں شخص ہیں جو کسی گم شدہ چیز کی تلاش میں نکلے ہیں پھر وہ ذرا سی دیر کے بعد اپنے خیمے میں آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو پشتہ کے پیچھے بطن وادی میں لے چل اور خود اپنا نیزہ لیا اور گھر کے پچھواڑے سے نکلا اور بن نیزہ سے زمین میں خط کھینچتا اور نیزے کے اوپر کے حصے کو نیچا کئے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا اور سوار ہو کر جناب رسالت مآب ﷺ کے بہت قریب آ پہنچا۔ حضرت صدیق اکبر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں تو آلیا۔ آپ نے فرمایا تو غم نہ کر کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس سے سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی سراقہ پڑا۔ پھر سوار ہو کر آپ کے پیچھے چل پڑا اور بہت قریب ہوا تو اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین میں خشک ہونے کے باوجود گھٹنوں تک دھنس گئے۔ سراقہ نے آپ سے پناہ چاہی گھوڑا زمین سے نکلا۔ سراقہ نے آپ سے تحریر لکھوانا چاہی۔ آپ کے ارشاد سے عامر بن فہیرہ نے لکھ دی وہ لے کر واپس آیا یہ کتاب فتح مکہ و حنین کے بعد سراقہ نے خدمت اقدس میں پیش کی اور ایمان لایا آپ نے فرمایا کہ آج وفا و احسان کا دن ہے۔ (سیرتِ ابن ہشام جز اول صفحہ ۲۷۱)

نیز عہد نامہ لکھنے سے پہلے بھی یہ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگ پہنایا جائے گا۔ (بخاری باب الجیرۃ)

فائدہ

وہی ہوا کہ دورِ فاروقی میں کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ "بارہ ربیع الاول کے جلوس کا ثبوت"

فائدہ

اس موضوع کو آگے بڑھانے کا جی چاہتا ہے۔

واقعہ خندق

غزوۂ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کے مطابق خندق کھودنے کی تجویز منظور فرمائی تو آپ نے بعجلت ممکنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کام پر لگا دیا۔ خندق کھودنے کے لئے

ہر ایک صحابی کو زمین کا ایک حصہ متعین کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے کھودنے کے لئے بھی ایک حصہ زمین لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وفورِ محبت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے یہ اتنے جانثار موجود ہیں جو دیکھتے ہی دیکھتے خندق تیار کر لیں گے آپ کے لئے تو انتظام و اہتمام کا اتنا عظیم کام پہلے ہی سے موجود ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں میں وہ کام بھی کروں گا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ خندق کھودنے میں بھی برابر شریک رہوں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے حصے میں خندق کھودنی شروع کی اسی اثنا میں ایک چٹان نکل آئی جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی پوری قوت صرف کر دی لیکن وہ ٹوٹ نہ سکی مجبور ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس وہاں تشریف لے گئے اور جس چٹان کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجموعی طاقت نہ توڑ سکتی تھی رسول اللہ ﷺ کی کدال کی صرف تین ضربوں سے وہ پاش پاش ہو گئی۔ آپ نے پہلی کدال ماری تو ایک روشنی پیدا ہوئی اور آپ نے فرط مسرت سے ارشاد فرمایا اس روشنی میں مجھے ملک شام دکھلایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شام کا ملک اور اس کے خزانے مسلمانوں کے لئے فتح ہوں گے دوسری کدال ماری تو پھر روشنی پیدا ہوئی اور آپ نے ایک دل نواز سنجیدہ تبسم کے ساتھ فرمایا اس روشنی میں مجھے ملک یمن دکھایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے قدم یمن تک جلد ہی پہنچیں گے اور تیسری کدال میں وہ چٹان پاش پاش ہو گئی تھی۔ آپ کے ارشاداتِ گرامی کو سن کر مسلمانوں کو تو بے حد مسرت ہوئی لیکن منافقین کہنے لگے واہ کیا خوش کن باتیں ہیں حالت تو یہ ہے کہ فاقے ہو رہے ہیں، دشمن کے خوف سے خندق کھودی جا رہی ہے اور یمن و شام جیسے عظیم ممالک کی فتح کا تصور ہے لیکن خدا نے ان کو رسوا کیا اور اُن کے نفاق نے اُن کو ہی تباہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی معجزانہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور خدا نے آپ کے ارشادات کو جلد ہی پورا کر دیا چنانچہ یمن تو رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں ہی فتح ہوا اور شام کی فتح کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں شروع ہو گیا تھا جس کا اہتمام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا اور دنیا نے دیکھا اور تاریخ گواہ ہے غزوۂ خندق کے اس بے سروسامانی کے زمانہ میں جب کوئی بھی ظاہر میں مسلمانوں کی ایسی عظیم الشان فتوحات کا تصور نہیں کر سکتا تھا خدا نے رسول اللہ ﷺ کے ان ہی معجزانہ ارشادات کو کس طرح پورا کیا۔ شام و یمن کے خزانے ان کے تصرف میں آئے اور یہ ممالک اس طرح مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے کہ صدیوں گزر جانے کے بعد بھی آج ان ممالک پر مسلمانوں کا ہی پرچم حکومت لہرا رہا ہے۔ وہ منافق فنا ہو گئے اور اس طرح کہ آج ان کا نام بھی کوئی نہیں جانتا لیکن رسول صادق و مصدق کا یہ معجزہ گرامی آج تک باقی ہے اور شام و یمن کی مسلمان حکومتیں دنیا کے لئے

آپ کے ارشادات کی شاہد عدل ہیں۔

وراثت صحابہ و منافقین

زبانِ نبوت سے یہ بشارت سن کر صحابہ نے بالاتفاق حضور کی تصدیق کی ایک صحابی کو بھی یہ شبہ نہیں ہوا کہ مدینہ جو ایک مخصوص بستی ہے جسے ہم نے جائے پناہ کی حیثیت سے اختیار کیا ہے اس میں ہماری جانیں محفوظ نہیں روم و شام اور ایران کی فتح کے محل کیسے دیکھ لئے۔

صحابہ نے دل سے حضور کی تصدیق کی آج بعض لوگ معجزاتِ نبوی سے انکار کرتے ہیں معراج جسمانی اور شق القمر کا ذکر سن کر زخمی ناگن کی طرح بل کھانے لگتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ مدینہ کے محصور مسلمانوں کو دنیا کے عظیم دنیا ممالک کے فتح ہونے کی بشارت دینا شق القمر کے معجزے سے کیا کم ہے لیکن صحابہ مان گئے اور منافقین نہ مانے۔ آج بھی دیکھ لیں کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا؟ ظاہر ہے کہ شام، روم اور ایران کے مقابلے میں اُس وقت مدینہ کی وہی حیثیت تھی جو آج کی دنیا میں امریکہ، برطانیہ، روس کے مقابلہ میں کسی معمولی سی بستی کی ہو سکتی ہے صحابہ کو یقین تھا کہ حضور نے جو فرمادیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ صحابہ نے یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جن فتوحات کی شہادت دی جارہی ہے وہ ہمیں کب نصیب ہوں گی حالانکہ ان کے پریشان کن حالات اس امر کا تقاضا کرتے تھے کہ وہ پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے آسودگی کی آرزو کریں کم از کم یہی کہہ دیا ہوتا کہ حضور دعا فرمایئے یہ فتوحات جلد نصیب ہوں تاکہ افلاس و غربت سے نجات حاصل ہو سکے لیکن اس باب میں ان کی مکمل خاموشی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اصل چیز نہ فتوحات تھیں اور نہ آسودۂ زندگی۔ خدمت اسلام اور اطاعت رسول ان کا مقصودِ حیات تھی بے کار باتوں کے لئے اس وقت زبان کھلتی ہے جب قوتِ عمل اور اطاعت کا جذبہ مفقود ہو۔ عشق ایسی باتوں کی کب اجازت دیتا ہے اس کی فطرت ہی تسلیم و رضا ہے۔

اہل سنت اور منکرین کمالاتِ مصطفی

الحمد اللہ اہل سنت کو صحابہ کی وراثت نصیب ہے کہ ان فتوحات کو کمالاتِ مصطفی ﷺ کا عقیدہ اختیار و تصرف رسول اللہ ﷺ اہل سنت کو نصیب ہے اور منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ کو منافقین کی طرح انکار ہی انکار ہے۔

قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

مرسل مشتاقِ حق ہیں اور حق
مشتاقِ وصالِ مصطفائی

حل لغات

مرسل،پیغمبر۔مشتاق،اشتیاق رکھنے والا۔وصال،ملاقات۔

شرح

تمام رسل کرام علیہم السلام حق تعالیٰ کے مشتاق ہیں لیکن حق تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کا مشتاق ہے۔

ظاہر ہے کہ جملہ رسل کرام اللہ تعالیٰ کے وصال کا اشتیاق رکھتے ہیں لیکن یہ حضور اکرم ﷺ ہیں کہ جن کا خود اللہ تعالیٰ کو اشتیاق ہے منجانب اللہ اشتیاق کی تصریح احادیث مبارکہ میں ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے تین دن پہلے جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس تیمارداری کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر آپ ہی کے لئے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے آپ کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں۔ دوسرا دن ہوا تو جبریل امین نے پھر یہی آ کر عرض کی آپ نے پھر وہی جواب دیا جب تیسرا دن ہوا تو جبریل امین حضرت عزرائیل علیہ السلام کو لے کر آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ وہ فرشتہ بھی تھا جو ہوا میں معلق رہتا ہے جو نہ کبھی زمین پر اترا اور نہ کبھی آسمان پر چڑھا ہے اس فرشتے کا نام اسماعیل ہے اور وہ ستر ہزار فرشتوں پر حکمران ہے اور ان ستر ہزار میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے ان سب فرشتوں سے پہلے جبریل امین نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنے آپ کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں پھر ملک الموت نے دروازے پر آ کر اجازت طلب کی۔ جبریل امین نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ملک الموت آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتے ہیں انہوں نے آپ سے پہلے کبھی کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے۔ آپ نے جبریل امین سے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ ملک الموت مکان میں داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں اور اگر آپ اجازت نہ دیں تو میں روح قبض نہ کروں۔ آپ نے ملک الموت سے فرمایا کیا تم یہ کر سکو گے۔ اس

نے عرض کی ہاں مجھے یہی حکم ہوا ہے حضور اکرم ﷺ نے جبریل امین کی طرف دیکھا تو جبریل امین نے عرض کی

یارسول الله ان الله قد اشتاق الی لقائک بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

آپ نے فرمایا اے ملک الموت تجھے جس بات کا حکم ہوا ہے اس کو پورا کروں جبریل علیہ السلام نے عرض کی السلام علیک یارسول اللہ زمین پر میرا یہ آخری پھیرا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ جبریل امین نے عرض کی

توبودی حاجت من از دنیا دبرائے تومی آمدم هدنیا

یعنی میرے دنیا میں آنے کا مقصود اور مطلوب آپ تھے میں آپ ہی کے لئے دنیا میں آتا تھا۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے وفات پائی اور اہل بیت کے پاس ایک آنے والا آیا جس کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن جسم نظر نہ آتا تھا اس نے آکر کہا ''السلام علیکم یا اهل البیت ورحمة الله وبرکاته''

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ا وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۵)

ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے۔

اور ہر مصیبت سے صبر ہے آپ اللہ کے ساتھ بھروسہ رکھیں اور اللہ ہی سے امید رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

حضرت جبریل امین نے جو یہ فرمایا کہ میرا یہ دنیا میں آخری پھیرا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یارسول اللہ ﷺ چونکہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا لہٰذا میں کسی نئی شریعت کے احکام لے کر نازل نہیں ہوں گا اگر یہ مطلب لیا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد جبریل امین زمین پر نازل نہیں ہوئے تو قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ . (پارہ ۳۰، سورۃ القدر، آیت ۴) اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں۔

جبریل امین لیلۃ القدر میں بعض خوش نصیب لوگوں سے مصافحہ بھی کرتے ہیں اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جس کے ساتھ وہ مصافحہ کرتے ہیں اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ میرے بھائی نے جس رات وفات پائی اس رات اس نے مجھ سے پانی مانگا میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا اختتامِ نماز پر میں نے اسے پانی کا پیالہ پیش کیا تو

اس نے کہا میں نے ابھی پیا ہے میں نے کہا تجھے پانی کس نے دیا حالانکہ اس کمرے میں میرے اور تیرے سوا کوئی تیسرا آدمی نہیں اس نے کہا کہ ابھی میرے پاس جبریل امین آئے اور انہوں نے مجھے پانی پلایا

وقال لی انت واخوک وامک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین. (شرح الصدور صفحہ ۳۳)

اور مجھ سے کہا تو تیرا بھائی اور تیری والدہ ان لوگوں میں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں میں سے بعدازاں میرے بھائی نے وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ملک الموت آپ کے پاس مرضِ وفات میں اس حال میں آئے کہ آپ کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش میں تھا ملک الموت نے اذن چاہا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ حضرت علی نے ان سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ ہم لوگ تمہاری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوالحسن جانتے ہو یہ کون ہے یہ ملک الموت ہے آپ نے فرمایا (اے ملک الموت) رشد کی حالت میں داخل ہو جاؤ جب ملک الموت داخل ہوئے انہوں نے کہا آپ کا رب آپ پر سلام کہتا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ سے پہلے ملک الموت نے کسی اہل بیت کو سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد کسی اہل بیت کو سلام کرے گا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۴۷، مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۵۲)

ایک روایت میں ہے کہ جبریل نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپ کا رب آپ کو السلام علیکم رحمۃ اللہ کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو شفائے کاملہ دوں اور کفایت کروں اور اگر آپ چاہیں تو آپ کو وفات دوں اور بخش دوں۔ آپ نے فرمایا میرا رب جو چاہے میرے ساتھ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں آپ ہمیشہ رہیں اور پھر جنت میں تشریف لے جائیں یا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ رب کی ملاقات کریں اور پھر جنت میں تشریف لے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں رب تعالیٰ کی ملاقات اور پھر جنت کو پسند کرتا ہوں۔ (حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کی وفات کا دن آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا کہ زمین پر میرے محبوب ﷺ کے پاس جا اور بغیر اجازت ان کے ہاں داخل نہ ہونا اور بے اجازت ان کی روح قبض نہ کرنا۔ پس ملک الموت ایک اعرابی کی صورت میں حضور اکرم ﷺ کے دروازے پر آیا اور کہا

''السلام علیکم'' اہل بیت نبوت ومعدن الرسالت ومختلف الملائکہ مجھے اجازت دو کہ میں تم پر خداوند تعالیٰ کی رحمت لاؤں۔ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا حضور اکرم ﷺ کے سرہانے تشریف فرماتھیں انہوں نے جواب دیا کہ حضور اکرم ﷺ کی طبیعت ناساز ہے لہٰذا اسوقت ملاقات نہیں ہوسکتی۔ ملک الموت نے دوبارہ اجازت طلب کی وہی جواب سنا۔تیسری مرتبہ اجازت طلب کی اور اس مرتبہ بلند آواز سے اجازت طلب کی اس آواز سے گھر کا ہر فرد لرزہ براندام ہوگیا۔اس اثناء میں حضور اکرم ﷺ کو ذرا ہوش آیا اور آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہورہا ہے۔ساری صورتِ حال آپ کے سامنے پیش کی گئی آپ نے فرمایا اے فاطمہ جانتی ہو یہ کون ہے یہ لذات اور شہوات کو قطع کرنے والا، جماعتوں کو جدا کرنے والا ہے، عورتوں کو بیوہ کرنے والا اور بچوں کو یتیم کرنے والا ملک الموت ہے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سنا تو گریہ وزاری شروع کردی اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیٹی رؤو نہیں تمہارے رونے سے عرشِ الٰہی کے اُٹھانے والے فرشتے بھی رورہے ہیں پھر اپنے ہاتھوں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اشک شوئی فرمائی اور آپ کو بشارت دی کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھے آکر ملے گی اور تو جنتی عورتوں کی سردار ہے پھر فرمایا کہ اے فاطمہ اپنے فرزندوں کو لاؤ۔آپ نے حسنین کریمین کو آپ کی بارگاہ میں پیش فرمایا انہوں نے جب اپنے نانا جان کو شدید درد وکرب میں مبتلا دیکھا تو رونا شروع کردیا اور ان کے رونے سے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔(مدارج النبوت جلد۲صفحہ۵۵۴)

خواہانِ وصالِ کبریا ہے
جویانِ جمالِ مصطفائی

شرح

وصالِ کبریا کا طلبگار جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا متلاشی ہے۔

محبوب و محبّ کی ملک ہے اک
کونین ہیں مالِ مصطفائی

حل لغات

مال، دھن، دولت، اسباب، سامان۔

شرح

محبوب اور محبّ کی ایک ہی ملک بس ساری خدائی مصطفیٰ ﷺ کا مال اسباب ہے۔

یہ شعر اختیار الکل ومختار الکل کا ترجمان ہے اور اس کی مفصل شرح جلد اول کے نعت میں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب ومحبّ میں نہیں میرا تیرا

کے تحت پڑھئے۔

اُمور تشریعی وامورِ تکوینی

حضور اکرم ﷺ جملہ امور کے مختارِ کل ہیں وہ امورِ تکوینی ہوں یا تشریعی چند امثلہ امورِ تکوینیہ ملاحظہ ہوں۔ ایک مرتبہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اسی دوران ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے تو مال ہلاک ہو گئے، اہل وعیال بھوک کے سبب مرے جا رہے ہیں، آپ مینہ کے لئے دعا کریں آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔ اس وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا خدا کی شان ابھی آپ دعا ختم کرنے بھی نہ پائے تھے کہ پہاڑوں کی مانند سے ہر طرف سے ابر گھرتا چلا آیا اور آپ منبر سے اترنے نہ پائے تھے کہ ریش مبارک سے مینہ کے قطرات ٹپک ٹپک کر گرنے لگے پھر اس روز سے دوسرے جمعہ تک مینہ برستا رہا۔ دوسرے جمعہ کو اسی اعرابی نے یا اور کسی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر رہے ہیں، مال ڈوب رہا ہے، دعا فرما دیں کہ مینہ تھم جائے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا یا اللہ ہمارے گرد برسے ہم پر نہ برسے چنانچہ ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا۔

ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی نے آ کر کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس خوشے کو جو درخت خرما میں لگا ہوا ہے بلاؤں اور یہ آ کر میری رسالت کی گواہی دے چنانچہ اس خوشے کو بلایا وہ درخت سے جھک گیا اور آپ کے پاس گر کر اس نے آپ کے رسول ہونے کی گواہی دی پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی جگہ واپس چلا جا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ درخت پر چلا گیا یہ دیکھ کر دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

اس طرح امورِ تکوینیہ کے بیشمار واقعات ابواب المعجزات میں ہیں۔ امورِ تشریعیہ کے واقعات کی بھی کوئی شمار نہیں مثلاً

ایک شخص نے صرف دو نمازیں ادا کرنے پر اسلام قبول کرنے کی شرط کی آپ نے منظور فرمالیا۔ (زرقانی)

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے کی نیت سے حاضر ہوا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے

آنحضرت ﷺ سے عرض کیا بہت سے گناہ ایسے ہیں یارسول اللہ ﷺ جنہیں ترک کرنے کی میں قدرت نہیں رکھتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھ سے صرف ایک عہد کرو گے یعنی جھوٹ نہ بولنے کا؟ وہ بولا میں یہ عہد کرتا ہوں۔ یہ عہد کر کے وہ واپس چلا گیا اور دل ہی دل میں بہت خوش اور مسرور تھا اور کہہ رہا تھا نبی کریم ﷺ نے کتنی سہل اور آسان بات کا مجھ سے مطالبہ کیا ہے۔ اس عہد کے بعد اس شخص نے چوری کا ارادہ کیا لیکن یہ ارادہ کرتے ہی دل میں خیال آیا اگر میں نے چوری کی اور رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تو کیا جواب دوں گا اگر اقرار کرتا ہوں تو سزا سے نہیں بچ سکوں گا اور اگر انکار کرتا ہوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے معاہدہ کے خلاف کیا اور اس کے خلاف مجھ سے کام سرزد ہوئی لہٰذا بہتر یہ ہے کہ نہ کروں۔

یہ سوچ کر آخر کار وہ اپنے ان جملہ غلط امور سے باز آ گیا اور اس نے چوری نہیں کی۔ اس کے بعد جب بھی اس کا نفس امارہ اسے گناہ اور معصیت کی ترغیب دیتا تھا اور وہ یہ ارادہ کرتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو گناہ سے آلودہ کرے معاً اس کے دل میں یہ خیال آ جاتا تھا کہ آنحضرت ﷺ اس سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لے چکے ہیں اور وہ سوچنے لگتا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پاداش سے نہ بچ سکوں گا اس طرح سے وہ برائیوں سے باز آ گیا۔

فائدہ

اگر چہ حضور اکرم ﷺ نے مصلحت سے کام لیا لیکن اپنا اختیار بھی استعمال فرمایا کہ اسے صرف جھوٹ سے بچنے کے علاوہ باقی برائیوں سے نہ روکا۔

اللہ نہ چھوٹے دست دل سے
دامانِ خیالِ مصطفائی

شرح

اے اللہ مصطفی کریم ﷺ کے خیال کا درس دل کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

امام اہل سنت اس شعر میں ہر وقت حضور اکرم ﷺ کے تصور اور خیال میں رہنے کی دعا کی ہے اور یہی عشاق کی حقیقی آرزو ہے۔ حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

بود درجهاں ہر کسے راخیالے مرا از همه خوش خیال محمد ﷺ

ہر ایک کو جہاں میں کوئی نہ کوئی خیال ہوتا ہے الحمد للہ میرا تمام لوگوں سے زیادہ اہم اور اعلیٰ خیال ہے کہ میں ہر وقت

حضور اکرم ﷺ کے خوش خیال میں گم ہوں۔

ہیں تیرے سپرد سب امیدیں
اے جود ونوالِ مصطفائی

حل لغات

نوال،بخشش،کرم۔

شرح

اے مصطفیٰ ﷺ کا جودو بخشش میری تمام امیدیں تیرے سپرد ہیں۔

روشن کر قبر بیکسوں کی
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفیٰ ﷺ ہم بیکسوں کی قبر منور فرما۔اہل سنت کے ہاں دلائل سے ثابت ہے کہ قبر میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اس مسئلہ کو فقیر کے شرح حدائق کے گذشتہ مجلدات میں تفصیل سے عرض کیا ہے اور مستقل تصنیف ''القول المویدہ عرف ہر قبر میں زیارت رسول''میں دلائل لکھ دیئے ہیں یہاں اس کے تتمہ کے طور پر سمجھئے کہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت پر جس خوش نصیب کو پہچان نصیب ہوئی تو قبر نورعلیٰ نور ہو جائے گی اسی لئے علماء کرام نے دفن کرنے سے پہلے اور بعد کو چند طریقے تحریر فرمائے ہیں جن کی برکت سے قبر منور اور روشن ہو گی اور مغفرت و بخشش کی امید ہے۔

میت کے کفن پر بھی کلمہ طیبہ اور بسم اللہ شریف وغیرہ لکھنا اور خاکِ شفاء یعنی خاک مدینہ میسر ہو تو میت کے چہرے پر ملنا اور کفن پر بھی چھڑکنا۔

فائدہ

حضرت علامہ یوسف نبھانی قدس سرہ جواہر البحار شریف میں لکھتے ہیں اگر حضور اکرم ﷺ کا عصا مبارک یا درہ مبارک کسی گنہگار کی قبر پر رکھ دیا جائے تو وہ گنہگار اس تبرک کی برکت سے نجات پا جائے اور اگر کسی انسان کے گھر یا شہر میں ہو تو اس کے رہنے والے کو اس کی برکت سے کوئی بلا و آفت نہ پہنچے۔

عقلی دلیل از امام غزالی قدس سرہ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تبرکات کے دافع البلاء ہونے کو عقل بھی مانتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی شہر میں جائے اور بادشاہ کے تیر یا تیروں کے نشان لے جائے تو وہ شخص اس بادشاہ کا مطیع اور محبّ و عاشق ہے تو اس شہر کو معظم و محترم سمجھے گا صرف اس لئے کہ اس میں بادشاہ کے متعلقات موجود ہیں اسی طرح ملائکہ کرام کی کیفیت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے لئے سلطانِ معظم ہیں وہ ملائکہ جب اپنے سلطانِ معظم کی کوئی چیز کسی مکان یا شہر یا قبر میں ملاحظہ کرتے ہیں تو اپنے سلطان معظم کی وجہ سے ان تبرکات کی عظمت و عزت کے تحت وہاں پر عذاب نازل نہیں کرتے۔

(روح البیان)

میت کے ساتھ قبر میں شجرہ رکھنا یا عہد نامہ رکھنا اور دوسرے تبرکات رکھنا سلف صالحین کا معمول ہے اور امید مغفرت کا آسان ذریعہ ہے۔

فائدہ

شجرہ یا عہد نامہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھئے اور اس طرح رکھنا بہتر ہے اس کے علاوہ دوسرے تبرکات مثلاً کسی بھی بابرکت جگہ کی کوئی چیز یا سورتیں پڑھ کر دم کی ہوئی مٹی یا کنکریاں یا پانی چھڑکنا وغیرہ بھی باعث رحمت و برکت ہے اور یہ تمام تبرکات سینہ پر رکھنے کی بھی ممانعت نہیں۔ (فتاویٰ رضوی جلد چہارم)

ازالہ وھم الخوارج

ہمارے دور کے خوارج ایسے وسائل نجات کو بدعت اور گمراہی سے تعبیر کرتے ہیں فقیر نے ان کے ایسے توہمات کے ازالہ میں ایک رسالہ لکھا "فیض الحسن فی الکتابة علی الکفن" میں سے چند ایک عرض کرتا ہوں۔

میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا اور اسی طرح عہد نامہ قبر میں بھی رکھنا جائز ہے اسی لئے ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لئے امید مغفرت ہے۔ (ردالمختار)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے تو فرشتے اُسے مہر لگا کر قیامت کے لئے محفوظ کر لیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے اُٹھائے گا تو فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے گا اور ندا کی جائے گی کہ عہد والے کہاں ہیں؟ ان کو وہ عہد نامہ دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

وہ عہد نامہ یہ ہے

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ الرحمن الرحیم انی اعھد الیک فی ھ

الحیاۃ الدنیا بانک انت اللہ لاالہ الا انت وحدک لاشریک لک وان محمداً عبدک ورس

تکلنی الیٰ نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا

برحمتک فاجعل رحمتک لی عھداً عندک تؤدیہ الی یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد

فائدہ

عہد نامہ سے کیا مراد ہے؟

عہد نامہ کے معنی فارسی زبان میں عہد کے خط کے ہیں یعنی ایسی بات تحریر کی جائے کہ بندے اور اس کے رب عزوجل کے درمیان یوم میثاق میں توحید کا عہد تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے برکت لی گئی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ عہد نامہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت اور رسول مقبول ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا ہے۔ (ردالمختار، درمختار جلد اول)

قبر میں عھد نامہ رکھنے کے بارے میں فقھاء کرام کے ارشادات

حکیم ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا کہ حضرت امام طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت سے یہ عہد نامہ ان کے کفن میں لکھا گیا۔ (یہ امام اجل طاؤس تابعی تھے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے) (نوادر الاصول للحکیم ترمذی)

حضرت امام فقیہ ابن عجیل رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا جب یہ لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے سوال نکیرین وعذاب قبر سے امان دے۔

حضرت علامہ امام دجیز کروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں امام صفار نے فرمایا کہ اگر میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو اُمید ہے کہ خدا میت کی بخشش فرمادے اور عذاب قبر سے امن دے

(۵) درمختار جلد اول باب الشہید سے کچھ قبل فرماتے ہیں میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو اُمید ہے کہ رب تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے۔

(٦) فتاویٰ بزازیہ میں کتاب الجنت سے کچھ قبل ہے اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو اُمید ہے کہ اللہ

تعالیٰ اُس کی بخشش کردے اور اُس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے امام نصیر نے فرمایا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ لکھنا جائز ہے اور مروی ہے کہ فاروق اعظم کے اصطبل کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا۔

حبس فی سبیل اللّٰہ   وقف فی سبیل اللّٰہ

(فتاویٰ کتاب الجنائز جلد چہارم)

تیرہویں صدی کے مجدد حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں قبر میں شجرہ شریف (اور دیگر تبرکات کا) رکھنا بزرگانِ دین کا معمول ہے لیکن اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے رکھیں اس کو بعض فقہاء منع کرتے ہیں اور دوسری یہ کہ قبر میں دائیں جانب کو طاقچہ کھود کر اس میں رکھا جائے۔(فتاویٰ عزیزیہ)

نوٹ

میت کے چہرے پر یا جسم پر کلمہ طیبہ یا بسم اللہ شریف بغیر قلم اور روشنائی کے تحریر کرنا درست ہے چنانچہ حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد اول باب التشہد سے کچھ قبل فرماتے ہیں بعض محققین نے فوائد الشرجی سے نقل کیا کہ میت کی پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی لکھا جائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اور سینے پر لکھ دیا جائے

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اور یہ تحریر غسل کے بعد کفن دینے سے پہلے ہو۔مزید تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ ''کفنی لکھنا'' میں پڑھئے۔

اندھیر ہے بے ترے مرا گھر
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمال مصطفائی آپ کے بغیر میرا گھر تاریک ہے۔

مجھ کو شب غم ڈرا رہی ہے
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی مجھے شبِ غم ڈرا رہی ہے۔

آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی آنکھوں میں چمک کر میرے دل میں تشریف لے آ۔ اس شعر میں زیارتِ مصطفیٰ ﷺ سے ہر طرح (خواب اور بیداری) میں کامل طور پر آرزو ہے۔

اس لئے کہ صرف خواب میں زیارت ہو تو وہ بھی خوب لیکن ظاہری آنکھیں نہ دیکھ سکیں کیونکہ خواب میں دیکھنا اور ہے اور بیداری میں دیکھنا اور اور پھر زیارت کے بعد بھی تصور مستحکم اور مضبوط ہو کر ہر وقت اسی نظارہ میں استغراق وانہماک ہو۔

میری شب تار دن بنا دے
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمال مصطفائی میری اندھیری رات کو دن (روشن) بنا دے۔

قزاق ہیں سر پہ راہ گم ہے
اے شمع جمالِ مصطفائی

حل لغات

قزاق (ترک) مذکر، ڈاکو، ڈھاری، لیٹرا۔

شرح

ڈاکو سر پر ہیں راہ گم ہے۔ اے شمع جمالِ مصطفیٰ ﷺ مدد فرمائیے۔

چھایا آنکھوں تلے اندھیرا
اے شمع جمال مصطفائی

شرح

آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھایا ہوا ہے اے شمع جمالِ مصطفائی راستہ پر لگایئے۔

گھنگھور گھٹائیں غم کی چھائیں
اے شمع جمالِ مصطفائی

حل لغات

گھنگھور، ڈراؤنی اور نہایت گہری گھٹا۔ گھٹا، سیاہ بادل، میگھ، گھن، گھنگھور گھٹائیں، بہت کالی گھٹائیں، چھائیں، سایہ، پر چھاواں، روشنی۔

شرح

اے شمع جمال مصطفائی مجھ پر بہت کالی سیاہ اور ڈراؤنی گھٹائیں اور غم کی چھائیں چھا گئی ہیں براہ کرم لطف فرمایئے۔

بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

میں بھٹک گیا ہوں اے شمع جمال مصطفائی تشریف لاکر راستہ بتا جایئے۔

فریاد دباتی ہے سیاہی
اے شمع جمالِ مصطفائی

حل لغات

دباتی از دبانا، گاڑنا، بیج بونا، مال مارنا، دبوچنا، بھگانا، دباؤ ڈالنا، چپی کرنا، نقصان کر دینا، چھپانا، بھرنا۔

شرح

سیاہی فریاد کو دبا لیتی ہے اے شمع جمالِ مصطفیٰ ﷺ آپ خود ہی اپنے کرم سے میری فریاد سن کر میری مدد فرمایئے۔

مرے مردہ دل کو جلا دے
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی میرے مردہ دل کو زندگی بخشئے۔

آنکھیں تیری راہ تک رہی ہیں
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی میری آنکھیں آپ کی راہ تک رہی ہیں کبھی تو تشریف لائیے

پیاپے نباشد گاہے گاہے مسلسل نہ سہی کبھی کبھی

دکھ میں ہیں اندھیری رات والے
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی اندھیری رات والے بہت بڑے دکھ میں ہیں۔

تاریک ہے رات غمزدوں کی
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی غم کے ماروں کی اندھیروں میں ہے اسے اجالا فرمایئے اسے روشن فرمایئے۔

اس شعر میں دو عقیدتوں کا اظہار ہے۔امت کے حالات سے تا حال اسی طرح آگاہ ہیں جیسے ظاہری زندگی میں آگاہ تھے اب بھی اس پر اہل ایمان کو اسی طرح عقیدہ حاصل ہے جیسے آپ کی زندگی ظاہرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نصیب تھا اور آج بھی انکاری اسی طرح موجود ہیں جیسے آپ کی زندگی ظاہری میں منافقین تھے۔

امام ومفسر علاؤالدین بغدادی نے زیرآیت "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ" کے تحت لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یؤمن بی ومن یکفربی

یعنی مجھ پر میری امت مٹی میں اپنی اپنی صورتوں پر پیش کی گئی جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی اور مجھے

بتادیا گیا کہ کون مجھ پرایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا۔

یہ خبر جب منافقوں کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہمیں پہچانتے نہیں۔ منافقوں کا یہ اعتراض حضور اکرم ﷺ تک پہنچا آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا

ما بال أقوام طعنوا في علمي لا تسألوني عن شيء فيما بينكم وبين الساعة إلاّ نبأتكم به

ان قوموں کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں اب سے قیامت تک کی کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا تمہارے باپ حذافہ ہیں اور پوچھو تب فاروقِ اعظم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اللہ کی ربوبیت اسلام کے دین ہونے پر قرآن کے امام ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں ہمیں معافی دیجئے۔ تب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم ایسے طعنوں سے باز رہو گے کیا تم باز رہو گے اور آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے؟ (معالم التنزیل جلد ۱ صفحہ ۳۸۱، تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۸۲)

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے علم میں طعن کرنا منافقوں کا کام ہے لہٰذا ان لوگوں کو اپنی حیثیت پر غور کرنا چاہیے جو دن رات امام الانبیاء کے علم کو اپنی عقل کے ناتمام ترازو میں تولتے رہتے ہیں جن کی تقریروں اور تحریروں کا طول و عرض یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ ثابت کیا جائے کہ نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں اور فلاں واقعہ کی خبر نہ تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو منافقین کے زمرے میں شامل کرنے کی سعی بلیغ کیوں کرتے ہیں اور ایسا کرنے میں انہیں کون سی بھلائی نظر آتی ہے حالانکہ منافقین کے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

وہ لوگ جو آپ کے علم مبارک کو گھٹانے کے در پے ہیں وہ غور و فکر کریں کہ کہیں منافقین کی وراثت تو نہیں سنبھال رہے۔

اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ امت کے حالات سے باخبر ہیں تو ان کے دکھ درد ٹالتے بھی ہیں جیسا کہ فقیر نے پہلے مختصراً عرض کیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ امور کا مختار بنا کر بھیجا ہے۔

دکھ درد ٹالنے والے پہ لاکھوں سلام

ایک صحابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیسے عرض کی

وقعت علی امراتی فی رمضان

میں ماہِ رمضان میں (روزے کی حالت میں) اپنی عورت کے ساتھ ہمبستری کر بیٹھا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

فاعتق رقبة — ایک غلام آزاد کر دو

عرض کی میرے پاس غلام کہاں سے آیا فرمایا

فصم شهرين متتابعين — دو ماہ کے مسلسل روزے رکھو

عرض کی اتنی طاقت نہیں اس پر آپ نے فرمایا

فاطعم ستين مسكينا — ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو

عرض کی اتنی طاقت بھی نہیں (اتنے میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس کھجوروں سے بھری ہوئی ایک زنبیل لائی گئی۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے اس نے عرض کی حضور میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ اور ان کو جا کر (غریبوں میں) تقسیم کر دو عرض کی یا رسول اللہ کوئی ہم سے زیادہ بھی غریب ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مدینہ میں کوئی گھر ہم سے زیادہ حاجت مند نہیں ہے حضور اکرم ﷺ مسکرائے حتی کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا جاؤ اپنے اہل وعیال کو جا کر کھلا دو۔ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۸۹، مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۵۴)

انتباہ

جو آدمی جان بوجھ کر روزہ توڑے وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے متواتر روزے رکھے اور یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو احکامِ شریعت کا مالک و مختار بنایا ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے بہت سے شرعی احکام نزول قرآن سے پہلے ہی جاری فرما دیئے تھے چنانچہ حرام و حلال عورتیں، حرام و حلال غذائیں، وضو اور غسل

کے احکام ہجرت سے پہلے ہی دیئے جا چکے تھے۔ ان کا نزول قرآن میں بعد ہجرت ہوا اگر ایسا نہ ہوتا تو مسلمان ہجرت سے پہلے وضو کیسے کرتے غسل کیوں کر کرتے اور نکاح و غذا کے احکام کیسے معلوم ہوتے۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے   محبوب کیا مالک و مختار بنایا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان عبدالرحمن بن عوف والزبير بن العوام كان في مشقة عظيمة من حكة البدن فرحض لهما في لبس قميص الحرير

بیشک عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام کو جسمانی خارش کی سخت تکلیف تھی حضور اکرم ﷺ نے ان کو ریشمی قمیص پہننے کی رخصت دی۔

انتباہ

ریشم کا کپڑا پہننا مسلمان مردوں کے لئے ناجائز ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

حرم لباس الحرير والذهب على ذكور امتي. (ریاض الصالحین جلد ا صفحہ ۴۷۵)

ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کیا گیا۔

اختیار

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عوف اور زبیر بن عوام کے لئے اس حرمت کو حلت میں بدل کر یہ ثابت فرمادیا کہ ہم جس کے لئے چاہیں حرام چیز حلال فرمادیں اور جس کے لئے چاہیں حلال چیز کو حرام کردیں ساتھ ہی یاد رکھیں کہ صحابہ کرام سے ایک قسم غم والم بھی ٹال دیا۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت سہلہ سے روایت کی کہ حضرت سہلہ ابوحذیفہ کی بیوی نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ابوحذیفہ کا غلام سالم میرے گھر آتا ہے (میں کیا کروں) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو اس کو اپنا دودھ پلا دے۔ حضرت سہلہ نے اس غلام سالم کو اپنا دودھ پلا دیا حالانکہ وہ بڑی عمر والا تھا اور اس سے پہلے جنگ بدر میں شریک ہو چکا تھا۔ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۵۹، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۸۹)

مسئلہ

مدتِ رضاع سے زائد بچے کو دودھ پلانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسے کہ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی

چنانچہ مسئلہ یہ ہے کہ بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی دو سال کی مدت پوری ہو جانے کے بعد بطورِ علاج بھی دودھ پلانا پینا جائز نہیں (بہارِ شریعت جلد ۷ صفحہ ۳۰)

لیکن حضور اکرم ﷺ نے حضرت سہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اجازت اور رخصت دے دی کہ وہ بڑی عمر والے بدری سالم کو اپنا دودھ پلادے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے احکامِ شریعت کے مالک ہونے کی واضح دلیل ہے اور ساتھ ہی ایک غریب گھرانے کی مشکل حل فرمادی۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا آپ نے اس اعرابی کو اپنے پیچھے کرلیا تاکہ اسے اس کے گھوڑے کی قیمت ادا کردیں حضور نے چلنے میں سرعت کی اور اعرابی سست رفتار تھا بعض لوگوں نے اس اعرابی کے پاس آکر اس گھوڑے کا مول کیا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ نبی پاک ﷺ نے اس گھوڑے کو خرید لیا ہے بعض لوگوں نے آپ کی قیمت خرید سے زیادہ قیمت لگا دی اس پر اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی اور کہا کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اس کو فروخت کردوں۔ حضور اکرم ﷺ اس اعرابی کی آواز پر کھڑے ہوگئے اتنے میں وہ اعرابی قریب آپہنچا آپ نے اس سے فرمایا کیا میں نے تجھ سے گھوڑا نہیں خریدا۔ اعرابی نے کہا واللہ میں نے ہرگز گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک میں نے تجھ سے گھوڑا خرید کرلیا ہے اتنے میں وہاں ایک ہجوم اکٹھا ہوگیا اور حضور اور اعرابی دونوں "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" کہتے تھے اعرابی نے یہ کہنا شروع کردیا کہ کوئی ایسا گواہ لائیں جو گواہی دے کہ واقعی آپ نے مجھ سے گھوڑا خریدا ہے مسلمانوں میں سے جو آدمی بھی آیا اس نے کہا تجھے ہلاکت ہو رسول اللہ ﷺ ہمیشہ سچ بولتے ہیں یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے آپ نے فرمایا "أنا أشهد أنک قد بايعته" میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اسے فروخت کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خذیمہ سے فرمایا تم کیسے گواہی دیتے ہو حالانکہ تم اس وقت ہمارے ساتھ نہ تھے عرض کی یا رسول اللہ

انا نصدقک بخبر السماء فلا تصرتک بما تقول

ہم آسمانی خبروں میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو اس ارشاد پر آپ کی تصدیق کیوں نہ کریں

فجعل ﷺ شهادته رضی الله تعالىٰ عنه فى الضقايا بشهادة رجلين

حضور اکرم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔ (نسائی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۰۸)

والمشهور انه ردالفرس بعدذالک علی الاعرابی فمات من لیلته عنده(حاشیہ صفحہ ۱۳ انسائی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

مشہور یہ ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے وہ گھوڑا اعرابی کو واپس کر دیا وہ اسکے ہاں اسی رات مر گیا۔

سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جمع کیا اور زید بن ثابت نے لکھا لوگ حضرت زید کے پاس آتے اس وقت آیت کو نہ لکھتے جب تک دو گواہ گواہی نہ دیتے سورۂ برات کی آخری آیات سوائے خزیمہ بن ثابت کے کسی سے نہ مل سکیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آیات لکھ لو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ایک شہادت کو دو کے برابر قرار دیا ہے پس زید بن ثابت نے ان آیات کو قرآن میں لکھ دیا۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۶)

انتباہ

قرآن مجید کا حکم تو یہ ہے کہ "وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ" نے کے لئے دو گواہ بناؤ مگر حضورا کرم نے حضرت خذیمہ کے لئے ایک گواہی کو دو کے برابر بنا دیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس کسی کو چاہیں قرآن کے کسی حکم سے مستثنیٰ کر دیں۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن ہم لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص ہماری نماز پڑھے گا اور ہماری سی قربانی کرے گا اس نے قربانی کی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے گا وہ قربانی نہ ہوگی گوشت کی بکری ہوگی۔ یہ سن کر ابو بردہ بن نیاز کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے قبل اس کے کہ مکان سے نماز کے لئے باہر آؤں قربانی کر دی ہے میں نے یہ جانا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے میں نے جلدی کی میں نے خود بھی کھانا کھایا اور اپنے پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ گوشت کی بکری ہے ابو بردہ نے عرض کی میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے اچھا ہے کیا وہ بکری کا بچہ میری طرف سے قربانی کے لئے کافی ہے حضورا کرم ﷺ نے فرمایا

اذبحھا ولن تجزی جذعة عن احد بعدک (بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۱۶، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۸۸)

اس کو ذبح کر دو اور تیرے بعد کسی کے لئے ایسی قربانی جائز نہیں۔

مگر حضورا کرم ﷺ نے اپنے خصوصی اختیارات سے کام لیتے ہوئے ابو بردہ کے لئے چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی

کے لئے جائز قرار دے دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رخصت دے دی تھی کہ وہ طلوع فجر کے بجائے طلوع شمس سے روزہ کی ابتدا کیا کریں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزے کی ابتداء آفتاب کے طلوع ہونے سے ہوتی تھی اس سے قبل آپ کو کھانے کی اجازت تھی۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ٦٤ کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۵۰)

قانونِ خداوندی ہے

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۷)

اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

فائدہ

اس آیت میں ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد کھانے پینے سے روزہ نہیں ہوتا لیکن حضور اکرم ﷺ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت بخش دی اس سے ثابت ہوا کہ جملہ عالم قانونِ خداوندی کا پابند ہے اور قانونِ خداوندی جنبش لب مصطفیٰ ﷺ کا منتظر ہے۔

ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اسلام قبول فرمائیے لیکن ایک شرط ہے چنانچہ حدیث شریف میں فرمایا

فاسلم علی انه لا یصلی الا صلوتین فقبل ولک منه (بذل المجھو دجلد ا صفحہ ۲۴۸)

وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا آپ نے اسے قبول فرمایا اور اجازت دے دی۔

اس کی شرح میں دیوبندی فاضل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے کہ

انه یخص من شا بما شاء من الاحکام ویقسطا من یشاء ماشاء من الواجبات

حضور اکرم ﷺ احکام میں سے جو چاہیں جس کے ساتھ خاص کر دیں اور واجبات میں سے جو جس کو چاہیں ساقط کر دیں۔

نجدیوں، وہابیوں (عربی، ہندی) کا شیخ الاسلام اور دیوبندیوں کا معتمد علیہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے

و قد أقامه الله مقام نفسه فی أمره و نهیه و إخباره و بیانه فلایجوز أن یفرق بین الله و رسوله فی شیء من هذه الأمور

اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو امرونہی اطلاع دینے اور بیان میں اپنا قائم مقام بنایا ہے ان میں سے کسی چیز میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرنا جائز نہیں ہے۔ (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

ہو دونوں جہاں میں مونھ اجالا
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی ہمارا دونوں جہانوں میں چہرہ روشن ہو۔

چہرے روشن

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے سرورِ دوعالم ﷺ کے ان تمام کمالات ومعجزات کا اشارہ فرمایا ہے جن سے ثابت ہے کہ آپ نے کتنے چہرے منور فرمائے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک دن ایک صحابی کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا ایسی صفائی اور لطافت چہرے پر نمودار ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آئینہ کے سامنے کھڑا ہے یہ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کی برکت تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت بی بی زینب کے منہ پر پانی تھوڑا سا ڈال دیا تھا آنحضرت کی رحمت کی وہ ایسی حسینہ وخوبصورت نظر آتی تھی جو آپ کو دیکھتی حیران رہ جاتی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کئی ایک غزوات میں شریک رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حسن و جمال کے بقاء کی دعا فرمائی۔ حدیث شریف میں ہے

فبلغ مائة سنة وینقا ما فی راسته ولحیة الا نبذمن الشعر (جلد ۴، البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۶۶، والاستیعاب)

ان کی سو سے زائد عمر ہوگی مگر ان کی جوانی کا وہی حسن و جمال باقی رہا اور چند ایک بالوں کے سوا سر اور داڑھی کے تمام بال سیاہ رہے۔

چہرۂ نورانی حبشی کی کہانی اس کی اپنی کہانی

عرب کی دھوپ، تپتا ہوا ریگستان اور دوپہر کا وقت ساری قیامتیں ایک ساتھ جمع ہوگئیں تھیں۔ قافلے والے پیاس کی شدت سے جان بلب تھے انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب وہ چند گھڑی کے مہمان ہیں اسی عالم یاس میں انہیں بہت دور ایک پہاڑ کے دامن سے گزرتے ہوئے چند ناقہ سوار نظر آئے۔

سردارِ قافلہ نے کہا اونٹوں کی رفتار بتا رہی ہے کہ یہ حجاز کے نخلستان سے آرہے ہیں جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ لوگ ہماری بجھی ہوئی زندگی کی امید گاہ بن کر طلوع ہوئے ہیں اپنی بکھری ہوئی قوت کو سمیٹ کر انہیں آواز دو شاید ہماری چارہ گری انہی کے ہاتھ پر مقدر ہوگئی ہو۔ اپنے سردار کے حکم کے مطابق قافلے کے تمام چھوٹے بڑے افراد نے ایک ساتھ انہیں بلند آواز سے پکارا۔

خوشا نصیب کہ سلطانِ حجاز کے گوش مبارک تک یہ آواز پہنچ گئی۔ سرکارِ دولت مدار نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا یہ عربی قبائل کا کوئی مصیبت زدہ کارواں معلوم ہوتا ہے چلو اس کی اعانت کریں بادِ صبا کی طرح تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے ان کے قریب پہنچے پیاس کی شدت سے وہ بے حال ہو رہے تھے۔ ناقہ سواروں میں ایک چمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ چیخ اُٹھے اے رحمت و نور والے! ہم پیاس کی شدت سے جاں بلب ہیں تمہارے چھاگل میں پانی کے چند قطرے ہوں تو ہمارے حلق کو تر کر دو۔

سرکار نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اس پہاڑ کی دوسری جانب ایک حبشی نژاد غلام اپنی ناقہ پر پانی کا ایک مشک لئے جا رہا ہے اس سے جا کر کہو چل تجھے پیغمبر آخرالزماں بلا رہے ہیں۔

فوراً قافلے سے ایک شخص دوڑتا ہوا پہاڑ کی دوسری طرف روانہ ہوگیا کچھ ہی فاصلے پر اسے ایک حبشی نژاد ناقہ سوار نظر آیا اس نے اسے آواز دے کر روکا اور سرکارِ نامدار کا پیغام پہنچایا۔

سرکار کا نام نامی سنتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا اور اپنی سواری پر سے اتر پڑا۔ اب اپنے ہاتھ سے اونٹنی کی مہار تھامے وہ پا پیادہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا جیسے ہی اس کی نظر سرکار کے چہرۂ اقدس پر پڑی اس کے دل کی دنیا بدل گئی ایک ہی جلوے میں وہ کاکل ورخ کا اسیر ہو کے رہ گیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تیرا پانی کم نہیں ہوگا ان پیاسوں پر اپنے مشک کا منہ کھول دے خدا تجھے روشن کرے۔

اب وہ اپنے آپ میں نہیں تھا سرکار کے حکم کی تعمیل کے لئے بیساختہ اس کے ہاتھ اُٹھے اور اس نے مشک کا منہ

کھول دیا۔ آبشار کی طرح پانی کا دھارا گرر ہا تھا اور قافلے پُرسیراب ہو رہے تھے جب سارے اہل قافلہ سیراب ہو چکے تو سرکار نے حکم دیا اب مشک کا منہ کر لے۔ مشک کا منہ بند کرتے ہوئے اسے سخت حیرت تھی کہ کئی مشک پانی بہہ جانے کے بعد بھی اس کے مشک کا ایک بوند پانی کم نہیں ہوا تھا۔

شیفتہ جمال تو وہ پہلی ہی نظر میں ہو چکا تھا اب یہ کھلا ہوا معجزہ دیکھ کر وہ اپنے جذبۂ شوق کو دبا نہیں سکا۔ بیخودی کے عالم میں چیخ اُٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

سرکار نے دعائیں دیتے ہوئے اس کے چہرے پر رحمت و کرم کا ہاتھ پھیرا اور اسے رخصت کر دیا۔

حبشی غلام کا آقا پانی کے مشک کا بہت دیر سے منتظر تھا جونہی دور سے اپنی آتی ہوئی اونٹنی پر نظر پڑی خوشی سے اس کا چہرہ کھل اٹھا لیکن جوں جوں اونٹنی قریب ہوتی جا رہی تھی اس کا استعجاب بڑھتا جا رہا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ اونٹنی اسی کی ہے مشک بھی اسی کا ہے لیکن سوار اجنبی ہے آخر اس کا اپنا حبشی غلام کہاں گیا؟

جب اونٹنی بالکل قریب آ گئی تو آقا دوڑتا ہوا آیا اور اس اجنبی شخص سے دریافت کیا تو کون ہے میرا وہ حبشی غلام کہاں گیا؟ مجھے ایسے لگتا ہے کہ تو نے اسے قتل کر کے میری اونٹنی پر قبضہ کر لیا ہے سوار نے اظہارِ حیرت کرتے ہوئے جواب دیا ہائے افسوس آج آپ کو کیا ہو گیا ہے اپنے قدیم غلام کو بھی نہیں پہچانتے آپ کا غلام تو میں ہی ہوں اور آپ کا کون غلام ہے؟

آقا نے غضب ناک ہو کر جواب دیا مجھے فریب دیتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی میرا غلام حبشی نژاد تھا اس کے چہرے پر یہ سفید نور کہاں تھا اب جو آئینے میں اس نے اپنا چہرہ دیکھا تو عالم بیخودی میں رقص کرنے لگا۔ جذبات کی والہانہ وارفتگی میں سرشار ہو کر اس نے اپنے آقا سے کہا یقین کرو میں ہی تمہارا وہ حبشی غلام ہوں اعتبار نہ ہو تو مجھ سے اپنے گھر کے سارے واقعات پوچھ لو۔ رہ گئی میرے چہرے کی یہ چاندنی تو یہ برکت ہے نخلستانِ عرب کے اس پیغمبر کی جس کے چہرۂ زیبا کا عکس دل ہی کو نہیں چہرے کو بھی روشن کر دیتا ہے۔

آج نور کے اس ساگر میں نہا کر آ رہا ہوں پہاڑ کی ایک وادی میں ان کی زیارت سے شاد کام ہوا۔ دم رخصت انہوں نے اپنے نورانی ہاتھ میرے چہرے پر مس کر دیئے تھے اسی کی برکت ہے کہ میرے چہرے کی سیاہی چمکتی ہوئی سفیدی سے تبدیل ہو گئی۔

آقا نے یہ کیفیت معلوم کر کے غلام کی پیشانی چوم لی اور وہ بھی دولت ایمان سے مالا مال ہو گیا۔

تاریکی گور سے بچانا
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی قبر کی تاریکی سے بچانا۔

حضور اکرم ﷺ کا قبور میں غلاموں کو بچانا ادنیٰ کمال ہے اس لئے اس سے انکار ہے جو کمالاتِ مصطفی ﷺ سے بے خبر اور جاہل ہیں۔ آپ کی امت کے اولیاء کرام کی برکات کی اتنی بے شمار حکایات کتب میں موجود ہیں جن سے واضح ہے کہ قبور میں معذب لوگوں کے عذاب صلحاء اور اولیاء کرام کی برکت سے ثواب میں بدل گئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح زندہ بُرے پڑوسی سے زندے کو تکلیف ہوئی اسی طرح مُردے کو بُرے مردہ پڑوسی سے تکلیف ہوتی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد دوم)

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص فوت ہوا اسے وہیں دفن کر دیا گیا کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے دیکھنے والے کو دکھ ہوا۔ چند دنوں کے بعد اسی خواب دیکھنے والے نے اسی معذب شخص کو جنت میں پایا اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرے قریب ایک صالح انسان مدفون ہوا جس نے اپنے چالیس ہمسایوں کی شفاعت کی اور میں بھی اسی شفاعت کے تحت جنت میں داخل کیا گیا ہوں۔ (تذکرۃ الموت، شرح الصدور)

حکایت

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی تھی اور مردہ نظر آ رہا تھا اور اس کی حالت یہ تھی کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہوئی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھوں (ناک) پر رکھے ہوئے ہیں تو اس مردے کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر زیادہ پانی آنے کی وجہ سے کھل گئی ہے تو اُنہوں نے دوسری جگہ قبر کی کھدائی کر کے اس مردہ کو وہاں مدفن کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے دو اژدھے (سانپ) اس کے بدن سے چمٹ گئے اور اپنے پھنوں (غضبناک ہو کر اپنے سر کو پھیلاتے ہوئے) سے اس کا منہ جھمبور رہے ہیں تو سارے کے سارے عزیز حیران اور پریشان ہو گئے اور کسی صاحب دل سے جا کر اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو اس نیک آدمی نے فرمایا اے لوگو جس پہلی قبر سے اس مردہ کو تم نکال لائے تھے وہاں بھی یہ سانپ موجود تھا مگر اللہ عزوجل کے ایک نیک بندے کے مزار کا

قرب اس کو حاصل تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا اور وہ سانپ درخت کی گل کی شکل میں تبدیل ہو گئے تھے اور سانپ کے پھن گلاب کے پھول میں بدل گئے تھے اب خیریت چاہتے ہو تو اس میت کو اسی مقام پر لے جاؤ جہاں سے اس کو لائے تھے۔ چنانچہ عزیزوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا اور پھر وہ اس پہلی قبر کے قریب میت کو دفنایا تو پھر وہی آثار ظاہر ہو گئے۔ (شرح الصدور)

اس طرح کے بیشار واقعات فقیر کی تصنیف ''اخبار القبور'' میں پڑھئے۔

پُرنور ہے تجھ سے بزمِ عالم
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی جملہ عالمین کی بزم آپ سے منور ہے۔

بزمِ عالم منور

اس پر مزید کیا لکھا جائے جب کہ یہ مسئلہ سورج سے بھی روشن تر ہے لیکن

دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ نورِ محمدی عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، چاند سورج، جنت و نار اور تمام کائنات کو محیط ہے اور تمام کائنات دنیا و آخرت کی ہر شے چہرۂ انور کے انوار سے مستفیض ہے۔ (جواہر البحار)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس موضوع پر بہت مستحکم دلیل ہے جسے تمام محدثین کے علاوہ تھانوی نے نشر الطیب میں نقل کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو نورِ محمدی کے چار حصے کئے ایک سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش اس کے بعد مزید تفصیل امام نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عرش و کرسی میرے نور سے ہے کروبی، روحانی ملائکہ میرے نور سے ہیں اور جنت اور اس کی نعمتیں میرے نور سے ہیں اور سورج، چاند، ستارے میرے نور سے ہیں اور عقل و علم و توفیق میرے نور سے اور شہداء و صلحاء میرے نور سے ہیں

هذا برء خلق نبيك يا جابره (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۸۱۵)

اے جابر اسی طرح ہے تیرے نبی علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء۔

ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفائی ہم سیہ دلوں پہ بھی کرم فرمایئے کیونکہ آپ نے بیشمار دکھ درد بھروں کو راحت و سرور بخشا۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ الانتباہ میں لکھتے ہیں کہ امام ابن الجوازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلا در ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔

فاسرھم الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک و ازوجکم بناتی وتدخلون فی النصرانیۃ فابوا وقالوا یامحمدہ

یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا

ماکانت الا انعطسۃ التی رایت حتی خرجنا فی الفردوس

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے

امام فرماتے ہیں

کانوا مشھورین بذالک معروفین بالشام فی الزمن الاول

یہ حضرات زمانۂ سلف میں شام میں مشہور تھے۔

اور ان کا یہ واقعہ معروف پھر شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے از انجملہ یہ بیت ہے

سیعطی الصدقین بفضل صدق نجاۃ فی الحیاۃ وفی الممات

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔

یہ واقعہ عجیب نفیس وروح پرور ہے میں نے بخیال تطول اسے مختصر کردیا۔ تمام وکمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے۔

من شاء فلیرجع الیه

یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یارسول اللہ کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت وشہادت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پانے کا کیا معنی اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول اور ان ائمہ دین میں یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت ولایت مسلم رکھی اور وہ مردانِ حق خود بھی سلف صالح میں تھے کہ یہ واقعہ طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس ایک تفریعنی دارالسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا اور ہارون الرشید کا زمانہ ''لا اقل'' تبع تابعین سے ہے نیز امام احمد رضا مجدد شریعت بیضا نے لکھا کہ حدیث صحیح بذیل بطراز گرانہائے تصحیح جسے امام نسائی وامام ترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی امام الائمہ ابن خزیمہ اور امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح ان کی تصحیح کو مسلم ومقرر رکھا جس میں حضور اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے

اَللّٰھم اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ، اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو، الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے

ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجة له فكان عثمان لا يلتفت إليه ولا ينظر فى حاجته فلقى ابن حنيف فشكى ذلك اليه فقال له عثمان بن حنيف ائت الميضاة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم انى اسألك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه و

سلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فتقضی لی حاجتی وتذکر حاجتک وروح حتی أروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم اتی باب عثمان بن عفان رضی الله عنه فجاء البواب حتی اخذ بیده فادخله علی عثمان بن عفان رضی الله عنه فاجلسه معه علی الطنفسة حاجتک فذکر حاجته وقاضاها له ثم قال لا ذکرت حاجتک حتی کان الساعة وقالها کانت لک من حاجة فاذکرها ثم ان الرجل خرج من عنده فلقی عثمان بن حنیف فقال له جزاک الله خیرا ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمته فی فقال عثمان بن حنیف والله ما کلمته ولکنی شهدت رسول الله صلی الله علیه و سلم واتاه ضریر فشکی الیه ذهاب بصره فقال له النبی صلی الله علیه و سلم فتبصر فقال یا رسول الله لیس لی قائد وقد شق علی فقال النبی صلی الله علیه و سلم ائت المیضاة فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع بهذه الدعوات قال ابن حنیففو الله ما تفرقنا وطال بن الحدیث عن دخل علینا الرجل کان لم یکن به ضر قط

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے۔اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں کہ میری حاجت روا فرمایئے اور اپنی حاجت ذکر کر۔ پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں تمہارے ساتھ چلوں۔ حاجت مند (وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین سے تھے) یونہی کیا پھر آستانہ خلافت پر حاضر ہوئے۔ دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا۔ مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تمہارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم ﷺ کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر

یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا اندھا نہ تھا۔(طبرانی)

امام منذری نے فرمایا "الحدیث صحیح"

للہ ادھر بھی کوئی پھیرا

اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمالِ مصطفیٰ ﷺ ہم غریبوں کی طرف بھی کوئی پھرآ قا جلوہ نمائی ہو جیسا کہ آپ اپنے غلاموں کی زیارت سے (بیداری یا خواب) میں نوازتے جیسا کہ زیارت نبوی کے متعلق بیشمار واقعات و حکایات مشہور ہیں۔

زیارتِ رسول ﷺ کے متعلق تو انکار ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے واقعی مجھے دیکھا شیطان میری شکل میں نہیں آ سکتا۔ ایک جگہ ارشاد ہے اُس سے بڑا اور کون جھوٹا ہوگا جو ایک چیز کو فی الواقع تو نہ دیکھے اور لوگوں سے کہتا پھرے کہ میں نے ایسے ایسے دیکھا ہے لہٰذا شہرت کی خاطر جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو بہت فکر کرنی چاہیے کہ یہ فعل ذخیرہ عذاب کا موجب ہے ایسا عمدہ خواب اگر نظر آئے تو کسی اللہ والے سے بیان کرے تا کہ اس کی حقیقت کا پتہ چل سکے اور صحیح تعبیر مل سکے ہر ایک سے نہ کہتا پھرے ورنہ برکت جاتی رہے گی اور پھر زیارت سے محرومی کا موجب بن سکتا ہے۔

زیارت حاصل کرنے کے لئے بزرگانِ دین نے مختلف درود شریف پڑھنے کے مختلف طریقے لکھے ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعہ کی شب میں دو رکعت نمازِ نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل شریف پڑھے اور سلام کے بعد سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد النبی الامی و الہ واصحابہ وسلم

تین جمعے گذرنے نہیں پائیں گے کہ انشاءاللہ تعالیٰ زیارت نصیب ہو جائے گی۔

خوش بخت زائرین

تبرکاً چند خوش نصیب زائرین کے واقعات عرض کردوں تا کہ ہمارے جیسے ترسنے والوں کو تسلی ہو کہ

خدا را مشتاقان را نگاھے | بیابی گر بناشد گاھے گاھے

خوش بخت سلطان محمود غزنوی کو زیارت و پیغامِ نبوی

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی کہ میں عرصہ دراز سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا اشتیاق رکھتا تھا اور تمنا تھی کہ کبھی خواب میں زیارت نصیب ہو تو دل کے تمام درد سناؤں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ایک شب دیدار پرانوار سے نوازا گیا۔ میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو ہشاش بشاش دیکھ کر عرض کی کہ حضور میں ایک ہزار دینار کا مقروض ہوں ادائیگی کی قدرت نہیں خوف ہے کہ موت سے پہلے ادا نہ کر سکا تو پھر نہ معلوم مجھے کتنی سزا ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا محمود سبکتگین کے پاس جاؤ وہ تمہارا قرض اتارے گا۔ میں نے عرض کی وہ کب اعتماد کرتے ہیں ان کے لئے کوئی نشانی دیجئے۔ آپ نے فرمایا اسے جا کر کہو اے محمود تم پہلی رات میں تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو اور پھر بیدار ہوکر آخر رات میں تیس ہزار اور پڑھتے ہو اس نشانی کے بتانے سے وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔

محمود نے جب یہ پیغام سنا تو رونے لگا اور تصدیق کرتے ہوئے اس کا قرض اتار دیا اور ہزار درہم اور پیش کیا۔ ارکانِ دولت متعجب ہوئے کہ اس شخص نے ایک محال امر سنایا ہے لیکن آپ نے اس کی تصدیق کر دی حالانکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ نے کبھی اتنی مقدار میں درود شریف نہیں پڑھا اور نہ ہی کوئی میں اتنی بار درود پڑھ سکتا ہے۔

سلطان محمود نے فرمایا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے علماء سے سنا ہے کہ جو شخص (ہزارہ) درود شریف ایک بار پڑھتا ہے تو گویا دس ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے میں اول شب میں اس درود شریف کو تین بار پڑھ لیتا ہوں اور آخر شب میں بھی تین بار پڑھ لیتا ہوں اس طرح سے میرا گمان تھا کہ گویا میں نے ہر رات ساٹھ ہزار بار درود شریف پڑھا جب اس شخص نے حضور اکرم ﷺ کا پیغام پہنچایا ہے مجھے اس درود شریف کی تصدیق ہوگئی اور گریہ کرنا خوشی سے تھا کہ علماء کا فرمودہ صحیح ثابت ہوا۔ (روح البیان پارہ ۲۲ آیت صلوٰۃ و سلام)

درود ہزارہ یہ ہے

اللهم صل على سيدنا محمد ما اختلف الملوان و تعاقب العصران و كر الجديد ان واستقل الفرقدان وارواح اهل بيته منا التحية والسلام وبارك وسلم عليه كيثيرة

صلوٰۃ تنجینا کی برکت

روح البیان پارہ ۲۲ آیۃ صلوٰۃ و سلام میں یہ درود لکھا ہے

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وسلم صلاة تنجینا بها من جمیع الأهوال والآفات وتقضی لنا بها جمیع الحاجات وتطهرنا بها من جمیع السیآت وترفعنا بها عندک أعلی الدرجات وتبلغنا بها أقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیاة وبعد الممات

پھر فرمایا یہ شفاالقسم میں ہے کہ حضرت فاکہانی اپنی کتاب فجر منیر میں شیخ ابوموسیٰ ضریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرکے لکھتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے اچانک بادِ مخالف جو نہایت تیز اور سخت آندھی کی شکل میں تھی چلی جس نے کشتی کو تہہ وبالا کردیا۔ ملاحون نے اعلان کردیا کہ اب بچنے کی صورت مشکل ہے کشی والوں سے آہ و فغاں کا شور اُٹھا اور سب نے موت کے منہ میں جانے کی تیاری شروع کردی مجھے اسی اثناء میں نیند آ گئی خواب میں مجھے سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کا شرف ملا اور مجھے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ کشتی والوں سے کہئے کہ درود مذکورہ بالا کو ہزار بار پڑھیں نجات مل جائے گی۔ میں نے بیدار ہوکر کشتی والوں سے کہا تو سب نے پڑھنا شروع کردیا۔ ابھی تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ ہوا ٹھہر گئی اور کشتی بسلامت کنارے لگی۔

علی المصطفی صلوا فإن صلاته امان من الآفات والخطرات

حضور اکرم ﷺ پر درود پڑھو اس لئے آپ کا درود آفات وخطرات کی امان ہے۔

فائدہ

یہ درود تمام امراضِ وبائیہ، ہیضہ، طاعون سے حفاظت کے لئے نہایت مفید ہے، دل کو عجیب وغریب اطمینان بخشتا ہے۔ شیخ مجد الدین صاحب قاموس نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے یہ درود حضور اکرم ﷺ نے سکھلایا اور تمام احادیث جن میں درود شریف کے فضائل ہیں اس پر بھی صادق آتے ہیں۔

تھانوی نے شرک کا ارتکاب کیا

درود تنجینا کا ایک ایک جملہ دیوبندی مذہب میں شرک میں سے لبریز ہے لیکن مذہب دیوبند کا قاعدہ ہے ''یجوز لنا ولا یجوز لغیر نا'' ہمارے لئے جائز جو دوسروں کے لئے ناجائز (شرک) ہے مثلاً تھانوی امداد المشتاق میں لکھتا ہے کہ آپ یعنی حاجی امداد اللہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی عامل کامل وعارف واصل بلا میری طلب کے اجازت پڑھنے درود تنجینا کی دیتا تو بہت اچھا ہوتا بارے بفضلہٖ تعالیٰ اس جوارِ پاک شاہ لولاک میں پہنچے اور شرفِ جواب صلوٰۃ والسلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے اور عارفِ خدا حضرت شاہ مرتضیٰ جھجھانوی ثم

المدنی سے ملاقائی اور اپنے شوقِ دلی کانسبت قیام مدینہ منورہ کے اظہار فرمایا۔حضرت شاہ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ ابھی جاؤصبر کرو پھر یہاں انشاء اللہ بہت جلد آؤ گے اور صاحب جذب واحسان حضرت مولانا شاہ گل محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (متوطن قدیم رامپور تھے اور عرصہ تیس سال سے مجاور روضہ شریف تھے) ملاقات کی اور ان کی خدمت سے بہت فوائد حاصل کئے اور حضرت خان صاحب نے موصوف بلاذکر و طلب اجازت درود تنجینا کی دی کہ ہر روز اگر ممکن ہوا یک ہزار مرتبہ ورنہ تین سو ساٹھ بار پڑھا کرو اور اگر اس قدر بھی دقت ہو تو اکتالیس بار ضرور پڑھا کرو اور ہرگز ناغہ نہ ہونے پائے کہ اس میں بہت سے فوائد ہیں۔راقم مولف تھانوی کہتا ہے کہ حضرت نے کمال خادم نوزای سے مجھ کو اس درود شریف و دیگر فوائد کی اجازت عطا فرمائی اور فقیر نے اس کو اپنا معمول کرلیا ہے اور بہت کچھ فوائد پا تا ہے۔(امداد المشتاق صفحہ۱۴)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

اس واقعہ میں چند امور قابل غور ہیں۔

(۱) بلا طلب اجازت کی آرزو دل میں وہ خان صاحب نے پوری کردی یہ علم غیب ہے اگر نبی کریم ﷺ کے لئے مانو تو شرک لیکن دیوبند کے مذہب میں جائز۔

(۲) فوائد،منافع اور ولایت کے لئے عقیدہ ہو تو شرک لیکن تھانوی کو درودِ تنجینا سے بیشمار فوائد حاصل ہوئے تو جائز۔

فائدہ

درود تنجینا کے مزید فوائد اور شرح فقیر کی شرح دلائل الخیرات الموسوم مجمع البرکات میں پڑھیئے۔

تقدیر چمک اُٹھے رضا کی
اے شمع جمالِ مصطفائی

شرح

اے شمع جمال مصطفیٰ ﷺ کوئی ایسا فضل وکرم ہو کہ رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تقدیر چمک اُٹھے کیونکہ آپ کے لطف وکرم نے بیشمار ہمارے جیسوں کی قسمت کو چار چاند لگائے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا

آں جملہ رسل ھادی برحق کہ گزشتند　　　برفضل تواے ختم رسل دادہ گواھی

آج تک جتنے سچے رسول گزرے ہیں اے ختم المرسلین ﷺ سب نے آپ کی بزرگی کی گواہی دی

توباعث تکوین معاشی ومعادی اے عبداللہ هست مسلم به تو شاهی

یارسول اللہ ﷺ دنیاوآخرت کی تکوین کا باعث آپ ہیں۔اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کونین کی شاہی آپ کو بخشی گئی۔

عالم بهواداریت از هوش برقته آهوشده دریم وبصحرا شده ماهی

آپ کی محبت کے باعث سارا جہان مدہوش ہے ہرن دریا میں چھلانگیں لگا رہا ہےاور مچھلیاں صحرا میں بھاگ رہی ہیں۔

ز آفاق پریدی دز افلاك گزشتی درجاتك فی السدرة غیر المتناهی

آپ نے آفاق سے پرواز کی اور آسمانوں سے بھی آگے گزر گئے آپ کے درجات مقامِ سدرہ سے بھی آگے نکل گئے۔

امید بکرمت که مکارم شیم تست من کیستم وچیست معاصی وتباهی

میں حضور کے کرم کا امیدوار ہوں اور کرم فرمانا آپ کی پسندیدہ عادات سے ہے۔اس نوازش کے سامنے میری کیا حقیقت ہے میرے گناہوں کی کیا حیثیت ہے۔

آیس نیم از فضل توای روح خداوند نظرے که ربا ید زقمرزنج وسیاهی

اے رحمت الٰہی میں تیرے فضل وکرم سے مایوس نہیں ہوں ایک ایسی نظر فرمائیے تو قمر سے رنج وسیاہی کو دور کردے۔

شیخ شبلی کی کھانی

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ ان خوش بختوں جیسی تقدیر چمکانا چاہتے ہیں جنہیں حضور اکرم ﷺ نے زیارت کے ساتھ کچھ نوازا بھی مثلاً سیدنا شبلی قدس سرہ۔

(۱) علامہ سخاوی ابوبکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئے ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے ان سے معانقہ کیا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور اکرم ﷺ کو کرتے دیکھا۔ (جلاء الافہام)

(۲) حضرت جعفر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے محدث ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا ایسی حالت میں کہ وہ فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے میں نے اُن سے پوچھا یہ مرتبہ تم کو کس چیز سے ملا انہوں نے کہا کہ میں نے

اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر آیا تو میں نے ﷺ لکھا اور پڑھا۔(سعادۃ الدارین)

(۳) عبداللہ بن محمد مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ماجد رات کو آپس میں حدیث پاک کا تکرار کرتے تھے تو جس جگہ بیٹھ کر تکرار کیا کرتے تھے نور کا ایک ستون دیکھا گیا جو کہ آسمان کی بلندیوں تک جاتا تھا۔ پوچھا گیا یہ کیسا ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ حدیث پاک کے تکرار کرتے وقت جو درود پاک کی کثرت ہوتی ہے یہ اُس درود پاک کا نور ہے۔(سعادۃ الدارین صفحہ ۱۲۹)

(۴) ابو صالح صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بعض محدثین کرام کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا گیا کہ حضرت کیا حال ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ میری بخشش ہوگئی۔ پوچھا کس سبب سے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب میں سرورِ دو عالم ﷺ پر درود پاک لکھا ہے لہٰذا درود پاک کی برکت سے بخشش ہوگئی۔(سعادۃ الدارین صفحہ ۱۲۹)

غلامانِ رضا

ہم غلامانِ رضا بھی وہی چاہتے ہیں جو ہمارے امام احمد رضا بریلوی نے عرض کیا

تقدیر چمک اُٹھے (الخ)

هذا آخر مارقمه قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۹ محرم ۱۴۱۷ھ

نعت

برق عشق شہ والا یہ گری وہ تڑپی
شورسینوں میں ہے برپا یہ گری وہ تڑپی

حل لغات

برق،بجلی،تیز،صاف،چالاک۔

شرح

حضوراکرم ﷺ کے عشق کی بجلی جس پہ گری تو وہ دل تڑپ اُٹھا۔عشاق کے سینوں میں شور بپا ہے کہ ہم پر عشق کی بجلی گری ہے اسی لئے ہم تڑپ رہے ہیں۔

عشق کا کمال

حدیث شریف میں

العشق نار یحرق ما سوی اللہ — عشق وہ آگ ہے جو ماسوی اللہ کو جلا کرر کھ دیتا ہے۔

عشق کی بڑی داستانیں بیان ہوچکی ہیں فقیر کے اس پر دو رسالے ''العشق فی العشق'' ''والغشق فی العشق'' یہاں صرف شیخ شبلی کی ایک کہانی پر اکتفا کرتا ہوں۔

امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا ایک جماعت جناب شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور وہ لوگ کہنے لگے ہم تم سے محبت کرتے ہیں آپ نے انہیں دیکھ کر پتھر مارے تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے آپ نے پوچھا اگر تم واقعی مجھ سے محبت کرتے تھے تو میری طرف سے دی گئی اتنی سے تکلیف پر کیوں بھاگ گئے ہو؟ پھر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اہل محبت نے الفت کا پیالہ پیا تو ان پر یہ وسیع زمین اور شہر تنگ ہوگئے انہوں نے اللہ کو ایسے پہچانا جیسے پہچاننے کا حق ہے وہ اس کی عظمت میں سرگرداں اور اس کی قدرت میں حیران ہیں انہوں نے محبت کا جام پیا اور اس کی الفت کے سمندر میں ڈوب گئے اور اس کی بارگاہ میں مناجات سے شیرینی حاصل کی۔پھر آپ نے یہ شعر پڑھا

ذکر المحبہ یا مولای اشکرنی — وھل رایت محبا غیر سکران

اے مولا تیری محبت کی یاد نے مجھے مدہوش کردیا کیا تو نے کسی ایسے محبّ کو دیکھا ہے جو مدہوش نہ ہو۔(مکاشفۃ القلوب)

نور انگشت کی بجلی ہے چمک پر اے چرخ
شیشۂ ماہ بچانا یہ گری وہ تڑپی

شرح

حضور اکرم ﷺ کی انگلی مبارک کے نور کی چمک ہے یہ کوئی معمولی چمک نہیں اس لئے اے آسمان اگر چاند کا شیشہ بچانا ہے تو اس کی حفاظت کر لے ورنہ جب اس نور کی چمک اس پر گری تو پھر چاند کا تڑپنا دیکھنا۔ چنانچہ وہی ہوا کہ ادھر انگلی اُٹھی ادھر چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۝ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۱، ۲)

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو۔

معجزۂ شق القمر اس آیت میں بیان ہے نبی کریم ﷺ کے معجزات باہرہ میں سے ہے۔ اہل مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے ایک معجزہ کی درخواست کی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے چاند شق کر کے دیکھایا۔ چاند کے دو حصے ہو گئے اور ایک حصہ دوسرے سے جدا ہو گیا اور فرمایا کہ گواہ رہو۔ قریش نے کہا محمد (ﷺ) نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے اس پر انہی کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہونگے۔ اب جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافر سے دریافت کرو اگر بیشک دوسرے مقامات سے بھی چاند شق ہوتا دیکھا گیا ہے تو بیشک معجزہ ہے چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اس روز چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی جادو پکارتے رہے۔ صحاح کی احادیث کثیرہ میں اس معجزۂ عظیمہ کا بیان ہے اور خبر اس درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔

ازالۂ وہم

بعض لوگوں نے کہا کہ آیت میں چاند پھٹ جانا کوئی معجزہ نہیں بلکہ اس میں خبر ہے کہ قیامت کے قریب چاند پھٹ جائیگا۔ اس کا رد امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ہے

فإن ذلک ظاهر فی أن المراد بقوله انشق الآیة وقوع انشقاقه لأن الکفّار لا یقولون ذلک أی سحر

مستمر فیما ظهر علی ید النبی من الآیات الخ

اس لئے کہ یہ ظاہر اس میں کہ انشق سے وقوع انشقاق مراد ہے کیونکہ کفار سحر مستمر قیامت میں تو نہیں کہیں گے۔ ان معجزات کے بارے میں جو حضور اکرم ﷺ سے ظاہر ہوتا ہے۔

عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم

اہل مدائن سے خطاب کے دوران فرمایا کہ بیشک چاند تمہارے نبی ﷺ کے زمانہ میں دو ٹکڑے ہو چکا اور یہ حذیفہ وہ شخصیت ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کا راز دار کہا جاتا ہے اور جو اس کا یہ مطلب لیتا ہے کہ قیامت کے قریب شق القمر ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ o (پارہ ۳۰، سورۃ الانشقاق، آیت ۱) جب آسمان شق ہو

اس قول کا کوئی اعتبار نہیں اللہ تعالیٰ کا اس موقع پر بہ صیغہ ماضی ارشاد فرمانا اس کے واقع ہو چکنے پر دلالت کر رہا ہے علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ چاند کا شق ہونا دوبارہ ہو۔ ایک بار تو زمانۂ اقدس حضور اکرم ﷺ ہو چکا جو آپ کے معجزہ کی حیثیت بھی رکھتا ہے اور جس سے قربِ قیامت کی طرف بھی ارشاد کرنا مقصود ہوا اور دوسری بار قیامت کے دن ہو جب آسمان پھٹ جائیگا۔

قرآنی آیات کا قرینہ

اس آیت میں قطعی طور پر وہی شق القمر مراد ہے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہوا اور آپ کے اشارہ سے ہوا اس سے وہ شق القمر نہیں جو قیامِ قیامت کے وقت آسمان کے پھٹ جانے کے ساتھ ہوگا کیونکہ اس کے بعد جو فرمایا گیا ہے کہ ''اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو چلا آتا ہے'' بے معنی ہو جائیگا۔

ہمارے دور کے منکرین

مذکورہ بالا اس مذہب کی تردید تھی جو منکرین اسلام ہیں۔ ہمارے دور میں نیچری، پرویزی منکر ہیں ان کی طرف سے مودودی وکالت کرتے ہوئے تفہیم القرآن پارہ ۲۷ القمر تحت آیت مذکورہ لکھتا ہے کہ چاند پھٹ گیا تھا اس پر دلائل بھی لکھے اور ساتھ ہی اس کا معجزہ ہونے کا انکار کر دیا۔ اس پر عقلی ڈھکوسلوں سے واضح کیا کہ چاند کا پھٹنا اتفاقاً ہو گیا معجزہ کے ظہور کی حیثیت سے نہیں تھا۔ فقیر نے اس کے رد کے رد میں ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے ''معجزہ شق القمر''

صحابہ وقت پر موجود نہ تھے

یہ جملہ مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن سے لیا اسس سے مودودی کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تو روایت انشقاق القمر معجزہ ثابت نہیں اگر ثابت ہے تو صرف ان دو صحابیوں سے وہ بھی موقعہ پر موجود نہ تھے تو ان کی روایت کا کیا (اعتبار) معاذ اللہ گویا انہوں نے از خود یہاں تک گھڑ کر بیان کر دیا اس سے بڑھ کر حملہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ عدول ہیں حضور اکرم ﷺ کے فیضانِ صحبت نے ان کو اس قدر پاکیزہ کر دیا تھا کہ جھوٹ اور کذب بیانی سے پاک تھے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ ان کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں کہ

اصحابی کلھم عدول — کہ میرے صحابہ عادل ہیں سچے ہیں

اور مشکوٰۃ میں ہے

فانھم خیارکم. (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴) — کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔

اور امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث میں فرماتے ہیں کہ

وأصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم کلھم ثقة فترک ذکر تاسمائھم فی الاسناد لا یضر اذا لم یعارضه ما ھو اصح منه

(الیٰ ان قال) روی البخاری عن الحمیدی قال اذا صح الاسناد عن الثقات الی رجل من الصحابة فھو حجة وان لم یسم

(الیٰ ان قال) أما الخبر الذی أرسله الصحابی الصغیر عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم کان عباس وابن الزبیر ونحوھما ممن لم یحفظ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا الیسیر وکذا الصحابی الکبیر فیما ثبت عن انه لم یسمعه الا بواسطة فحکمه الوصل المقتضی للاحتجاج به

(الیٰ ان قال) بل أھل الحدیث وإن سموہ مرسلا لاخلاف بینھم فی إحتجاج به (فتح المغیث جلد ا صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶)

نبی کریم ﷺ کے سب صحابہ ثقہ پس اسنادِ حدیث میں ان کے اسماء گرامی کا ذکر نہ کرنا مضر نہیں جبکہ اس سے بڑھ کر صحیح روایت اس کے خلاف نہ ہو (یہاں تک فرمایا کہ) امام بخاری امام حمیدی نے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ جب ثقہ روایوں کی اسناد صحت کے ساتھ کسی صحابی تک پہنچ جائے تو وہ حجت ہے اگر چہ اس صحابی کا نام نہ لیا ہو۔

(یہاں تک فرمایا کہ) لیکن وہ حدیث جسے کوئی چھوٹا صحابی درمیان کے واسطہ کو چھوڑ کر نبی کریم ﷺ سے روایت کرے جیسے

ابن عباس وابن زبیر اور ان جیسے دوسرے چھوٹے صحابہ ان حضرات میں سے جو حضور اکرم ﷺ سے کچھ زیادہ حدیثیں محفوظ نہیں رکھتے اور اسی طرح بڑا صحابی اس حدیث میں جس میں ثابت ہوا کہ اس نے اس حدیث کو حضور سے واسطہ کے بغیر نہیں سنا لیکن واسطہ کا ذکر نہیں کیا پس اس کا حکم وصل ہے گویا جیسے اس نے اسے براہِ راست سنا ہے جو اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کو حجت و دلیل قرار دیا جائے (یہاں تک فرمایا کہ) بلکہ محدثین اگر اسے مرسل کہتے ہیں تاہم اس کے ذریعے حجت لانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

شہاداتِ صحابہ کرام از صحاح ستہ وغیرھا من الکتب المعتمدہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

انشق القمر علیٰ عهد رسول اللہ ﷺ فقالت قریش هذا سحر ابن ابی کبشة سحر کم فاسئلوا السفار فسئلوهم فقالوا نعم قد راینا فانزل اللہ عز وجل اقتربت الساعة وانشق القمر الخ تفسیر نیشاپوری بسندہ الی ابن مسعود کذا فی اسباب النزول صفحہ ۲۶۸)

رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا تو قریش نے کہا یہ ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) کا جادو ہے اس نے تم پر جادو کردیا تو تم مسافروں سے پوچھو پس انہوں نے ان سے پوچھا وہ بولے ہاں ہم نے دیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا۔

فائدہ

ابو کبشہ حضور اکرم ﷺ کے ایک جد امجد کی کنیت ہے اس سے ظاہر ہے کہ "انشقاق قمر" چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور "انشق" فعل ماضی ہے اور فعل ماضی کا کام یا واقعہ کے ہو چکنے کو ظاہر کرتا ہے اور جو لوگ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ قیامت کے قریب چاند شق ہوگا تو اس کا حضور اکرم ﷺ کے معجزہ کی صورت میں واقع ہو چکا اس کے بعد بھی قریب قیامِ قیامت اگر دوبارہ ہو تو ہو اس سے حضور اکرم ﷺ کے معجزہ کی نفی نہیں ہوتی ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۹۳ میں امام اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

دلت صیغة الماضی علی تحقق الانشقاق فی زمن النبی علیه السلام ویدل علیه قراءة حذیفة رضی اللہ عنه وقد انشق القمر

ماضی کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ چاند حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں دو ٹکڑے ہوا اور اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی قرأت "وقد انشق القمر" دلالت کرتی ہے۔

یعنی حضور اکرم ﷺ کے اس معجزہ کا ذکر بہ صیغۂ ماضی ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند دوٹکڑے ہو چکا اور صحابی مصطفیٰ ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت "وقد انشق القمر" یعنی اب اس میں لفظ "قد" ہے ماضی مطلق پر داخل ہوکر اس کو ماضی قریب کردیتا ہے یعنی اس آیت کے نازل سے پہلے زمانہ قریب میں یہ کام ہو چکا اور شق القمر واقع ہوگیا اور آیت میں مذکورہ "اِنْشَقَّ الْقَمَرُ" صیغۂ ماضی کو اگر زمانۂ آئندہ پر محمول کیا جائے تو کہنا ہوگا کہ یہ "سینشق" کے معنی میں ہے اور یہ تاویل خلافِ ظاہر قرآن اور احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع سلف وخلف کے بھی خلاف ہوگا بلکہ اس کے بعد جو فرمایا گیا

وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ o (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۲)

اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

بھی بے معنی ہوجائیگا کیونکہ قیامت کے قیام کے وقت جب آسمان پھٹے گا اور چاند بھی شق ہوگا اس وقت تو کسی کو بھی منہ پھیرنے اور اسے جادو کہنے کی جرأت نہ ہوگی۔

بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معجزۂ شق القمر

خطۂ ہند میں چاند دوٹکڑے دیکھا گیا لیکن اُس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سعید تھا ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ بابا رتن بن ساہوگ ساکن تبرندی جو نواح دہلی میں ایک مقام ہے پیدا ہوئے۔

آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوکر دین اسلام قبول کیا جس کے لئے بعد میں حضرت محمد ﷺ نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس سال تک دنیا میں زندہ رہے۔ صاحب قاموس اور دیگر مورخین اسلام نے کتب تواریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اول کتاب الاصابہ فی معرفۃ اصحابہ میں بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے چھ سو بتیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔

۶۷۵ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اور ان کا معجزہ شق القمر کا مشاہدہ کرنا، ہندوستان سے بلادِ عرب جانا اور مشرف با اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے

اور علامہ شمس الدین بن عبدالرحمٰن صانع حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قاضی معین سے ۲۳۲ھ میں سنا کہ قاضی نور الدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترہواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور بابا کے ساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی۔ دفعتہً قافلہ میں شوروغل پیدا ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پا سکتے تھے جب ہم درخت کے نیچے جمع تھے ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابا رتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے چھ مرتبہ طول عمری کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ زنبیل کو اتارو تا کہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں تب ایک مرد بزرگ نے اس زنبیل کو اتارا۔ زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پھل سے نکلتا ہے پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا اے جد بزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور حضور اکرم ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابا رتن کا بیان

میں اپنے باپ کے ساتھ مالِ تجارت لے کر حجاز گیا۔ اس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت نمکین ہے، رنگ کس قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چَرا رہا تھا، بارش کا پانی جوان کے اور اونٹوں کے درمیان میں زور سے بہہ رہا تھا اس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اُونٹوں تک کیسے پہنچوں یہ حال دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ اور بغیر اس خیال کے کہ میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اور سیلاب کو طے کر کے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا جب میں اونٹوں کے قریب پہنچ گیا تو میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا

بارک اللہ فی عمرک ، بارک اللہ فی عمرک ، بارک اللہ فی عمرک

میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مال تجارت فروخت کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔ کچھ زمانہ گذر گیا کہ حجاز کا خیال بھی نہ رہا ایک شب کو میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا۔ دفعتہً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی۔ رات اندھیری معلوم دیتی تھی وہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا مغرب سے نکلا تھا اور جو مشرق میں غروب ہوا تھا مشرق سے نکلا تھا اور آسمان پر آ کر دونوں ٹکڑے مل گئے اور چاند اپنی اصل حالت میں ماہِ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بہت حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ قافلہ ملک عرب سے آیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر کیا ہوا ہوں۔ اہل مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثل دیگر معجزاتِ انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے۔ ایک مشرق میں غروب ہو، دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے مقام سے آ کر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا۔ اس شخص نے بقدرتِ خدا ایسا کر دکھایا۔ جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاقِ زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں نے سفر کا سامان درست کیا اور کچھ مال تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتہ دریافت کیا۔ لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا میں دروازے پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخل حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے، چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور ساطع ہے۔ پہلے سفر میں جب میں نے دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اُٹھا کر سلاب سے باہر نکالا تھا جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا "وعلیک السلام ادن منّی" وقت ان کے پاس ایک طبق پر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ میرے قریب آ۔ پھر فرمایا کہ کھانے میں موافقت کرنا مقتضیات مروت ہے باہم نفاق کا پیدا کرنا بے دینی و زندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کے شریک ہوا وہ اپنے دست مبارک سے رطب اُٹھا اُٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں نے عرض کی کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا تو نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے وسیل

رواں سے پار نہیں اتارا تھا اور اونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا یہ سن کر میں نے پہچانا اور عرض کیا کہ اے جوانِ خوش رو بیشک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ دایاں ہاتھ بڑھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا مصافحہ کیا اور ارشاد فرمایا

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

میں نے اس کو ادا کیا۔ حضور اکرم ﷺ بہت مسرور ہوئے جب میں رخصت ہونے لگا تو حضور اکرم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا "بارک اللہ فی عمرک" میں آپ سے رخصت ہوا میرا دل بسبب ملاقات اور بسبب حصول شرف اسلام بہت مسرور تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا اس وقت میری عمر چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے اس قریہ میں جس قدر لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔

ایک اور ھندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معجزۂ شق القمر

راجہ بھوج ایک بڑے مشہور حکمران ہوئے ہیں جو پلیا کے باشندے تھے جس کو عام لوگ بھوج پور بھی کہتے ہیں وہاں ایک عمارت رصد خانہ کے نام سے موجود ہے مگر منتر جنتر اس کا عرف عام ہے وہ بہت پرانی عمارت ہے اور فلکیات کے زائچے اور نجوم کے حسابات اس پر منقوش ہیں۔ لوگ کہتے ہیں اس جگہ راج بھوج کے شاہی محلات تھے راجہ بھوج "شق القمر" کے معجزہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کا اسلامی نام شیخ عبداللہ تھا ان کے ایمان لانے سے ان کے گھر والے اور سب دوسرے لوگ ان کے مخالف ہو گئے تھے اور وہ ترکِ وطن کر کے دھار وار (گجرات) جانے پر مجبور ہو گئے اور باقی زندگی انہوں نے سلطنت کو خیر باد کہہ کر یادالٰہی میں وہیں گزار دی۔ مزید فقیر کے رسالہ "معجزۂ شق القمر" میں پڑھئے۔

زخمی تیغ تبسم ہے کہ دکھلاتا ہے برق
رقصِ بسمل کا تماشہ یہ گری وہ تڑپی

شرح

یہ عاشق تیغ تبسم کا زخمی ہے تڑپنے والے رقص کا تماشہ دکھلاتا ہے کہ برق گرنے کے بعد اپنے عاشق کا حال کیسے بنا دیتی ہے۔

گرمی جلوۂ رُخ دیکھ کے عاشق کی نظر
نیم جاں بِسمل شیدا پہ گری وہ تڑپی

شرح

جلوہ رُخ کی گر عاشق کی نظر دیکھ کہ تڑپنے والے عاشق پہ گری اور عاشق کی جان تڑپی۔

نعت

جانِ مسیح اپنے مسیح کی ذات ہے
مردے جلانا ان کے حضور ایک بات ہے

شرح

حضرت مسیح عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان ہمارے مسیح نبی پاک ﷺ کی ذات ہے۔مردے زندہ کرنا تو ان کے لئے معمولی سی بات ہے۔

جانِ مسیح

حضور اکرم ﷺ نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کی جان ہیں بلکہ آپ ہر نبی علیہ السلام کی جان ہیں

قال رسول اللہ ﷺ انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول ذلک دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی ورؤیا امی التی رات حین وضعتنی انہ خرج منھا نورا ضاء ت لھا منہ قصور الشام

شرح

اس حدیث شریف کے جملہ "خرج نور" سے گفتگو کرنی ہے کیونکہ اس سے حضور اکرم ﷺ کی ذات مراد ہے جیسے کہ آیت

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

میں حضور اکرم ﷺ مراد ہیں اور اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو نور سے تعبیر فرمایا۔ جمہور

مفسرین معتمدین نے اپنی اپنی تفاسیر میں صراحت فرمائی کہ یہاں نور سے مراد ذاتِ مصطفیٰ ہے (ﷺ) تفسیر ابن عباس، تفسیر ابن جریر، تفسیر خازن، مدارک، کبیر، جلالین، روح المعانی، روح البیان، معالم التنزیل وغیرہ اس پر شاہد ہیں جس سے بیگانے بھی انکار نہیں کر سکتے چنانچہ امداد السلوک صفحہ ۸ میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ "مراد نور ذاتِ پاك حبیب خدااست"

حدیث صحیح ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پوچھا یارسول اللہ ﷺ

اخبرنی عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء

یارسول اللہ مجھے بتایئے اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا

تو آپ نے فرمایا

یاجابر ان الله تعالیٰ قد قبل الاشیاء کلھا نور نبیک من نوره

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اپنے نور سے یہ مراد ہے کہ اپنے نورِ ذاتی کے پَرتو سے پیدا فرمایا اور اس میں کسی دوسرے شے کا واسطہ نہ رکھا۔

"نورہ" اضافت تشریفی ہے جس طرح روح اللہ اور بیت اللہ میں ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب فی ذکر الحبیب صفحہ ۷ پر یہی حدیث لکھتے ہوئے کہا کہ اس سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا حقیقۃً ثابت ہوتا ہے

اسی طرح حدیث میں فرمایا

اول ما خلق الله نوری — اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا

اور شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف جلد سوم میں باتغیر الفاظ نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں آیا

کنت بیا و آدم بین الماء و الطین — میں نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ایک روایت میں ہے

کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم — میں تخلیق آدم سے قبل اپنے رب کے حضور ایک عظیم نور تھا

تفسیر روح البیان میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت بھی درج ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل امین سے پوچھا

کم عمرت من السنین   تمہاری کتنے سال عمر ہے؟

تو عرض کی واللہ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ حجاب رابع میں ایک ستارہ ستر ہزار برس بعد طلوع ہوتا تھا جسے میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا

یاجبریل وعزۃ ربی انا ذالک الکوکب   اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا

فائدہ

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ تخلیق میں سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخری نبی ہیں اسی لئے آپ کے اسماءِ مبارکہ میں اول بھی ہے اور آخر بھی۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر   وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

خلاصہ یہ کہ یہ نور تخلیق کائنات سے قبل قربِ خداوندی میں تسبیح و تہلیل کرتا رہا تا آنکہ جب سیدنا آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا گیا خوبصورت پتلا بنایا گیا اس میں روح پھونکی گئی تو نورِ مصطفیٰ ان کی پیشانی میں امانتاً رکھا گیا جس سے جبین آدم مثل آفتاب جگمگانے لگی۔ بعد ازاں فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ یہ سجدۂ تعظیم و تحیت درحقیقت نورِ محمدی کے لئے تھا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا   نور نے پایا تیرے سجدے سے ماتھا نور کا

ملائکہ میں جو سب سے پہلے جھکا فرشتوں کا سردار ہوا باقیوں کے درجات بلند ہوئے ابلیس انکار سے ذلیل و خوار ہوا اور اسے اس کا عابد و زاہد ہونا اور موحد ہونا کوئی فائدہ نہ دے سکا۔

یہی نور جو مسجودِ ملائک ہونے کا سبب بنا قبول توبہ کا وسیلہ بھی بنا۔ نوح علیہ السلام کے ہاں پہنچا تو طوفان سے نجات کا سامان بنا۔ حضرت جامی قدس سرہ نے فرمایا

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو نارِ نمرود کو گلزار بنایا گیا، اسماعیل کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا تو وقت ذبح کام آیا، عرض تمام انبیاءِ کرام نے اس نورِ ازلی کی برکات سے استفادہ فرمایا بلکہ آپ کے اجداد کرام میں سے جو مقام نبوت پر فائز

نہ ہوئے انہوں نے بھی اس سے خصوصی فیضان پایا مثلاً حضرت عدنان میں شرف بن کر چمکا تو وہ ذی شرف کہلائے حتیٰ کہ بخت نصر نے جب قبائل عرب پر حملہ کیا تو ان کے قبیلہ سے محض ان کے شرف کے باعث تعرض نہ کیا۔ان کے بیٹے کے پاس پہنچا تو انہیں حسن و جمال کے باعث معد کا نام ملا یعنی تر و تازہ۔نزار میں جلوہ گر ہوا تو کبیر العرب کا نام دلایا۔ حضرت مضر میں فراست بن کر جگمگایا،حضرت الیاس کو سید العرب کہلوایا اور ان کی پشت میں تلبیہ سنایا،کنانہ میں آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی زیارت کے لئے کھینچ لایا،ان کے فرزند ارجمند کے پاس آیا تو انہوں نے نضر یعنی پُر رونق کا لقب پایا ان کے صاحبزادے مالک کو ملک العرب کا لقب دلایا،حضرت فہر کو قریش یعنی قوی و بہادر کا نام دلایا پھر کچھ واسطوں کے ساتھ حضرت ہاشم تک پہنچا تو علا یعنی بلندی کا روپ دھارا اور وہ عمرو العلا کہلائے حتیٰ کہ شہنشاہ روم ہرقل نے آپ کی شخصیت اور حسن و جمال سے متاثر ہو کر آپ کو اپنی بیٹی بیاہ دینے کی پیش کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی لوگ آپ کو سید البطحاء کہتے تھے۔جب اس نور کا ظہور جناب عبدالمطلب کی پیشانی سے ہوا تو لوگ انہیں سید القریش کہنے لگے اس نور کی ایسی جلالت آپ کی جبین متین سے ہویدا تھی کہ ابرہہ جو کعبہ ڈھانے آیا تھا آپ کو دیکھ کر بے اختیار تخت سے اتر آیا اور اس کا طاقت ور اور مست ہاتھی محمود آپ کو دیکھ کر سجدے میں گر گیا مصالحت کی بات چیت نا کام ہوئی تو آپ نے کوہ ثبیر پر کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کی۔اس وقت اس نور کی شعاعیں مثل آفتاب آپ کی پیشانی سے نکل کر کعبہ کی دیواروں پر پڑیں اور آپ نے اس نور کی برکت سے فتح کی بشارت دی چنانچہ ابرہہ مع لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔

آپ کے بعد یہ نور حضرت عبداللہ کو ودیعت ہوا اس کے باعث عرب کی عورتیں آپ پر فریفتہ تھیں مگر آپ تقدس وعفت کا پیکر جمیل تھے اور آپ نے یہ مقدس امانت سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ کے حوالے کی۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ بطن آمنہ میں تشریف لائے تو مکہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی،سوکھے درخت ہرے ہو گئے، قحط دور ہو گیا اور اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا گیا یعنی فراخی اور خوشحالی کا سال۔ جنابِ آمنہ فرماتی ہیں کہ مدتِ حمل میں مجھے تکلیف اور گرانی محسوس نہیں ہوئی بلکہ طبیعت میں فرحت،جسم میں خوشبو اور چہرے پر غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی نیز مجھے خواب میں مختلف انبیاء کرام کی زیارت ہوتی جو مجھے بشارت دیتے۔

حضرت عبداللہ کا انتقال آپ کی ولادت باسعادت سے چھ ماہ قبل ہو گیا اس طرح آپ پیدائش سے قبل یتیم ہو گئے۔حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کو اس لئے یتیم کر دیا گیا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس کی سربلندیاں والدین کی تربیت کی شرمندۂ احسان ہیں۔قرآن حکیم میں بھی اسی لئے فرمایا گیا

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰیo (پارہ ۳۰،سورۂ الضحیٰ ،آیت ٦) کیااس نے تمھیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

جب وقت ولادت قریب آیا دعائے خلیل اور نوید مسیحا کاظہور ہونے لگا تو سیدہ آمنہ نے عجیب وغریب نشانات دیکھے۔ حسین وجمیل عورتوں کے جھرمٹ ،نورانی مردوں کے جمگھٹے ،آسمانی پرندوں کے جھنڈ ،آپ کو فضائے بسیط کی پہنائیوں میں نظر آتے تھے۔ یہ سب فرشتے ،حوریں اور انبیاءورسل تھے جو زیارت کو حاضر ہوئے تھے۔آپ فرماتی ہیں

خرج من نور فرایت مشارق الارض و مغاربها

مجھ سے ایسا نور نکلا کہ میں نے اس روئے زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھا۔

ایک روایت میں آیا ملک شام کے محلات بھی دیکھے۔غرض وہ عجب نورانی اور وحدانی ساعت تھی جس میں یہ نورِ مجسم محفل آرائے گیتی اور جلوہ نمائے بزم ہستی ہوئے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

آپ مختون وناف بریدہ پیدا ہوئے جسم معطر ومعنبر اور مزکی ومبراء تھا جس کی خوشبو چاروں طرف پھیل رہی تھی آج بھی عشاق کے مشام جان اسی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔

معطر ہے اسی کوچہ کی مانند اپنا صحرا بھی کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

آپ نے محفل کائنات میں تشریف لاتے ہی سجدہ کیا،دونوں انگشت ہائے شہادت آسمان کی طرف بلند کیں اور ''رب ھب لی امتی'' کی صدائے دلنواز نے گنہگاروں کو مژدۂ تسکین مغفرت بخشا۔اتنے میں ہاتف غیب کی ندا آئی اسے آدم کی صفوت،نوح کی رقت، ابراہیم کی خلت، صالح کی فصاحت،لقمان کی حکمت،یعقوب کی بشارت، یونس کی طاعت، یحییٰ کی عصمت،اسماعیل کی صداقت،اسحٰق کی رضا، ایوب کا صبر، یوشع کا جہاد، داؤد کی آواز،الیاس کا وقار،موسیٰ کی شدت،عیسیٰ کا زہداور تمام انبیاء کا مجموعی کردار عطا کر دواور جامع الصفات بنادو۔

کتب سیرت شاہد ہیں کہ صبح ولادت کعبہ نے مقامِ ابراہیم کی جانب سجدہ کیا کہ دولت کدہ آمنہ بھی اسی جانب واقع تھا اور تکبیر کہی۔تمام بت سرنگوں ہوگئے ،ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آیا اور چودہ مینارے گر گئے ،بحیرہ ساوہ دفعتہً خشک ہوگیا،آتش کدہ فارس بجھ گیا، جنات وشیاطین کا آسمان پر گزر ختم ہوگیا،غرض حق کے شبستانوں میں مسرت کے شادیانے بجنے لگےاور باطل کے ایوان میں زلزلہ برپا ہوگیا۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا(پارہ ۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۸۱)

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

جناب عبدالمطلب اس وقت طوافِ کعبہ میں مشغول تھے خبر ملی تو دوڑتے ہوئے آئے اُٹھا کر آغوش میں لیا اور بالہام ربانی نام محمد رکھا تا کہ بچہ کی ساری دنیا تعریف وتوصیف کرے۔ ابولہب کو اس کی لونڈی ثوبیہ نے آ کر خوشخبری دی کہ تیرے مرحوم بھائی کے گھر فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے تو ابولہب نے جوش مسرت میں انگلی کے اشارے سے ثوبیہ کو آزاد کر دیا یہ وہی ابولہب ہے جس نے ساری زندگی سخت کفر اور عداوت رسول میں صرف کر دی مگر اپنی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس کو خواب میں ملا تو آپ نے پوچھا

ما ذا لقیت　　　　تجھ پر کیا بیتی ؟

بولا

لم الق بعدکم خیر الا انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثوبیہ

تم سے بچھڑ کر میں نے کوئی بھلائی نہ دیکھی ہاں مجھے اس انگلی سے (دوزخ میں) پانی ملتا ہے (جس سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے) کیونکہ میں نے (میلادِ مصطفیٰ کی خوشی) ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

غور فرمائیے کہ ابولہب کتنا سخت کافر تھا کہ ساری کافر خدا اور رسول کی مخالفت میں گزار دی۔ حبیب خدا کی بارگاہ میں سخت ادبی کے کلمات بکتا رہا، پوری سورۂ لہب اس کی مذمت میں نازل ہوئی، اس نے میلاد کی خوشی میں منائی اور وہ بھی بھتیجا سمجھ کر تو یہ صلا اگر اہل ایمان شمع رسالت کے دیوانے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی منائیں تو کیا کچھ نہ پائیں گے۔ وہ کافر تھا یہ مومن، وہ دشمن تھا یہ غلام، وہ مخالف تھا یہ موافق، وہاں عداوت رسول تھی یہاں محبت رسول، اس نے صرف محمد بن عبداللہ جانا، انہوں نے محمد رسول اللہ مانا، اس نے صرف ثوبیہ کو آزاد کیا، انہوں نے یہ سارا ماحول آباد کیا، اسے وہ فائدہ پہنچا انہیں کیا فائدہ پہنچیں گا۔

دوستاں راکجا کنی محروم　　　　توکہ بادشمنان نظرداری

علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ کافر کی کوئی عبادت قبول نہیں کیونکہ اعمال صالحہ کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے لہٰذا کافر کا نماز پڑھنا، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت، عبادت، ریاضت، نوافل مشاغل، وظائف ہر عمل مردود ہے مگر قربان جائیں جشن عید میلاد منائے تو یہ عمل منظور ومقبول ہے تبھی تو ابولہب کو دوزخ میں بھی اس کا انعام مل رہا ہے۔ اسی لئے علمائے سلف وخلف عید میلاد مناتے آئے ہیں اور اب بھی ربیع الاول شریف آتا ہے تو ہر طرف مسرت کے شادیانے

بجنے لگتے ہیں۔

نثار تیری چھل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

قرآن حکیم میں ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (پارہ ۱۱،سورۂ یونس،آیت ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت پر اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

اب اندازہ کر لیجئے کہ جب خدائے قدوس کی ہر رحمت اور فضل و انعام پر خوشی کرنے کا حکم ہے تو اس جانِ انعام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آمد پر مسرتوں اور شکرانوں کا انتظام و اہتمام کس قدر ضروری ہوگا کہ سب نعمتیں اس نعمت عظمیٰ کے وسیلہ سے ملی ہیں اور سب رحمتیں اس رحمت کبریٰ کے صدقہ سے ملی ہیں۔

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمد رقم نہ ہوتا

تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا

زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وہ نہ ہو پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

وہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزمِ توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

بعد ولادت حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں رضاعت کی سعادت آئی۔ حلیمہ انہیں اپنے گھر لائیں تو کونین کی نعمتیں حلیمہ کے گھر سمٹ آئیں۔ اونٹنیوں اور بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے، نحیف نزار جانور فربہ ہو گئے، چراگاہیں سرسبز و شاداب ہو گئیں، بنی ساعدہ کے سب مکان خوشبو سے مہک اُٹھے، حلیمہ کا دولت کدہ برکتوں اور رحمتوں کا گہوارہ بن گیا۔ قبیلۂ بنی سعد کے تمام لوگ حصولِ برکات کے لئے اس گھر کی طرف رجوع کرتے گویا بظاہر حلیمہ نے اس درِ یتیم کی پرورش کی مگر بباطن اس رؤف و رحیم نے حلیمہ اور اس کے اعزہ و اقارب کی تربیت فرمائی

نہ حلیمہ بھید کھلا ہے یہ نہ مقامِ چون و چرا ہے یہ تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چَرا گئے

آپ کا بچپن بھی سراپا اعجاز تھا۔ زرقانی شریف اور خصائص کبریٰ کی متواتر روایات سے ثابت ہے کہ فرشتے آپ

کے گہوارہ کو ہلاتے تھے، چاند آپ کے اشاروں پر کھیلتا اور آپ کا جی بہلاتا تھا، گرمی کی تپش میں ابر آپ پر سایہ کرتا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اُٹھاتے مہد میں　　　کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

آپ کی نشو و نما دیگر بچوں کی بانسبت دگنی تھی۔ تین سال کی عمر میں شق صدر ہوا اور دلِ اقدس کو خیالاتِ فاسدہ کے امکانات سے پاک کر کے حکمت و نور اور بہجت و سرور سے معمور کر دیا گیا۔ بعد ازاں حلیمہ سعدیہ آپ کو مکہ واپس لائیں جناب عبدالمطلب نے حلیمہ سعدیہ کو چالیس بکریاں اور ایک اونٹ بمعہ ساز و سامان عنایت فرما کر رخصت کیا۔

چھ برس کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ اپنے درِ یتیم کے ننھیال سے ملنے اور اپنے مرحوم شوہر کی تربت مبارک کی زیارت کے لئے آپ کے ہمراہ مدینہ تشریف لائیں۔ شاید دل کی گہرائیوں میں دبی دردِ غم کی چنگاریاں شوہر کے مرقد منور کو دیکھ کر بھڑک اُٹھیں کہ وہ پیکرِ محبت و وفا دردِ فراق کے ان شعلوں کی نذر ہو گئی اور واپسی پر مقامِ ابواء میں رحلت فرما گئیں۔ آپ اس وقت والدہ کے سرہانے تصویرِ غم بنے ہوئے تھے اور والدہ یہ مقدس ترین امانت ام ایمن کے سپرد کر رہی تھیں کہ عبدالمطلب تک پہنچا دینا۔

سبحان اللہ! یہ بھی کیسا حسرت ناک اور لدوز منظر ہوگا کہ دو جگ کا سہارا بننے والا خود بے سہارا ہو جاتا ہے۔ آخر ام ایمن آپ کو مکہ شریف میں لائیں اور آپ اپنے شفیق دادا جان جناب عبدالمطلب کے پاس رہنے لگے۔ آپ کے دادا جان سردارِ قریش تھے بیت اللہ شریف کے زیرِ سایہ ان کے لئے خصوصی فرش بچھایا جاتا جس پر کسی دوسرے حتیٰ کہ ان کے صاحبزادوں کو بھی بیٹھنے کی جرأت نہ تھی مگر اس درِ یتیم کو ساتھ بٹھاتے اور فرماتے

ان له شاناً عظیما　　　بخدا میرے اس بچے کی بہت بڑی شان ہے۔

مُردے زندہ

یہ حضور اکرم ﷺ کے لئے ادنیٰ سی بات ہے آپ نے اپنے والدین کو زندہ فرمایا۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۰ میں ہے

ان اللہ تعالیٰ احیاھما فامنابہ

اور علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں

قد ورد فی الحدیث ان اللہ تعالیٰ احیا ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی آمنا بہ۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۵۷)

یعنی حدیث پاک میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا حتی کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی مصلحت سے روانہ فرمایا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا اے علی کیا تمہیں معلوم ہے کل خدا نے مجھے کس کرامت سے مخصوص فرمایا انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ میں نے نہیں سنا۔ فرمایا کل میں نے مجلس کی اور اپنے ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو میری وحدانیت اور تیری نبوت پر ایمان نہیں لاتا اور بتوں کو باطل نہیں کہتا اس کو بہشت میں داخل کرونگا۔ تم فلاں گھاٹی پر جاؤ اپنے ماں باپ کو آواز دو وہ زندہ ہو کر تمہارے سامنے آئیں گے تم ان کو اسلام کی دعوت دینا وہ تم پر ایمان لائیں گے۔ چنانچہ میں نے ایک بلندی پر جا کر آواز دی اے ماں باپ وہ زمین سے زندہ ہو کر باہر نکلے اور مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے عذاب سے نجات پائی۔

فائدہ

ابو طالب کے ایمان کے متعلق اختلاف ہے۔ اسی لئے اس روایت پر حتمی فیصلہ نہیں ہے البتہ حضور اکرم ﷺ کے والدین کے ایمان کا حتمی فیصلہ ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''ابوین مصطفیٰ''

یکتا ریاضِ دہر میں اس گل کی ذات ہے
بلبل ہزار بات یہ ایک بات ہے

شرح

ریاض دہر یعنی زمانہ بھر میں اس گل یعنی حضور اکرم ﷺ کی ذات یکتا یعنی بے مثل ہے۔ بلبل ہزار بات یعنی دوسروں کے لئے ہزاروں باتیں لیکن آپ کی صفات کی صرف ایک بات ہے کہ اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ مصرعہ اول میں آپ ﷺ کے امتناع النظیر کی طرف اشارہ ہے اور اس مسئلہ پر بارہا گفتگو ہو چکی ہے۔ فقیر کی تصنیف ''الاکسیر فی امتناع النظیر'' کا مطالعہ کیجئے۔

یہ وہ ہیں جن کا نام شفیع العصاۃ ہے
ہاں یہ وہی ہیں جن کا لب آبِ حیات ہے

شرح

حضور اکرم ﷺ کی وہ ذاتِ مبارک ہے جن کا نام ہی گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا ہے ہاں آپ وہی تو ہیں

کہ جن کا لعابِ اطہر آبحیات ہے۔

شفیع العصاۃ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا مشہور ہے یہاں فقیر مختصراً شفاعت کے متعلق عرض کردے۔

شفاعت گنہگاران

اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اہل کبائر کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت کا مرکزی مقام کا نام محمود ہے۔ چنانچہ صاحب فتوحات رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقامِ محمود ایک ایسا مقام ہے جو تمام مقامات کا مرکز ہے بلکہ تمام اسمائے الٰہیہ کا نظارہ گاہ ہے اور وہ صرف حضور اکرم ﷺ سے مخصوص ہے اور بابِ شفاعت اسی جگہ سے کھلے گا

اے ذات تو در دو کون مقصود وجود   نام تو محمد ﷺ ومقامت محمود

اے محبوب مصطفیٰ ﷺ دونوں جہانوں اور جملہ وجود کا مقصود ہے آپ کا نامِ نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کا مقام محمود ہے۔

معتزلہ

یہ بھی شفاعت کے منکر تھے چنانچہ صاحب روح البیان پندرھویں پارہ آیت مقامِ محمود کے تحت لکھتے ہیں کہ آیت میں منکر شفاعت معتزلہ کا رد ہے۔

فائدہ

معتزلہ کی ہمنوائی میں وہابیہ، نجدیہ اور فرقہ نیچری وغیرہم بھی شفاعت کے منکر ہیں۔

معتزلہ کا استدلال

شفاعت کے عقیدہ سے نااہل کو ثواب کا مستحق بنانا لازم آتا ہے اور یہ ظلم ہے

جواب

یہ استدلال غلط ہے کہ یہی اعتراض تو اللہ تعالیٰ پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جسے چاہے بخش دے اور اپنے عدل والطاف سے عذاب کے مستحق کو عذاب میں مبتلا کرے اور یہ بھی عقیدہ اپنے مقام پر کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئے واجب نہیں بلکہ وہ مالک ومختار اپنے بندوں میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔

سوال

اگر معتزلہ سے سوال وارد ہو کہ تمہاری کتب روایات میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

شفاعتي لاهل والكبائر من امتي میری امت کے اہل کبائر کے لئے میری شفاعت حق ہے۔

اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ بُروں کی بُرائی کے کرنے کی کھلی چھٹی ہے وہ جس طرح چاہے کرتا رہے جبکہ اس کے دل میں راسخ ہوگا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ چھڑالیں گے اس لئے اس سے الٹا بڑے بڑے گناہ مثلاً زنا قتل اور شراب وغیرہ کی اشاعت ہوگی اور یہ بات روح اسلام کے خلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بھی منافی ہے۔ (یہی تقریر ہمارے دور کے معتزلہ یعنی وہابی، دیوبندی نجدی، تبلیغی وغیرہ کرتے ہیں جب ہم اہل سنت آقائے کونین ﷺ کے فضائل وکمالات بیان کرتے ہیں۔ اُویسی غفرلہ)

جواب

اس سے بُرائی کی اجازت لازم نہیں آتی بلکہ اظہارِ شانِ رسالت وکمالِ نبوت مقصود ہے کہ بارگاہِ حق میں ان کی اتنی رسائی ہے کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کا مجرم جہنم کا مستحق ہے اور عذاب اس کے لئے لازم ہو چکا ہے لیکن محبوب خدا ﷺ ایسے بندے کے لئے نجات کا عرض کرتے ہیں تو ذوالجلال والاکرام اپنے مجرم بندے کو بخش دیتا ہے اور احکم الحاکمین خود اس شان کو ظاہر فرماتا ہے کہ میرے ہاں اس شفیع المذنبین کا وہ مرتبہ ہے کہ میں اپنے قانون وعدل وانصاف توڑ سکتا ہے لیکن اپنے محبوب ﷺ کی دل شکنی نہیں کرتا۔

تازیانۂ عبرت

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتزلہ کے رد میں مذکورہ بالا جواب لکھ کر آخر میں لکھا کہ

فـفيــه مــدح الـرســول صـلـى الـلـه عـليـه وسـلّم نـفسـه بـمـالـه عـنـد الـلـه تـعـالـى من الـد والوسيلة. (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ جدید)

اس میں حضور اکرم ﷺ کی مدح ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور آپ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب کے وسیلہ جلیلہ ہیں۔

فائدہ

جب ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا کبائر کی شفاعت فرمانا حق ہے تو صغائر کی شفاعت بطریقِ اولیٰ ثابت ہوئی۔

ازالۂ وہم

معتزلہ کا یہ کہنا کہ شفاعتِ کبائر ظلم ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اوراس کے لئے ارتکاب کبائر کی قدرت اور طاقت پیدا فرمائی اللہ تعالیٰ کے اس فعل کو نہ کوئی برائی کی اشاعت واجازت سے تعبیر کرسکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی ظلم سے موسوم کرسکتا ہے جب ذاتِ حق پر اس قسم کے اعتراض نہیں ہو سکتے تو حضور اکرم ﷺ پر اعتراض کیوں حالانکہ نبوت الوہیت کے تجلیات کا مظہر ہے۔یہی جواب وہابیہ ودیوبندیہ کے جملہ اعتراضات کا دفعیہ بن سکتا ہے جب کہ وہ اپنے بہت سے عقائد ومسائل میں حضور اکرم ﷺ کو ہدفِ نشانہ بناتے ہیں۔(کذا فی الاسئلۃ المقحمۃ)

مثنوی شریف میں ہے

گفت پیغمبر کہ روز استخیز یہ کے — گذارم مجرما نراشك ریز

من شفیع عاصیان باشم بجان — تارھا نم شان زاشکنجہ کران

عاصیان واھل کبائر رایجھد — وارھا نم از عتاب ونقض عھد

صالحان امتم خود فارغند — ازشفاعتھائے من روز گزند

بلکہ ایشانرا شفاعتھا بود — گفت شان چوں حکم ناقذ رومی

(۱)حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں ہی مجرموں کو آنسو بہاتے ہوئے کیسے چھوڑوں گا۔

(۲)بدل وجان میں ہی مجرموں کا شفیع ہوں تاکہ میں انہیں شکنجۂ گراں سے نجات دلاؤں۔

(۳)عاصیوں اوراہل کبائر کی بخشش وشفاعت کرکے عذاب اورعتاب سے نجات دلاؤں۔

(۴)میری امت کے نیک بخت فارغ ہونگے انہیں قیامت میں میری شفاعت کبریٰ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

(۵) بلکہ انہیں بھی میری خاص شفاعت نصیب ہوگی اوران پر بھی حکم الٰہی نافذ ہوگا تو بھی میری شفاعت سے ضرور بہرہ مند ہونگے۔

لب اطہر

آبِ حیات ہے بیشمار معجزات شاہد ہیں کہ آپ نے لب اطہر سے کتنے بیماروں کو شفاء بخشی۔

کیوں طائرانِ قدس نہ ہوں اس کی بلبلیں

یہ پھول حاصل چمنِ کائنات ہے

شرح

طائرانِ قدس (ملائکہ مقربین) حضور اکرم ﷺ کی بلبلیں (عاشق) کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کی ذات کائنات کے چمن کا خلاصہ اور اصل ہیں۔

کیا غم رضاؔ ہوں عبد خدا امت نبی
آلِ رسول پر طریق نجات ہے

شرح

آخرت میں غم کا ہے کا جبکہ یہ رضا (امام اہل سنت) بندۂ خدا اور امت نبی اکرم ﷺ ہو اور آلِ رسول ﷺ ہی نجات کا راستہ ہے۔

سنی عقیدہ

اس شعر میں امام اہل سنت نے فیصلہ سنایا ہے کہ سنی عقائد پر خاتمہ ہو تو بیڑا پار ہے۔ یہ ان مشہور اشعار کی ترجمانی ہے۔

بندۂ پروردگار امت احمد نبی ۔۔۔ دوستدار چاریارم تابع اولادِ علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل ۔۔۔ خاکپائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہر ولی

نعت

اے کاش شانِ رحمت میرے کفن سے نکلے ۔۔۔ جان بوئے گل کی صورت باغِ بدن سے ہے
ارماں طفیل نام شاہ زمن سے نکلے ۔۔۔ حسرت ہے یا الٰہی جب جان تن سے نکلے
نکلے تو نامِ اقدس لے کر دہن سے نکلے

حل لغات

کاش اور کاش کے، لفظ تمنا بھی خدا کرے، خدا ایسا کرے۔ ارمان، شوق، آرزو۔ حسرت (مؤنث) افسوس، ارمان، شوق۔

شرح

آرزو ہے میرے کفن سے شانِ رحمت کاظہور ہو بدن کے باغ سے روح گلاب کی خوشبو کی طرح خارج ہو۔
شاہ زمن یعنی نبی پاک ﷺ جب میری جان جسم سے نکلے تو نبی پاک ﷺ کا نامِ اقدس لیتے ہوئے باہر نکلے یعنی خاتمہ ایمان پر ہو۔

خاتمه بر ایمان

اس قطعہ میں امام احمد رضا مجدد بریلوی قدس سرہ نے خاتمہ برایمان کی دعا مانگی ہے اس سے پہلے اپنے عقیدے کے مطابق بارگاہ خداوندی میں حضور اکرم ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کیا ہے اور اس میں سکرات الموت کی آسانی کی بھی ضمناً دعا مانگی ہے۔

سکرات الموت کا منظر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ النزعت، آیت ۱،۲)

قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں۔

فائدہ

اس آیت کریمہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ملائکہ کی صفات میں اس قول کے مطابق آیات کا معنی یہ ہوگا کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو جسموں سے جان نکالنے کے لئے غوطہ لگا کر بڑی سختی اور شدت سے جان نکالتے ہیں۔
"النزع جذب بالشدۃ" سختی سے کسی چیز کے کھینچنے کو نزع کہتے ہیں اور جب اس پر " غَرْقًا " کا اضافہ کر دیا جائے تو پھر اس شدت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

ای اغراقا فی النزع من اقاصی الاجساد. (روح المعانی)

یعنی جسم کے دور دراز حصوں میں ڈوب کر روح کو نکالنا۔
اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہیں کیونکہ موت آتی ہے کافر کی روح جسم سے نکلنے سے انکار کر دیتی ہے تو فرشتے اس کے رگ و ریشے میں گھس کر اس کو باہر کھینچ لاتے ہیں۔
"النشط الاخراج برفق ومسمولہ" کسی چیز کو نرمی اور آسانی سے باہر نکالنے کو عربی میں "نشط" کہتے

ہیں جیسے کنویں سے پانی کا ڈول نکالا جاتا ہے اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مومن کی روح کو قبض کرنے آتے ہیں وہ روح پہلے ہی محبوبِ حقیقی کے وصال کے لئے بے تاب ہوتی ہے اور اس گھڑی کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوتی ہے جب قفس جسم سے اس کو رہائی ملے چنانچہ فرشتوں کو مومن کی روح قبض کرنے کے لئے کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ اشارہ ملتے ہی وہ بدن کی زنجیروں کو توڑتی ہوئی باہر نکل آتی ہے۔

فائدہ

امام احمد رضا مجدد بریلوی قدس سرہ نے یہی آسانی مانگی ہے اور یہی ایمان کامل دنیا سے رخصت کا نشان ہے۔

ملک الموت کا فر اور مومن کے پاس آنا

حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ملک الموت کو کہا کہ تم مجھے وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو۔ ملک الموت نے کہا یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھانی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا منہ موڑ لیجئے۔ اب جو آپ نے دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے جسم سے اور تمام مساموں سے اور منہ سے بھی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے آپ نے ملک الموت سے کہا کہ اگر کافر کو فقط تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف دی جائے تو اس کے لئے یہی تکلیف کافی ہے اگر چہ اسے اور کوئی تکلیف و رنج نہ بھی ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ صورت دکھائیں جس میں تم مومنوں کی روح نکالتے ہو؟

فرشتہ نے کہا آپ ذرا منہ پھیریئے آپ نے منہ پھیرنے کے بعد دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین و جمیل نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا جس کے کپڑے سفید تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کو اور کوئی راحت نہ ہو بلکہ صرف تمہارے دیدار کی راحت دے دی جائے تو اس کے لئے کافی ہے۔ (شرح الصدور)

مومنوں کو روح قبض کرتے وقت بشارت

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ٥ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ٥ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ٥ (پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، آیت ۲۷ تا ۳۰)

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں

میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

نفس مطمئنہ

ثناءاللہ پانی پتی فرماتے ہیں جس طرح مچھلی کو پانی میں سکون اور قرار حاصل ہوتا ہے اسی طرح جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں سکون واطمینان نصیب ہوا سے نفس مطمئنہ کہیں گے وہ لکھتے ہیں کہ اس اطمینان کا اس وقت تک تصور نہیں کیا جا سکتا جب تک انسان سے صفات رذیلہ دور نہ ہو جائیں اور یہ اس وقت تک دور نہیں ہوتیں جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حمیدہ کی تجلیات سے بہرہ ورنہ ہو ان میں وہ فنا ہو جائے اور ان کے ساتھ اس کو بقا نصیب ہو اسی وقت انسان کو ایمانِ حقیقی نصیب ہوتا ہے اور اُسی وقت اسے اطمینان کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ گھبراہٹ اور اضطراب کے بعد جو سکون ملتا ہے اسے اطمینان کہتے ہیں اور نفس کو سکون تب میسر آتا ہے جب وہ یقین، معرفت اور شہود کی اعلیٰ منزل پر فائز ہو جائے اور یہ مقام ذکر الٰہی کی کثرت اور دوام سے حاصل ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۸) سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

جب انسان اس مقام پر فائز ہوتا ہے تو پھر اسے تمکین (قرار پڑنا، مطمئن ہونا، ایک جگہ قائم ہونا) سے نوازا جاتا اس کے بعد اسے ردہونے کا کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

تحقیق علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آنچہ نفس مطمئنہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ نفس مطمئنہ وہ ہے جو نورِ قلب سے منور ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی مذموم صفات فنا ہو جاتی ہیں اور وہ اخلاقِ حمیدہ سے مزین وآراستہ ہو جاتا ہے ایسے نفس مطمئنہ کو اپنے خطاب دل نواز سے یوں مشرف کیا جائے گا واپس آجا اپنے رب کے پاس یعنی اس مخصوص مقام پر آجا جہاں وہ اپنے بندوں کو اپنی خصوصی عنایات سے سرفراز کرتا ہے تو اس کی محبت میں آنسو بہاتا رہا تو اس کے عشق کی آگ میں جلتا رہا اور اس کے سوزِ فراق میں تڑپتا رہا لے اب فراق کی طویل رات سحر آشنا ہو رہی ہے دوریاں سمٹ رہی ہیں، پردے اُٹھ رہے ہیں اپنے بے تاب دل اور بے قرار نگاہوں سمیت حاضر ہو جا۔

اور کس شان سے آ۔ اس کا بیان ان دو کلمات میں فرمایا کہ ڈرتے ہوئے نہیں، گھبراتے ہوئے نہیں، اس خیال سے پریشان ہو کر نہیں کہ جس رب کو راضی کرنے کے لئے تو نے اپنی زندگی وقف کی وہ راضی بھی ہوا کہ نہیں خدشات کو

ان وسوسوں کودل سے نکال کر باہر پھینک دے، حریم ناز میں اس شان سے آ کہ تو بھی اپنے رب کریم پرراضی ہواور وہ بندہ نواز بھی تجھ سے راضی ہے کیا بات ہے، کیا کرم ہے، کتنی بلند قسمت ہے، اس خاکسار بندے کی جس پر یہ عنایت ہوگی۔

میرے وہ بندے جن پر شیطان کا کوئی مکر کارگر نہ ہوا جوعمر بھر میرے بنے رہے اور میری خاطر سب جہاں سے روٹھے رہے، میری بندگی کے بغیر جن کو اور کوئی کام ہی نہ تھا اے نفس مطمئنہ تو بھی ان میں داخل ہو جا اور میری وہ جنت جو میری ذاتی اور صفاتی تجلیات کے لئے مخصوص ہے اس میں تشریف لے چل۔ روح البیان میں ہے کہ یہاں دو سعادتوں کا ذکر ہوا ہے ایک خاصانِ بارگاہ خداوندی کی رفاقت یہ روحانی سعادت ہے دوسرا ان کی معیت میں جنت میں دخول یہ بدنی سعادت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب سے اس روحانی سعادت کے بارے میں یہ التجا کی تھی

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ا اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ا تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ٥ (پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۱۰۱)

اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اُٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی بعینہٖ یہی دعا مانگی تھی۔

فائدہ

امام احمد رضا اپنی دعا مذکور میں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت پر چلے ہیں۔

فائدہ

یہ بشارت کس وقت دی جائے گی بعض علماء کی رائے ہے کہ روزِ محشر جب یہ لوگ قبروں سے اُٹھیں گے تو اس وقت انہیں یہ مژدہ جاں فزا سنایا جائے گا بعض کی رائے یہ ہے کہ مرتے وقت یہ بشارت دی جائے گی لیکن ابن کثیر کہتا ہے

هذا يقال لها عند الاختصار وفي يوم القيامة ايضا

یعنی یہ خوشخبری دونوں وقت اسے دی جائے گی مرتے وقت بھی اور حشر میں بھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب بندہ فوت ہونے لگتا ہے اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو اس کی طرف بھیجتا ہے وہ اس سے کہتے ہیں اے نفس مطمئنہ اس دارِ فانی سے نکل اور راحت و آرام اور گل پوش وادیوں کی

طرف چل اور اپنے اس پروردگار کی طرف چل جو تجھ سے راضی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ

یارسول اللہ ماحسن ھذا　　　اے اللہ کے رسول یہ کتنی ہی اچھی بات ہے

فقال اما انہ سیقال لک ھذا

آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر جب تم اس دنیا سے رخصت ہو تو تمہیں بھی یہ بشارت دی جائے گی۔ (ابن کثیر)

ابن کثیر نے حافظ ابن عساکر سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگنے کی تلقین کی کہ

اللهم، إني أسألك نفسًا بك مطمئنة، تؤمن بلقائك، وترضى بقضائك، وتقنع بعطائك

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے نفس مطمئن کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو جو تیری قضا پر راضی ہو اور جو تیری عطا پر قانع ہو۔

اللہ کا سلام سن کر مومن جان کا ھدیہ پیش کرتا ھے

عزرائیل جب مومن کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو اس کے کان میں کہتا ہے "السلام ... اسلام" اسلام اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے وہ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا سلام مومن تک پہنچاتا ہے کہ السلام تجھے سلام کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میری دعوت کو قبول کرو میں تمہارا مشتاق ہوں جنت اور جنتی حوریں بڑے اشتیاق اور بے تابی سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ مومن جب سلام اور بشارت کو سنتا ہے تو کہتا ہے میں بشارت دینے والے کو ہدیہ و نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ مومن انسان یہ جانتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور فرشتوں کو کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی مال و متاع کی طرف ان کی نظر نہیں اس لئے وہ کہتا ہے کہ میں ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سوائے میری روح کے کوئی اور ایسا ہدیہ نہیں جو عزیز ہو یعنی تمہیں پیش کرنے کے وہ لائق بھی ہو اس لئے اپنے ہدیہ کے لئے میری روح کو ہی قبض کرو۔ (تفسیر کبیر)

موت اور شیطان

موت کے وقت بھی شیطان زوردار حملہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ مومن کو شیطان کے آخری مکر و فریب سے محفوظ رکھتا

ہے اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا ا (پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ٦)

بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

شیطان تمہاری خیر خواہی کے ہزار دعویٰ کرے وہ تم سے دوستی کے عہد و پیمان کرتے ہوئے کتنی ہی قسمیں کھائے سن لو وہ جھوٹا ہے وہ تمہارا ازلی دشمن ہے تمہاری وجہ سے جو چوٹ اس کو لگی ہے اس کی ٹیسیں کم نہیں ہوئیں تم اس کی میٹھی میٹھی باتوں میں آجاتے ہو وہ تو ہر لمحہ ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ فرصت ملے تو تمہیں ایسی قلابازی دے کہ تم اپنے بلند مقام سے منہ کے بل خاک مذلت پر آ گرو اور وہ تمہارا مذاق اڑائے نادان نہ بنو ایسے خطرناک دشمن سے ہمیشہ چوکنے رہو جب وہ تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو تب ہی تم اس کے فریب سے بچ سکو گے۔ شیطان سب سے بڑا دھوکے باز ہے اسی لئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس سے پہلی آیت میں غرور سے مراد شیطان ہے بے شک شیطان دھوکے بازی کے فن میں بے نظیر ہے وہ ہر شخص کو ایک قسم کے دام فریب میں پھنسانے کی کوشش نہیں کرتا ہر شخص کی نفسیات کو جانتا ہے ہر انسان کے کمزور پہلو سے ہوا کرتا ہے، عقل کے پجاریوں کو وہ ایسے چکر دیتا ہے کہ وہ کبھی اس کائنات کے کارخانے سے اس کو لاتعلق قرار دیتے ہیں اور کبھی نزول وحی اور وقوع قیامت کو عقل کے منافی ثابت کرتے ہیں اور جو لوگ علم و عقل سے اتنی دلچسپی نہیں رکھتے انہیں کبھی دولت کا لالچ دے کر کبھی اقتدار کے سہانے خواب دکھا کر کبھی شہرت دوام کے چکر میں الجھا کر ان سے ایسی ایسی خسیس، سفاکانہ اور مروت سے گری ہوئی حرکتیں کراتا ہے کہ اسے دیکھنے والے بھنا کر رہ جاتے ہیں جو خدا پر اور قیامت پر ایمان محکم رکھتے ہیں ان کی شمع ایمان کو اگر بجھا نہیں سکتا تو ان کے کانوں میں چپکے سے یہ فسوں پھونک دیتا ہے کہ تیرا رب غفور رحیم ہے بے شک نماز نہ پڑھو بے شک داد عیش دیتے رہو اس کی مغفرت کے سامنے تیرے گناہوں کی کیا حقیقت ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اس جملے کی بہترین تشریح حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا

قال الغرور بالله ان يعمل بالمعاصي ثم تمنى على الله المغفرة

یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ غرور کا مطلب یہ ہے کہ انسان دھڑا دھڑ گناہ کرتا ہے اور تمنا یہ کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔

شیطان اپنی دھوکہ بازی کے آخری وار پر مومن اس وقت اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کی آغوش میں ہوتا ہے۔

فائدہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے انبیاء جیسی موت کی تمنا کی ہے نمونہ ملاحظہ ہو۔

ادریس علیہ الصلوۃ والسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک فرشتے نے اجازت چاہی کہ وہ ادریس علیہ السلام کے پاس جائے چنانچہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا ملک الموت سے بھی کوئی تعلق ہے اس نے کہا ہاں وہ میرے بھائی ہیں (کیونکہ ہم دونوں فرشتے ہیں) ادریس علیہ السلام نے پوچھا کہ مجھے ان سے کوئی فائدہ پہنچوا سکتے ہو۔ فرشتے نے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ موت آگے پیچھے ہو جائے تو یہ ناممکن ہے البتہ ان سے یہ کہوں گا کہ موت کے وقت وہ آپ پر نرمی کریں چنانچہ فرشتے نے ادریس علیہ السلام کو اپنے بازوؤں پر بٹھایا اور آسمان پر پہنچا یہاں ملک الموت سے ملاقات ہوئی۔ فرشتے نے کہا مجھے آپ سے کام ہے ملک الموت نے کہا مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے آپ ادریس علیہ السلام کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں ان کا نام تو زندوں سے مٹ چکا ہے اب ان کی زندگی کا آدھا لمحہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ ادریس علیہ السلام فرشتے کے بازوؤں میں انتقال کر گئے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت مند انسان تھے جب آپ گھر سے باہر نکلتے تو دروازوں کو تالے لگا دیتے تا کہ کوئی گھر میں نہ جائے۔ ایک دن جب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں ایک شخص کھڑا ہے آپ نے پوچھا جب تم کون ہو؟ اس نے کہا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا کوئی میرے لئے حجاب نہیں۔ داؤد علیہ السلام نے کہا قسم ہے خدا کی تم تو ملک الموت معلوم ہوتے ہو میں تم کو خوش آمدید کہتا ہوں آپ نے کمبل اوڑھا اور آپ کی روح قبض ہو گئی۔ (مسند احمد، شرح الصدور)

موت کے وقت نیک و بد کی علامات

موت کے وقت بعض ایسی علامات پائی جاتی ہیں جن سے انسان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ نیک ہے یا بُرا۔ ان علامات پر حدیث پاک شاہد ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آئے ،آنکھوں میں آنسو آئیں اور نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ کی رحمت ہے اور وہ اس طرح آواز نکالے جس طرح نوجوان اُونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو،رنگ پھیکا پڑ جائے اور جھاگ ڈالنے لگے تو یہ اللہ کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔(نوادرالاصول،حاکم،شرح الصدور)

موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مومن کو بوجہ شدت موت پسینہ آجاتا ہے جو اس کی پیشانی پر نمودار ہوتا ہے اس کی وجہ سے اسے گناہوں سے آزادی مل جاتی ہے اور اس کے مدارج بلند ہوتے ہیں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ پسینہ آنے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس شخص نے دنیا میں مشقت برداشت کرکے رزِق حلال حاصل کیا اور اپنے نفس کو تنگی میں ڈال کر نمازیں ادا کیں اور روزے رکھے یہی کام اللہ کو پسند ہیں اور اس کی مقبولیت کی علامات ہیں جن سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال لے کر جا رہا ہے۔

آنکھوں میں آنسو آنا اس پر دلیل ہے کہ یہ شخص جب دنیا میں عبادات کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس کے آنسو بہتے تھے۔

میت کی خیر خواهی

جب انسان پر موت کا وقت قریب ہو اس کی چارپائی کو اس طرح پھیر دیا جائے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔

قریب المرگ شخص کے قریب سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جائے کیونکہ اس سے اس شخص کے لئے آسانی ہوتی ہے حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سورۂ یٰسین کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے (صغائر) گناہ معاف فرماتا ہے (کیونکہ کبائر گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے) اور تم اس سورت کو اپنے فوت ہونے والوں کے پاس پڑھو یعنی جو لوگ فوت ہونے کے قریب ہوں ان کے پاس پڑھو یا دوسرا معنی یہ بھی ہے جو تمہارے احباب فوت ہو جائیں ان کی قبروں کے پاس جا کر سورۂ یٰسین کی تلاوت کرو کیونکہ وہ مغفرت کے محتاج ہیں اس لئے یہ سورۃ پڑھ کر ان کی مغفرت کی جائے۔

خیال کیا جائے کہ سورۂ یٰسین کا انتخاب ہی کیوں کیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے اس سورۃ کو قلب قرآن قرار دیا قیامت کے احوال کا جس طرح ذکر اس سورۃ میں ہے کسی اور میں نہیں اس کا پڑھنا مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور اس کی تلاوت کرنا غفلت سے اطاعت و عبادت کی طرف لاتا ہے ان وجوہ کے پیش نظر اس کو فوت

ہونے والوں یا فوت شدہ کے قریب پڑھا جاتا ہے۔ (مرقاۃ)

تلقین میت

جس شخص کی موت کا وقت قریب ہو اس کو کلمہ کی تلقین کرنی چاہیے یعنی ایسے شخص کو کلمہ کی تلقین کی جائے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

تضوا موتا کم لا الہ الا اللہ . (مسلم، مشکوٰۃ)

تم میں سے جو لوگ مرنے کے قریب ہوں ان کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرو۔

یعنی ان کو کلمہ توحید یاد دلاؤ اس طرح کلمہ شہادت کا پڑھنا بھی فائدہ دیتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ میت سن کر کلمہ پڑھ لے ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ بچے کو سب سے پہلے کلمہ توحید یعنی "لا الـــہ الا الـلّٰـہ" پڑھاؤ اور موت کے وقت اسی کلمہ کی تلقین کرو۔

مسئلہ

فوت ہونے والے کو تلقین کرنا مستحب ہے بعض فقہاء کرام نے اسے واجب لکھا ہے۔

مسئلہ

تلقین کے وقت قریب المرگ شخص کے قریب کلمہ پڑھا جائے اسے یہ نہ کہا جائے کہ تو کلمہ پڑھ ممکن ہے کہ وہ آخری وقت میں کلمہ پڑھنے سے انکار کر دے اگر چہ سکرات موت میں کلمہ پڑھنے سے انکار کفر نہیں لیکن پھر بھی بظاہر بہتر نظر نہیں آتا اگر اس کو آخری وقت کلمہ پڑھنا نصیب ہو گیا تو یہ اس کی خوش قسمتی ہو گی کیونکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ. (رواہ ابو داؤد، مشکوٰۃ)

جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

مسئلہ

تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو کیونکہ آدمی کی موت کے وقت اس کے پاس نیک لوگوں کا ہونا اچھی بات ہے اسی طرح اس کے قریب خوشبو لگانا بھی مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ

موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں مگر جس کا حیض ختم ہو گیا ہو اور ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو وہ عورت اور جنبی عورت کو کسی کے روح نکلتے وقت قریب نہیں ہونا چاہیے کوشش کی جائے کہ مکان میں کوئی تصویر اور کتا نہ ہو اگر یہ چیزیں مکان میں ہوں تو فوراً ان کو باہر نکال دیا جائے کیونکہ جہاں یہ چیزیں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

مسئلہ

حضرت مروزی حضرت جابر بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ مرنے والے کے پاس سورۂ رعد کا پڑھا جانا بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے مردہ پر آسانی ہوتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں مرنے والے کے قریب یہ دعا بھی پڑھی جاتی

اللھم اغفر لفلان بن فلاں(اس کا اور اس کے باپ کا نام یہاں لیا جائے)وبرد علیہ مضجعہ ووسع علیہ قبرہ واعطہ الراحۃ بعد الموت والحقہ بنبیہ وتول نفسہ وصعد روحہ فی ارواح الصالحین واجمع بیننا وبینہ فی دار تبقی فیھا الصحۃ ویذھب عنا فیھا النصب والتعب

اور حضور اکرم پر درود پاک پڑھا جاتا اور بار بار دعا کو پڑھا جاتا حتیٰ کہ وہ فوت ہو جاتا۔(شرح الصدور)

سنی العقیدہ

سنی عقیدہ پر زندگی بسر ہو خاتمہ ایمان پر نصیب ہوتا ہے بالخصوص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ قادریہ کی تو ضمانت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہے۔

بدعقیدہ کا خاتمہ تباہ

حالات گواہ ہیں کہ بدعقیدہ کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا ایک واقعہ حاضر ہے۔ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کو موت کے وقت کلمہ شریف پڑھنے کو کہا تو اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا جب ہوش میں آیا تو اس نے کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ یہ بیان کی کہ میں ایسی قوم کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیتی تھی۔

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدہ لوگوں کی مجلس میں ایک نحوست یہ بھی ہے کہ انسان مرتے وقت کلمہ طیبہ کی نعمت

سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ ذرا غور کرو کہ جب حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دشمنوں کی مجلس میں شرکت کرنے والے کا یہ حال ہے تو اس کا اپنا کیا حشر ہوگا جو خود محبوبِ خدا ﷺ کے دشمنوں کی صحبت میں رہتا ہو۔ (تذکرۃ الموتی والقبور، ثناء اللہ پانی پتی)

تفصیل مزید فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام'' (کامل دو حصے) پڑھیں۔

دلیل

مذکورہ مسئلہ کی دلیل ماں کے بے فرمان کی موت کافی ہے۔ مشہور روایت ہے کہ ایک نوجوان کی (تحفہ نصائح وغیرہ میں اس نوجوان کا نام حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر ہے) موت کے وقت زبان بند ہوگئی اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت یعنی کلمہ توحید ''لاالٰہ الا اللّٰہ'' جاری نہیں ہو رہا تھا دوسرے صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس صحابی کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہونے کی اطلاع دی۔ نبی کریم ﷺ یہ سنتے ہی کھڑے ہوئے اور اس کے گھر تشریف لے گئے اور خود پیارے مصطفیٰ ﷺ نے اس کو تلقین کی لیکن صحابی رسول کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا۔ اس حالت زار کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا یہ شخص نماز پڑھتا تھا؟ آپ کو بتایا گیا کہ ہاں نماز تو پڑھتا تھا پھر حبیب پاک ﷺ نے پوچھا کیا یہ شخص روزہ رکھتا تھا؟ عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ روزہ تو رکھتا تھا پھر میرے آقا و مولیٰ نے سوال کیا کیا یہ شخص زکوٰۃ ادا کرتا تھا؟ عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ زکوٰۃ بھی ادا کرتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا یہ والدین کا نافرمان تھا اس سوال کے جواب میں عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ یہ اپنے والدین کا نافرمان تو تھا باقی قصہ بھی مشہور ہے۔ اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ جو ماں کا بے فرمان اور گستاخ ہے اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا تو نبی کریم ﷺ اور اولیاء کے گستاخ اور بے فرمان کا خاتمہ کیسے ہوگا؟

دریائے ہولِ محشر پر جوش ہے قیامت ہر موج ہے بلا از الطمہ اجل کی زحمت
کون اپنا ہے معاون جز صاحب شفاعت گرہو زیاوری پروہ نا خدائے امت
کشتی نہ پھر سلامت بحر محن سے نکلے

حل لغات

محن، محنت کی جمع۔

شرح

اس قطعہ میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیامت کا منظر اور اس کی ہولناکیاں بیان کر کے عقیدۂ شفاعت بیان فرمایا ہے قیامت ہولِ محشر کا دریا پُر جوش ہے اس کی ہر موج اجل کا طمانچہ ہے جو دکھ اور مصائب سے بھرپور ہے اس وقت صاحب شفاعت ﷺ کے سوا ہمارا کون معاون و مددگار ہے اگر وہ امت کا ناخدا (کارساز) کی مددگار نہ ہو تو پھر تکالیف کے دریا سے کشتی کس طرح سلامتی سے نکل سکتی ہے۔

منظر محشر اور اس کی ہولناکیاں

حدیث شریف میں ہے کہ جب سے اسرافیل علیہ السلام پیدا کئے گئے ہیں اس وقت سے صور ان کے منہ میں ہے ان کا ایک قدم آگے دوسرا پیچھے حکم خدا کے انتظار میں ہے ہوشیار ہو جاؤ صور پھونکے جانے کے وقت سے ڈرو اُس وقت لوگوں کی ذلت اور رسوائی اور عاجزی کا تصور کرو جب کہ دوسری مرتبہ صور پھونک کر انہیں کھڑا کیا جائے گا اور وہ اپنے متعلق اچھا یا بُرا فیصلہ سننے کے منتظر ہوں گے اور اے انسان تو بھی ان کی ذلت اور پریشانی میں برابر کا شریک ہوگا بلکہ تو دنیا میں آسودہ حال اور دولت مند ہے تو جان لے کہ اس دن دنیا کے بادشاہ تمام مخلوق سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہوں گے اور وہ چیونٹیوں کی طرح پامال ہوں گے۔ اس وقت جنگلوں اور پہاڑوں سے درندے سر جھکائے قیامت کی ہیبت سے سہمے ہوئے اپنی ساری درندگی اور وحشت بھول کر لوگوں میں گھل مل جائیں گے یہ درندے اپنے کسی گناہ کے سبب نہیں بلکہ صور کی خوفناک آواز کی شدت کی وجہ سے زندہ ہو جائیں گے اور انہیں لوگوں سے خود اور وحشت تک محسوس نہیں ہوگی۔

قرآن مجید

وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ التکویر، آیت ۵) اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں۔

فائدہ

پھر شیطان اور سخت نافرمان اپنی نافرمانی اور سرکشی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے انتہائی ذلت سے اس فرمانِ الٰہی کی تائید میں حاضر ہوں گے۔

فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا (پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۶۸)

تو تمہارے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

فائدہ

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟اور جب لوگ قبر سے اُٹھانے کے بعد ننگے پیر اور ننگے بدن میدانِ قیامت میں جو ایک صاف شفاف زمین ہوگی جس میں کوئی کجی اور ٹیلہ نہیں ہوگا آئیں گے اس پر نہ کوئی ٹیلہ ہوگا کہ انسان اس کے پیچھے اوجھل ہو جائے اور نہ ہی کوئی گھاٹی ہوگی جس میں انسان چھپ جائے بلکہ وہ ہموار زمین ہوگی جس پر لوگ گروہ درگروہ لائیں جائیں گے بے شک رب ذوالجلال عظیم قدرتوں کا مالک ہے جو روئے زمین کے گوشے گوشے سے تمام مخلوق کو ایک ہی میدان میں صور پھونکنے کے وقت جمع فرمائے گا۔ دل اس لائق ہیں کہ اس دن بے قرار ہوں اور آنکھیں خوفزدہ ہوں۔

احادیث مبارکہ

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن لوگ ایک چٹیل میدان میں کھڑے کئے جائیں گے جو ہر قسم کے درختوں اونچے نیچے ٹیلوں اور عمارتوں سے پاک ہوگا اور یہ زمین دنیا کی زمین جیسی نہیں ہوگی بلکہ یہ صرف نام کی ہی زمین ہے۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ . (پارہ ۱۳،سورۂ ابراہیم،آیت ۴۸)

جس دن بدل دی جائے زمین اس زمین کے سوا اور آسمان۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ اس زمین میں کمی بیشی کی جائے گی اس کے درخت، پہاڑ، وادیاں، دریا سب ختم کردیئے جائیں گے اور اسے عکاظی چمڑے کی طرح کھینچا جائے گا (جس طرح کچے چمڑے کو کھینچتے ہیں) وہ بالکل چٹیل میدان ہوگا جس پر نہ کسی کو قتل کیا گیا ہوگا اور نہ ہی اس پر گناہ ہوا ہوگا اور آسمانوں کے سورج، چاند اور ستارے ختم کردیئے جائیں گے۔

فائدہ

غور فرمایئے اس دن کی ہولناکی اور شدت کتنی عظیم ہوگی جب کہ لوگ اس میدان میں جمع ہوں گے، تمام ستارے بکھر جائیں گے اور سورج و چاند کی روشنی زائل ہونے کی وجہ سے زمین اندھیرے میں ڈوب جائے گی اور اسی حالت میں آسمان اپنی اس تمام تر عظمت کے باوجود پھٹ جائے گا وہ آسمان جس کا حجم پانچ سو برس کا سفر اور جس کے اطراف واکناف پر ملائکہ تسبیح میں مشغول ہیں اس کے پھٹنے کی ہیبت ناک آواز تیری قوتِ سماعت پر زبردست

خوف چھوڑ جائے گی اور آسمان زردی مائل پگھلی ہوئی چاندنی کی طرح بہہ جائے گا، سرخی مائل جیسا ہو جائے گا۔ آسمان جھڑی ہوئی راکھ کی طرح، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوں گے اور برہنہ پا لوگ وہاں بکھرے ہوئے ہوں گے فرمانِ نبوی ہے کہ لوگ ننگے پیر، ننگے بدن اُٹھیں گے اور اپنے پسینے میں کان کی لوؤں تک غرق ہوں گے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ کیا عبرت ناک منظر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کو ننگا دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا اس دن لوگ ننگے ہوں گے مگر کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوگا کیونکہ لوگ مختلف صورتوں میں چل رہے ہوں گے بعض لوگ پیٹ کے بل اور بعض منہ کے بل چلیں گے انہیں کسی کی طرف توجہ کرنے کا ہوش ہی نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین حالتوں میں ہوں گے سوار، پیدل اور منہ کے بل چلنے والے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ نے فرمایا جو پیروں پر چلا سکتا ہے وہ منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

ایک سوال کا جواب

آدمی کی طبیعت میں انکار کا مادہ بہت ہے جس چیز کو دیکھ نہیں پاتا ہے اس کا انکار کر دیتا ہے چنانچہ اگر انسان سانپ کو پیٹ کے بل انتہائی برق رفتاری سے دوڑتا ہوا نہ دیکھتا تو یہ بات کبھی تسلیم نہ کرتا کہ پیٹ کے بل دوڑا اور چلا جا سکتا ہے جنہوں نے پیروں پر کسی کو چلتے ہوئے نہیں ہو دیکھا ہوگا ان کے لئے یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہوگی۔ انسان صرف پیروں پر چلتا ہے لہٰذا تم دنیاوی قیاس سے کام لیتے ہوئے اخروی عجائبات کا انکار نہ کرو پس اس پر قیاس کر لو کہ تم دنیا کے عجائبات نہ دیکھے ہوتے اور تمہیں ان کے متعلق بتایا جاتا تو تم تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے۔

انتباہ

جب تم ننگے، ذلیل و رسوا، حیران و پریشان اپنے متعلق اچھے یا بُرے فیصلے کے منتظر رہوں گے تب تمہاری کیا حالت ہوگی۔

عرصہ محشر کی کیفیت

مخلوق کے اژدہام اور بھیڑ بھاڑ کے متعلق ذرا خیال کرو کہ عرصہ محشر میں زمین و آسمان کی تمام مخلوق فرشتے ہیں۔ جن، انسان، شیطان، جانور، درندے، پرندے سب جمع ہوں گے پھر سورج نکلے گا اس کی گرمی پہلے سے دگنی ہوگی اور

اس کی حدت میں موجودہ کمی دور ہو جائے گی۔ سورج لوگوں کے سروں پر ایک کمان کے فاصلہ کے برابر آ جائے گا اس وقت عرشِ الٰہی کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہیں ہوگا اور اس کے سایہ میں ابرار ہوں گے۔ سورج کی تمازت کی وجہ سے ہر جاندار شدید دکھ اور بے پناہ مصیبت میں ہوگا، لوگ ایک دوسرے کو ہٹائیں گے تا کہ اژدہام کم ہو اس وقت سورج کی گرمی، سانسوں کی گرمی، دلوں میں پشیمانی کی آگ اور زبردست خوف وہراس طاری ہوگا اور ایک بال سے پسینہ بہنا شروع ہوگا یہاں تک کہ وہ قیامت کے میدان میں پانی کی طرح بھر جائے گا اور ان کے جسم بقدر گناہ پسینے میں ڈوبے ہوں گے بعض گھٹنوں تک بعض کمر تک بعض کانوں کی لو تک اور بعض سراپا پسینہ میں غرق ہونگے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ وہ بعض لوگ کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت میں لوگوں کا پسینہ ستر ہاتھ اونچا ہو جائیگا اور ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ لوگ چالیس برس برابر آسمان کی جانب ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہیں گے اور شدید تکلیف کی وجہ سے پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوا ہوگا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے انتہائی قریب ہوگا لوگوں کو شدید پسینہ آئے گا چنانچہ لوگ ٹخنوں تک، بعض آدھی پنڈلی تک، بعض گھٹنوں تک، بعض رانوں تک، بعض کمر تک، بعض منہ تک (اور آپ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ انہیں پسینہ کی لگام لگی ہوئی ہوگی) اور بعض لوگ پسینہ میں ڈوب جائیں گے اور آپ نے سر کی طرف اشارہ فرمایا۔

فائدہ

برادرانِ اسلام ذرا قیامت کے روز کے پسینہ اور دکھ درد کو یاد کر اور سوچ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہیں گے اے اللہ! ہمیں اس مصیبت سے نجات دے اگر چہ تو ہمیں جہنم بھی بھیج دے اور تو بھی انہی میں سے ایک ہوگا اور تجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں تک پسینہ میں غرق ہوگا۔

نیز وہ انسان جس کا حج، جہاد، روزہ، نماز، کسی بھائی کی حاجت روائی، نیکی کے حکم اور برائیوں سے منع کرنے کے سلسلے میں پسینہ میں بہا ہے قیامت کے دن شرمندگی اور خوف کی وجہ سے اس کا پسینہ بہے گا اور شدید رنج والم ہوگا

اس سے ایسا کام سرزد نہیں ہوا ہے۔

اگر انسان جہالت اور فریب سے کنارہ کش ہو کر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ عبادات میں سختی برداشت کرنا قیامت کے طویل سخت اور شدید دن کے انتظار اور پسینہ (کے عذاب) سے بہت ہی آسان ہے۔

قیامت میں امراء اور کنگال

دنیا ہر شخص امیری کا خواہاں اور افلاس و تنگدستی سے ڈرتا ہے ذرا یہی دونوں باتیں آخرت میں ہوں گی ابھی سے یاد کرلیں کہ ہوں امیر کون اور تنگدست و مفلس کون ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے کہا مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال و منال نہ ہو آپ نے فرمایا نہیں میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا ثواب لئے ہوئے آئے گا مگر اس نے کسی کی غیبت، کسی کو ناحق قتل، کسی پر ظلم اور کسی کا مال کھایا ہوگا تو اس کی تمام نیکیاں ان لوگوں میں تقسیم کردی جائیں گے جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گے تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈالا جائیگا۔

فائدہ

اے برادر اس دن تیری کیا حالت ہوگی تیرے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں ہے جسے تو نے ریاء اور شیطان کے وسوسوں سے پاک ہو کر کیا ہوگا۔ اگر تو نے طویل مدت میں ایک خالص نیکی حاصل کرلی ہے تو وہ بھی قیامت میں تیرے دشمن لے جائیں گے شاید تو نے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا اگرچہ تو ساری رات عبادت میں اور تمام دن روزوں میں گذارتا ہے مگر تیری زبان مسلمانوں کی غیبت سے نہیں رکتی اور تیری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں دیگر برائیاں جیسے حرام کی چیزیں کھانا، مال مشکوک ہضم کرجانا اور مکمل طور پر عبادتِ الٰہی نہ کرسکنے کی کوتاہی سے تو کیسے عہدہ برآ ہوسکتا ہے جب کہ اس دن ہر بے سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دو بکریوں کو آپس میں سینگ مارتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ابوذر جانتے ہو یہ ایسا کیوں کررہی ہیں میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کیوں ایک دوسرے کو سینگ مار رہی ہیں اور وہ قیامت کے دن ان کا فیصلہ فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ کریم کی آیت

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ا (پارہ ۷،سورۃ الانعام،آیت ۳۸)

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندکہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔

کی تفسیر فرماتے ہیں قیامت کے دن تمام مخلوق جانور درندے پرندے وغیرہ اُٹھائے جائیں گے اور ہر کسی کو انصاف دیا جائے گا یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلہ دلایا جائیگا اور پھر کہا جائے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ اس وقت یہ سن کر ہر کافر یہ پکار اُٹھے گا کہ کاش میں بھی مٹی ہوتا

یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا۠ (پارہ ۳۰،سورۃ نبا، آیت ۴۰) ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا۔

انتباہ

اس وقت جب کہ تیرا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہو گا تو سخت دکھ میں مبتلا ہو کر کہے گا میری نیکیاں کہاں ہیں؟ اور تجھ سے کہا جائے گا کہ وہ تیرے دشمنوں کے نامہ اعمال میں منتقل ہو گئیں ہیں اس وقت تو اپنے نامہ اعمال کو بُرائیوں سے بھرا ہوا پائے گا جن سے بچنے کے لئے تو نے دنیا میں انتہائی کوشش کی تھی اور رنج وغم اٹھایا تھا تب تو کہے گا اے اللہ میں نے تو یہ گناہ نہیں کئے تھے تو تجھے کہا جائیگا کہ یہ ان لوگوں کی برائیاں تیرے حصہ میں آئی ہیں جن کی تو نے غیبت کی، گالیاں دیں اور ان سے لین دین، ہمسائیگی گفتگو، مباحثوں اور دیگر معاملات میں تو نے بدسلوکی کی تھی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا شیطان جزیرۃ العرب میں بت پرستی سے ناامید ہو گیا ہے لیکن وہ عنقریب تمہارے بُرے افعال سے راضی ہو جائے گا اور یہی بد اعمالیاں تباہ کرنی والی ہیں جہاں تک ہو سکے زیادتیوں سے بچو کیونکہ قیامت کے دن ایک ایسا انسان بھی آئے گا جس کی نیکیاں پہاڑوں کی طرح ہوں گی اور وہ یہ سمجھے گا کہ میں عنقریب نجات پا جاؤں گا مگر برابر انسان آتے جائیں گے اور کہیں گے اے اللہ اس نے ہم پر ظلم کیا تھا رب فرمائے گا اس کی نیکیاں مٹا دو یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہیں بچے گی یہ ایسا ہی ہے جیسے کچھ لوگ سفر میں ایک صحرا میں اترے ان کے پاس لکڑیاں نہیں تھیں وہ ادھر ادھر پھیل گئے اور انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں مگر آگ جلانے سے پہلے ہی وہاں سے چل دیئے یہی حال گناہوں کا ہے۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ۠ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۠ (پارہ ۲۳،سورۃ الزمر، آیت ۳۰،

(۳۱

بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اوران کو بھی مرنا ہے۔پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کرتے ہیں وہ لوٹائی جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تا کہ ہر مظلوم کو اس کا حق دلایا جائے۔حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بخدا یہ بات بہت عظیم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ،غبار آلود خالی ہاتھ اُٹھائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا (اور یہ آواز قریب و دور یکساں سنی جائے گی) کہ میں بادشاہ ہوں ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دینے والا ہوں،کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں بغیر بدلہ دیئے نہ جائے گا یہاں تک کہ معمولی سی چیزوں کا بھی بدلہ دلایا جائے گا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا حضور بدلہ کیسے دیا جائیگا لوگ تو برہنہ اور خالی ہاتھ ہوں گے۔آپ نے فرمایا نیکیوں اور گناہوں کے ساتھ بدلے دیئے اور لئے جائیں گے لہٰذا اللہ سے ڈرو لوگوں کے مال چھین کر،ان کی عزتیں پامال کر کے،ان کے دل دکھا کے اوران سے بُرا سلوک کر کے ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ جو گناہ بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہیں وہ بہت جلد معاف کر دیئے جائیں گے۔

فائدہ

جو شخص گناہ اور لوگوں سے زیادتیاں کر کے تائب ہو چکا ہو اسے چاہیے کہ وہ نیکیوں میں دل لگائے اوران کو یومِ قیامت کے لئے ذخیرہ بنائے۔مزید برآں مکمل اخلاص سے ایسی نیکیاں کرے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو ممکن ہے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ اسے مقرب بنالے اوران محبوب مومنوں کی جماعت اسے شامل فرمالے جسے وہ باوجود زیادتیوں کے اپنے لطف وکرم سے بخش دے گا۔

معافی کا انعام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا اسی طرح کہ آپ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور کس بات پر تبسم فرمارہے ہیں آپ نے فرمایا میری امت کے دو آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے ان میں سے ایک کہے گا الٰہ العالمین مجھے اس بھائی سے انصاف دلا رب تعالیٰ

دوسرے آدمی سے فرمائے گا کہ اسے اس کا حق دو وہ عرض کرے گا الٰہی میری نیکیوں میں کچھ باقی نہیں رہا ہے اللہ تعالیٰ انصاف چاہنے والے سے فرمائے گا اب کیا کہتے ہو؟ وہ کہے گا اے اللہ اس کے عوض میرے گناہوں کا بار اس پر کر دے۔ حضور اکرم ﷺ کی چشمہائے اطہر اشک بار ہوگئیں پھر فرمایا بے شک یہ بہت شدید دن ہوگا لوگ اپنے گناہ دوسروں پر ڈالنے کے خواہش مند ہوں گے اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے فرمائے گا کہ نظر اُٹھا کر جنت کو دیکھو وہ جنت کو دیکھ کر کہے گا میں نے سونے چاندی کے اونچے اونچے محلات دیکھے ہیں جن میں موتی جڑے ہوئے ہیں یہ کون سی نبی، صدیق یا شہید کے لئے ہیں۔ رب تعالیٰ فرمائے گا جو اس کی قیمت ادا کرے گا اسے دوں گا وہ کہے گا اے اللہ ان کی قیمت کس کے پاس ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے پاس ان کی قیمت ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے اس بھائی کو معاف کردے چنانچہ وہ اسے معاف کردے گا اور رب تعالیٰ فرمائے گا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کردے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے سے نیکی کرو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں میں باہم صلح کرائے گا۔

اس ارشاد میں یہ تاکید پائی جاتی ہے کہ انسان اپنے اخلاق بہتر بنائے، لوگوں سے نیکی کرے۔ اب اے انسان ذرا غور کر اگر تیرا نامہ اعمال اس دن مظالم سے پاک ہو یا اللہ تعالیٰ تجھے اپنے لطف وکرم سے بخش دے اور تجھے سعادتِ ابدی کا یقین ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عدالت سے واپس لوٹتے ہوئے تجھے کتنی خوشی اور مسرت ہوگی تیرے جسم پر رضائے الٰہی کا لباس ہوگا تیرے لئے ابدی سعادت ہوگی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں حاصل ہوں گے۔ اُس وقت تیرا دل خوشی وشادمانی سے اُڑ رہا ہوگا، تیرا چہرہ سفید ونورانی ہوگا اور چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں تو سر اُٹھائے ہوئے وہ فخر کے ساتھ لوگوں میں جائے گا، تیری پیٹھ گناہوں سے خالی ہوگی، جنت کی ہواؤں اور رضائے الٰہی کی ٹھنڈک سے تیری پیشانی چمک رہی ہوگی ساری مخلوق کی نگاہیں تجھ پر جمی ہوں گی وہ تیرے حسن و جمال پر رشک کریں گے، ملائکہ تیرے آگے پیچھے چل رہے ہوں گے اور لوگوں سے کہیں گے یہ فلاں بن فلاں ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوا اور اسے راضی کردیا۔ اسے سعادتِ ابدی میسر آگئی ہے اور اسے کبھی بھی شقاوت سے ہمکنار نہیں ہونا پڑے گا کیا تو یہ مقام اس مقام سے بلند نہیں سمجھتا جسے تو ریاء، تصنع، منافقت اور زیب وزینت سے لوگوں کے دلوں میں بناتا ہے اگر تو اس بات کو اچھا سمجھتا ہے اور یقیناً وہی مقام آخرت اچھا ہے تو اخلاص اور اللہ تعالیٰ کے حضور نیت صادق کے ساتھ حاضری دے پھر تو یہ بلند مرتبہ حاصل کرلے گا۔

نامہ اعمال کا برائیوں سے بھرا ہونا اور اس کا انجام

نعوذ باللہ اگر ایسا نہ ہوا اور تیرے نامہ اعمال سے تمام برائیاں نکلیں جنہیں تو معمولی سمجھتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی غلطیاں تھیں اسی وجہ سے تجھ پر اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وہ فرمائے اے بدترین انسان تجھ پر میری لعنت ہو میں تیری عبادت قبول نہیں کرتا تو یہ آواز سنتے ہی تیرا چہرہ سیاہ ہو جائے گا پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب اللہ تعالیٰ کے فرشتے تجھ پر ناراض ہو جائیں گے اور کہیں گے تجھ پر ہماری اور تمام مخلوق کی طرف سے لعنت ہو اس وقت عذاب کے فرشتے اپنی بھرپور بدمزاجی، بدخلقی اور وحشت ناک شکلوں کے ساتھ رب تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے انتہائی غصہ میں تیری طرف بڑھیں اور تیری پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر تجھے تمام لوگوں کے سامنے منہ کے بل گھسیٹیں لوگ تیرے چہرے کی سیاہی دیکھیں، تیری رسوائی دیکھیں اور تو ہلاکت کو پکارے اور فرشتے تجھے کہیں تو آج ایک ہلاکت کو نہیں بہت سی ہلاکتوں کو ملا اور فرشتے پکار کر کہیں یہ فلاں بن فلاں ہے اللہ تعالیٰ نے آج اس کی رسوائیوں کا پردہ چاک کر دیا ہے اس کے بُرے اعمال کی وجہ سے اس پر لعنت کی ہے اور دائمی بدبختی اس کو نصیب ہوئی ہے اور یہ انجام بسا اوقات ایسے گناہوں کا ہوتا ہے جسے تو نے لوگوں سے چھپ کر کیا ہو ان سے شرمندگی یا اظہارِ تقویٰ کے طور پر تو نے ایسا کیا ہو مگر اس سے بڑھ کر اتیری بیوقوفی اور کیا ہو گی کہ تو نے چند آدمیوں کے ڈر سے صرف دنیاوی رسوائی سے بچتے ہوئے چھپ کر گناہ کیا مگر اس عظیم رسوائی سے جو ساری دنیا کے سامنے ہو گی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی عذاب الیم اور عذاب کے فرشتوں کا تجھے جہنم کی طرف گھسیٹنا اور دوسرے عذاب شامل ہوں گے مگر افسوس کہ تجھے پیش آنے والے خطرات کا ذرہ بھر احساس نہیں ہے۔

قطعہ کا دوسرا موضوع

مذکورہ بالا مضمون قیامت کی ہولناکیاں پر مشتمل ہے قطعہ کا دوسرا مضمون بھی ملاحظہ ہو

امت بیچاری کا خود نبی والی ہے

مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وصال کے وقت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بعد میری امت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے حبیب ﷺ کو خوشخبری دے دو کہ میں انہیں امت کے بارے میں شرمندہ نہیں کروں گا اور انہیں اس بات کی بھی خوشخبری دے دو کہ جب لوگ محشر کے لئے اُٹھائے جائیں گے تو وہ سب سے جلدی اُٹھیں گے جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہو گا اور بے شک

جنت دیگر امتوں پر اس وقت تک حرام ہوگی جب تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہوگی ۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پارہ ۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

احادیث مبارکہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالا سناد مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ بروزِ قیامت لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے ہر امت اپنے نبی کے تابع ہوگی اور عرض کریگی اے فلاں نبی ہماری شفاعت کیجئے اے نبی ہماری شفاعت کیجئے یہاں تک کہ وہ سب مجتمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے وہ دن ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ شفاعت ہے۔

کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بروز قیامت لوگ اُٹھائے جائیں گے پس میں اور میری امت ایک ٹیلہ پر ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھ کو سبز جوڑا پہنائے گا پھر مجھے اذنِ شفاعت دے گا جو خدا چاہے گا کہوں گا یہی مقامِ محمود ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حدیث شفاعت بیان کرتے ہوئے فرمایا حضور اکرم ﷺ چلیں گے یہاں تک جنت کے دروازہ کا حلقہ (زنجیر) پکڑ ینگے پس اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو وہ مقامِ محمود عطا فرمائے جس کا آپ سے وعدہ کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی اور کھڑا نہ ہو سکے گا اس وقت اگلے پچھلے رشک کریں گے ۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسا مقام ہے کہ جس میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرونگا۔ (شفاء شریف جلد اول)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقامِ محمود پہ کھڑا

ہونے والا ہوں گا عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ کرسی (عدالت) پر جلوہ گر ہوگا۔

حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ میں یا تو آدھی امت بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کروں یا شفاعت کروں میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ عام سودمند ہے کیا اس کو تم متقیوں کے لئے خیال کرتے ہو نہیں بلکہ یہ گنہگاروں خطا کاروں کے لئے ہے۔ (شفاء)

فائدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے شفاعت کے بارے میں کیا اذن ملا فرمایا میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اخلاص سے گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کی زبان اور دل اس کی تصدیق کرے۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے میری امت کا حال دکھایا گیا جو میرے بعد کریگی اور ایک دوسرے کا خون بہائے گی اور گذشتوں امتوں کا عذاب دکھایا گیا جو ان سے پہلے ان پر سبقت کرچکی ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے ان کی شفاعت بروزِ قیامت دے سو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا یہاں ان کو منادی سنائے گا ان کی آنکھ دیکھتی ہوگی، وہ ننگے اور ننگے بدن ہوں گے جیسے کہ وہ پیدا ہوئے تھے خاموشی کا یہ عالم ہو گا کہ کوئی جان بغیر اذن بات تک نہ کر سکے گی۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کو ندا دی جائیگی حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے "لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک (حاضر ہوں نیک بختی اور بھلائی تیرے آگے ہے) اور بُرائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہے تو ہی ہدایت دینے والا ہے جو تجھ سے ہدایت چاہے اور تیرا بندہ تیرے سامنے ہے ہر امر تیرا ہے اور تیری طرف سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا، کوئی بچا نہیں سکتا سوائے تیرے تو بابرکت اور بلند ہے تیری پاکی ہے اے رب کعبہ۔

حذیفہ کہتے ہی کہ یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے اور جنتی جنت میں اور ایک گروہ جنتیوں کا اور ایک گروہ دوزخیوں کا باقی رہ جائے گا تو اس وقت دوزخی گروہ جنتی گروہ سے کہے گا تمہارے ایمان نے تم کو کیا نفع دیا پس وہ

اپنے رب کو پکاریں گے اور چلائیں گے جنتی ان کی آواز سنیں گے پس وہ آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی شفاعت کے لئے عرض کریں گے ہر ایک عذر کریگا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئیں گے سو آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے یہی مقامِ محمود ہے۔ اس کے مثل حضرت ابن مسعود نیز مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اور اسی کا ذکر کیا علی بن حسین نے حضور اکرم ﷺ کے اس مقا کو جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا انہوں نے ہاں کہا یہ آپ کا وہ مقامِ محمود ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے جہنمیوں کو نکالے گا جہنمیوں کے اخراج کے سلسلے میں انہوں نے حدیث شفاعت بیان کی۔

فائدہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا آپ سے وعدہ کیا ہے۔

حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ اور دونوں کے سوا دوسروں کی حدیث ایک دوسرے میں داخل ہیں حضور ﷺ نے فرمایا بروز قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا پھر وہ گھبرائے گے یا فرمایا انہیں الہام ہوگا پس وہ کہیں گے کاش ہم اپنے رب کی طرف شفاعت لے جاتے۔

فائدہ

دوسرے طریق سے حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ لوگ ایک دوسرے میں گھستے پھریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے ان پر وہ تشریف رکھیں گے میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا اور اپنے رب کی جناب میں برابر کھڑا رہوں گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا چاہتے ہو کہ میں تمہاری امت کے ساتھ کیا کروں میں عرض کروں گا اے رب ان کا حساب کتاب جلدی چکا دے۔

پس ان کو بلایا جائے گا اور ان کا حساب کتاب ہوگا پس ان میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جن کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا اور کچھ وہ ہوں گے جن کو میری شفاعت کے ذریعہ جنت میں داخل کریگا میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا حتی کہ ان لوگوں کو بھی بچالوں گا جن کو جہنم میں جانے کا پروانہ مل چکا ہوگا یہاں تک کہ خازنِ جہنم کہے گا اے محمد ﷺ آپ نے تو اپنی امت سے کسی کو بھی خدا کے غضب کا سزاوار نہیں رہنے دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو کے سرزمین سے نکلیں گے اور یہ فخر نہیں اور میں سید الناس ہوں گا بروز قیامت یہ فخر نہیں پس میں آؤں گا اور جنت کی زنجیر پکڑوں گا کہا جائے گا کون؟ میں کہوں گا محمد ﷺ پس میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا اور اللہ تعالیٰ میرا استقبال فرمائے گا تو اس وقت میں سجدہ کنا ہو جاؤں گا اور ذکر کیا جیسا گزرا۔ حضرت انیس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا کہ میں بروزِ قیامت ضرور زمین کے پتھروں اور درختوں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرونگا۔

کس درجہ روز افزوں عشق حبیب رب ہے　　مرآتِ دل میں تاباں عکس مہ عرب ہے

ہر عضو شوق یاد جاناں میں مثل لب ہے　　رگ رگ میں عشق احمد گر ہے تو کیا عجب ہے

آواز یا حبیبی ہر موئے تن سے نکلے

حل لغات

مرآت (آئینہ) تاباں، روشن، چمکدار، بال کھائی ہوئی۔

شرح

اس قطعہ میں امام اہل سنت رحمہ اللہ نے عشق حبیب ﷺ کی کیفیت بیان فرمائی ہے کہ حبیب رب ﷺ کتنا زوروں پر ہے کہ ماہ عرب ﷺ کا عکس میرے دل کے آئینہ پر چمک رہا ہے اب یہ حال ہے کہ محبوب ﷺ کی یاد کے شوق میں میرا ہر عضو میرے ہونٹ بن گئے ہیں بلکہ رگ رگ میں عشق مصطفیٰ ﷺ سمایا ہوا ہے اور اس میں تعجب ہی کیا ہے کیونکہ یہی عین ایمان و اسلام تو ہے بلکہ اب میرا حال یہ ہے کہ میرے جسم کے ہر بال سے یا حبیب، یا حبیب ﷺ کی آواز آرہی ہے۔

عشق رسول ﷺ

یہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کا منشور ہے جسے آپ کے مخالفین نے بھی مانا اور حقیقت بھی یہی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر نظر دوڑائیے ان کے رگ و رپے میں عشق مصطفیٰ ﷺ سمایا ہوا تھا اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا

كيف كان حبكم لرسول الله ﷺ　　صحابہ کو آپ کی ذات سے کس قدر محبت تھی

آپ نے فرمایا

کان رسول اللہ احب الینا من موالنا واولادنا وابائنا وامھاتنا الینا من الماء البارد

الضماء. (الشفاء جلد۲ صفحہ ۵۶۸)

رسول اللہ ﷺ اپنے اموال، اولاد، آباؤ اجداد وامہات سے بھی زیادہ محبوب تھے کسی پیاسے کو شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں سے بھی کہیں بڑھ کر اپنے آقا سے محبت تھی۔

یعنی لوگوں کی پیاس ٹھنڈے پانی سے بجھتی ہے مگر ہماری آنکھیں اور دل زیارتِ چہرۂ نبوی سے سیراب ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے آقا کے حضور کہا کرتے یا رسول اللہ

انی اذ رائیتک طابت نفسی وقرت عینی (سیدنا محمد رسول اللہ صفحہ ۴۰۷ مطبوعہ مصر)

جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں دل خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی آپ کا چہرہ اقدس دیکھ کر بے اختیار پکار اُٹھا

انک احب والدی ومن عینی ومنی والی لا حبک بداخلی وخارجی وسری وعلانیتی.

ابن کثیر جلد۲)

آپ مجھے میرے والدین، میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں آقا میرے ظاہر و باطن اور خلوت وجلوت میں آپ ہی کی محبت کی حکمرانی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کے صحابی تھے جو آپ کے پُر انوار چہرۂ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے

ینظر الیہ لا یطرف — کہ وہ آنکھ جھپکتے ہی نہ تھے۔

ایک دن حضور نے ان سے پوچھا

مابالک — اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟

دست بستہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان

انی اتمتع بک بالنظر (ترجمان السنۃ، رواہ الطبرانی)

میں آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر کے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔

فائدہ

اس روایت میں ''ینظر الیہ لا یطرف'' (دیکھ رہا تھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکتا) اور ''انی اتمتع بک بالنظر'' (آپ کی زیارت لذت حاصل کر رہا ہوں) کے دونوں جملے بار بار پڑھئے اور ان خوش بخت عشاق پر رشک کیجئے جن کی ہر ہر ادا نے انسانیت کو عشق و محبت رسول کا درس دیا۔

زیارت نہ کروں تو مرجاؤں

امام شعبی حضرت عبداللہ بن زید انصاری کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب ﷺ خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

ولا لا انی الیک فاراک مرایت اموت اگر مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہو تو میری موت واقع ہو جائے۔

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

اسی صحابی کے بارے میں ہی منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور کے وصال کی خبر دی وہ اُس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے وصال کا سن کر نہایت غمزدہ ہو گئے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا کی

اللھم اذھب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمد احداً فکف بصرہ (المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۹۴)

اے اللہ میری آنکھیں واپس لے لے تاکہ میں اب اپنے پیارے حبیب آقا محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں پس ان کی نظر اسی وقت ختم ہو گئی۔

چہ کنم چشم بد من نکنذ بکس نگاھے

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی بینائی جاتی رہی لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے اور افسوس کا اظہار کرنے لگے انہوں نے جواب میں کہا

کنت اریدبھا لا نظر الی النبی ﷺ فاما اذاقبض النبی ﷺ فر اللہ مایسرنی ان بھما بظبی من طبا بتالة. (الادب والمفرد للبخاری صفحہ ۱۴۱)

مجھے ان آنکھوں سے فقط اس لئے محبت تھی کہ ان کے ذریعے مجھے اپنے پیارے آقا کا دیدار نصیب ہوتا اب چونکہ آپ کا وصال ہو گیا اس لئے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو مجھے کیا خوشی۔

ہے غلغلہ ہماری الفت کا اب تو ہر سو　　　کیا خوب ہے کہ مشتاق اپنا ہے یارِ دل جو
پیدا ہے اُس کی باتوں سے انتظار کی بو　　　گر مشت خاک میری لے جائے اے صبا تو
اک شور مرحبا کا طیبہ کے بن سے نکلے

حل لغات

غلغلہ، دلجو، محبوب۔ مشت، مٹھی بھر، بن جنگل، بیابان، روئی کھیت۔

شرح

اب تو ہمارے عشق و محبت کی داستان ہر سو پھیل چکی ہے یہ بھی کیا خوب ہے کہ خود محبوب (ﷺ) ہمارا مشتاق ہے یعنی نہ صرف ہمیں ان سے پیار ہے بلکہ انہیں بھی ہمارے ساتھ یونہی محبت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارا منتظر ہے اے صبا اگر میری ایک مٹی بھر خاک مدینہ پاک میں لے جائے تو پھر دیکھنا کہ طیبہ کے در و دیوار سے کیسے مرحبا مرحبا (خوش آمدید) کا شور اُٹھتا ہے۔

محبوب محب اور محب محبوب

اس قطعہ کے مصرعہ میں یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جیسے ہم محبوب کریم ﷺ پر جان چھڑکتے ہیں انہیں بھی ہمارے ساتھ پیار ہے اس کی دلیل دوسرے اور تیسرے مصرعہ میں دی ہے اسے فقیر آگے چل کر عرض کریگا۔ یہاں چند دلائل یہ عرض کردوں کہ جو محبّ ہے وہ محبوب بھی مثلاً اللہ تعالیٰ جملہ مخلوق کا محبوب حقیقی ہے لیکن اسے اپنی جملہ مخلوق سے زیادہ محبت ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبّ ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی سب سے بڑھ کر آپ (ﷺ) سے محبت کرتا ہے اس کی دلیل کی حاجت نہیں صرف وصال کے دن کا مقولہ جبریل علیہ السلام پر اکتفا کرتا ہوں۔

مرض الوصال

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس ساعت میں جبریل امین حاضر ہوئے میں نے ان کی آہٹ کو پہچان لیا گھر والے باہر نکل گئے۔ جبریل اندر داخل ہوئے اور عرض کی اے نبی اللہ! اللہ آپ پر سلام فرماتا ہے اور

فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے متعلق آپ سے زیادہ جانتا ہے لیکن اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ کی عزت ووقار میں اضافہ فرمائے اور مخلوق پر آپ کی عزت ووقار پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے اور آپ کی امت میں مثال ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ میں رنج ودرد پاتا ہوں۔ جبریل نے عرض کی آپ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کو ان انعامات میں پہنچائے جو اس نے آپ کے لئے تیار کئے ہیں آپ نے فرمایا جبریل ملک الموت نے مجھ سے اجازت چاہی اور مجھے بات بتلا گیا ہے۔ جبریل نے عرض کی اے محمد! آپ کا رب آپ کے دیدار کا مشتاق ہے کیا اس نے آپ کو نہیں بتایا کہ اللہ آپ سے کس چیز کا ارادہ فرماتا ہے بخدا ملک الموت نے ہرکسی سے کبھی بھی اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی وہ آئندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا باخبر ہو جایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے عزت و شرف کو پورا فرمانے والا ہے اور وہ آپ کا مشتاق ہے۔

آپ نے فرمایا تب تو میں اُس وقت تک چین نہیں پاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نہ پہنچ جاؤں۔

ملک الموت

ملک الموت جب حاضر ہوا تھا تو اس نے بھی پھر یہی عرض کیا تھا کہ "ان ربک لمشتاق الیک" (المکاشفۃ القلوب الغزالی وغیرہ)

حبیب خدا اور امام احمد رضا

امام احمد رضا اور عشق رسول ﷺ کا چار غلغلہ کی تفصیل پر رسائل معارف رضا کراچی میں دیکھیں فقیر بھی شرح حدائق بخشش کی بعض جلدوں میں تفصیل لکھ چکا ہے یہاں مضمون کی مناسبت سے مختصراً عرض ہے وہ بھی مخالفین کے قلم سے عرض کرتا ہے جس میں انہوں نے امام احمد رضا کے عشق وعلم کا بھرپور اعتراف کیا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھیئے رسالہ "امام احمد رضا خان بریلوی علمائے دیوبند کی نظر میں" مرتبہ علامہ سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری۔

مولوی اشرف علی تھانوی

مولانا غلام یزدانی صاحب (فاضل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا) خطیب جامع مسجد گوندل منڈی اٹک نے راقم الحروف کو مولانا اشرف علی تھانوی کا واقعہ سنایا تھا کہ حضرت کی محفل میں کسی آدمی نے برسبیل تذکرہ مولانا احمد رضا

خان صاحب بریلوی کا نام بغیر مولانا صرف احمد رضا خان کہا تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اسے خوف ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ وہ عالم ہیں اگر چہ اختلاف رائے ہے تم منصب کی بے احترامی کرتے ہو یہ کس طرح جائز ہے ان کی توہین اور بے ادبی کیونکر جائز ہے؟

نوٹ

بالکل اس سے ملتا جلتا بیان قاری محمد طیب نے اپنے مقالے ''علمائے کرام کی تذلیل کسی صورت میں جائز نہیں'' کے صفحہ نمبر ۵ پر لکھا ہے۔

حضرت والا (تھانوی صاحب) کا مزاج باوجود احتیاط فی المسلک کس قدر وسیع اور حسن ظن لئے ہوئے ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی (قدس سرہ) کے بھی بُرا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر دیر تک حمایت فرمایا کرتے تھے اور شدومد کے ساتھ رد فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ﷺ ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم و مغفور کے وصال کی اطلاع حضرت تھانوی کو ملی تو حضرت نے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھ کر فرمایا۔ فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں یا ناچیز کے بارے میں جو فتوے دیئے ہیں وہ حب رسول ﷺ کے جذبے سے مغلوب و مجوب ہو کر دیئے ہیں اس لئے ان شاء اللہ تعالیٰ عند اللہ معزز اور مرحوم و مغفور ہوں گے میں اختلاف کی وجہ سے خدانخواستہ ان کے متعلق تعذیب کی بدگمانی نہیں کرتا۔

مولانا تھانوی نے فرمایا میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (ﷺ) کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

مفتی محمد حسن صاحب

محمد بہاء الحق قاسمی عرض کرتا ہے کہ میرے شفیق استاد مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ اعظم تھانوی نے بار بار مجھ سے فرمایا کہ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔

مفتی محمد شفیع کراچوی

ایک واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا فرمایا جب حضرت مولانا احمد

رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اس کی اطلاع کی۔ مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے جب وہ دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول (ﷺ) کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔

مفتی محمد کفایت اللہ دھلوی

اس میں کلام نہیں کہ مولانا احمد رضا خان کا علم بہت وسیع تھا۔ (ہفت روزہ ہجوم، نئی دہلی، امام احمد رضا نمبر ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء)

مولوی محمد ادریس کاندھلوی

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم مغفور سے لیا ہے کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے مولوی صاحب! (اور یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو انہی کے فتووں کے سبب ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خان تمہیں ہمارے رسول (ﷺ) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تو نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (ﷺ) کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

مولوی اعزاز علی دیوبندی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم وعقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک ''کافر، بدعتی اور مشرک'' کہتے رہے ہیں بہت وسیع النظر اور بلند خیال، علو ہمت عالم دین، صاحب فکر ونظر پایا ہے آپ کے دلائل قرآن وسنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے جا کر تحقیق کریں۔ (رسالہ النور تھانہ بھون صفحہ ۴۰ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ)

مولوی شبیر احمد عثمانی

مولانا احمد رضا خان کوتکفیر کے جرم میں بُرا کہنا بہت ہی بُرا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔(رسالہ ہادی دیو بند صفحہ ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۳۹ھ)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری

جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات واہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو واقعی بریلوی حضرات کے سرگروہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہہ ہیں۔(رسالہ دیوبند صفحہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ)

قاضی اللہ بخش

لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مقیم مولوی قاضی اللہ بخش صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا تو ایک موقع پر حاضر وناظر کی نفی میں مولوی انور شاہ کشمیری صاحب نے تقریر فرمائی کسی نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان تو کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں مولوی انور شاہ کشمیری نے ان سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ پہلے احمد رضا تو بنو تو پھر یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔

علم الحدیث اور احمد رضا

آخر میں ایک غیر جانبدار شاعر کی منقبت پڑھ لیجئے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حفیظ تائب

عشق بھی حسن متانت بھی ہیں اعلیٰ حضرت ... دین کا رنگ بھی نکہت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

مخزنِ فلسفہ ہیں معدنِ منطق بھی ہیں ... گلشنِ رشد و ہدایت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

آپ کے فیض سے لوٹ آئی بہارِ رفتہ ... موجِ بستانِ رسالت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

آپ کی فقہی بصیرت کی ہے دنیا قائل — فخر ارباب بصیرت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

صاحب حال ہیں اور شرع کے پابند بھی ہیں — والہ جدت وندرت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

صرف ارباب نظر ہی کے وہ رہبر تو نہیں — مرجع اہل طریقت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

ایک میرے ہی تو وہ معنوی استاد نہیں — افسر مجلس مدحت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت نے اس قطعہ میں اپنے متعلق مدینہ والے نبی ﷺ اور مدینہ اور اہل مدینہ میں پذیرائی کا فرمایا ہے وہ بھی مبالغہ نہیں اس لئے اعلیٰ حضرت کے وصال کے وقت خود سرورِ دو عالم ﷺ نے مدینہ پاک میں انتظار کیا اور مدینہ واہل مدینہ کی پذیرائی کی۔ تفصیل فقیر نے روئداد حج امام احمد رضا یعنی شرح حدائق بخشش جلد نہم میں عرض کر دی ہے۔

مشعل فروز خاور مداح کی زباں ہو — صبح بہار شام پر ظلمت خزاں ہو

گیسوئے شب میں رنگ رخسار مہوشاں ہو — تا آسماں زمین سے اک نور کا سماں ہو

جب مدحت پیمبر میرے دہن سے نکلے

حل لغات

مشعل، بڑی بڑی موم بتی، شمع۔ خاور، سورج۔ مہوشاں، چاند جیسا خوبصورت اور واحد مہوش ہے۔

شرح

سورج جو مشعل روشن کرنے والا ہے کہ مداحِ رسول ﷺ ہے مجھے اس کی زبان نصیب ہو میں آپ ﷺ کی مداح سرائی کروں اس کی حرکت صبح کی بہار شام کی ظلمت کو مٹا کر رکھ دے گی۔ گیسوئے شب میں محبوبوں کے رخسار کا رنگ ہو اور زمین سے آسمان نور کا سماں ہو جب کہ میرے منہ سے حضور اکرم ﷺ کی مدح نکلے۔

امام احمد رضا قدس سرہ حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی کے لئے تمنا و آرزو کی اور وہ واقعی پوری ہوئی کہ جس طرح آپ نے حضور اکرم ﷺ کی اردو زبان میں زیادہ اور دوسری زبانوں میں مدح سرائی فرمائی ہے اسے اپنے پرائے مان گئے کہ عربی زبان میں قصیدہ بردہ شریف کو جو مقام نصیب ہوا ہے وہی امام احمد رضا بریلوی کو اردو زبان میں آپ کے نعتیہ کلام کے مجموعہ حدائق بخشش کو نصیب ہوا جیسے بعض احباب نے صرف حدائق بخشش کے فضائل میں ایک رسالہ لکھا ہے۔

فکر کی بو میں آہو کو ہو نہ وحشت ملجائے اگر نافوں سے بوئے عطر جنت
ہو غیر قدس سے مشک ختن کو نسبت عالم ہو سب معطر پہنچے جو بوئے حضرت
خوشبوئے مشک ایسی ملک ختن سے نکلے

حل لغات

وحشت،جنون،دیوانگی،سودا،گھبراہٹ۔نافوں،نافہ کی جمع،مشک کی تھیلی جوایک قسم کے ہرن کے پیٹ سے نکلتی ہے۔

شرح

وہ ہرن (جس کے پیٹ سے خوشبو کی تھیلی نکلتی ہے) اسے خوشبو کی کمی کی فکر نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی وحشت اگر اس کے نافوں کو جنت کے عطر کی خوشبو نصیب ہوجائے اگر مشک ختن کوعنبر قدس سے نسبت ہوجائے تو جملہ عالم ہی معطر ہوجائے اگر اسے حضور اکرم ﷺ کی خوشبو میسر ہو اور ملک ختن سے بھی پھر ایسی خوشبو نکلے گی (جب اسے آپ کی خوشبو سے کچھ حصہ نصیب ہو)

تعلق نبوی کے فضائل

اسی قطعہ میں رسول اللہ ﷺ کے تعلق کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ جسے یہ دولت نصیب ہوتی ہے وہ دائماً ترقی پذیر ہوتا ہے اس میں کسی قسم کی کمی کا اندیشہ تک نہیں رہتا۔صحابہ کرام،اہل بیت عظام کے علاوہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ لیجئے کہ جوں جوں وقت گذرتا جارہا ہے ان کی شان وقدر میں کسی قسم کی کمی نہیں۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ھر گر نمیرد

حکایت

ایک شخص جوشام کا رہنے والا تھا کافروں کے ساتھ جہاد کرتا ہوا شہید ہوگیا اس کا والد بڑا مغموم رہنے لگا اللہ تعالیٰ نے اس کے غم کا تدارک یوں فرمایا کہ ہر جمعہ کی رات کو اس کا بیٹا اُسے خواب میں ملتا اور یہ اپنے بیٹے سے اس کا حال دریافت کرتا اس سے باتیں کرلیتا اور یوں اپنا دل مطمئن کرلیتا۔

ایک جمعہ کی رات کو اُسے اپنا بیٹا خواب میں نظر نہ آیا یہ بڑا پریشان ہوا آئندہ جمعہ کی رات کو بیٹا پھر نظر آیا اور اس نے پوچھا بیٹا پچھلی دفعہ کیوں نہیں ملے تو اس نے جواب دیا ابا جان! حضرت عمرو بن العزیز کا انتقال ہوگیا تھا اس

رات اللہ تعالیٰ نے سارے شہداء کو حکم دیا تھا کہ عمرو بن العزیز کے جنازہ میں تم سب شرکت کرو چنانچہ میں بھی ان کا جنازہ پڑھنے گیا تھا۔ (حکایاتِ الا صفیاء صفحہ ۱۵)

فائدہ

شہید زندہ ہیں اور اللہ کے اذن سے وہ جہاں چاہیں جاتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی شان ہے۔

یہ اب شوق کم نہ ہوگا مرقد میں تا بہ محشر   یہ شعلہ وہ نہیں ہے جس کو بجھا دے صرصر
کرتی ہے کا روشن جب بادِ مرگ اس پر   جو عشق مصطفیٰ میں مر جائے گا نہ کیونکر
شورِ صلاۃ اس کی قبر کہن سے نکلے

حل لغات

مرقد، قبر میں یہ مجازی معنی ہے جیسے قرآن مجید میں بیا کیا گیا ہے ''مَنۢ بَعَثَنَا مِن مَّرۡقَدِنَا'' دراصل سونے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ صرصر، آندھی، تیز ہوا۔

شرح

یہ شوق قبر سے حشر تک کم نہ ہوگا یہ وہ شعلہ ہے کہ اس کو تیز آندھی بھی نہیں بجھا سکتی بلکہ جونہی اس پر موت کی ہوا آتی ہے تو اور زیادہ روشن ہو جاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے جو عشق مصطفیٰ ﷺ میں مر جائیگا اس کی قبر کہن میں بھی صلوٰۃ وسلام کا شور اُٹھے گا۔

عشق رسول کی دولت کا کمال

جسے یہ دولت نصیب ہوتی ہے وہ ہمیشہ زندہ تابندہ ہے

ہر گز نمیرد آنچہ دلش زندہ شد بعشق

مشہور قاعدہ ہے دورِ صحابہ سے لے کر تا حال اس کی ان گنت مثالیں عالم دنیا میں موجود ہیں۔

یہ نغمہائے دلکش کب آتے ہیں کسی پر   لبہائے گورے بھی نکلے گا ذکر سرور
جب سرمۂ اجل سے یہ صورت ہو فزوں تر   جو عشق مصطفیٰ میں مر جائیگا
نہ کیونکر شورِ صلاۃ اس کی قبر کہن سے نکلے

حل لغات

نغمہ، راگ، گیت، سریلی آواز۔

شرح

عشق حبیب ﷺ میں دلکش نغمے جب سے نصیب ہوتے ہیں اس کے بعد کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ قبر میں بھی ذکر نبی سرور ﷺ گونجتا رہے گا یوں سمجھ لو کہ سرمۂ اجل کے وقت سے ہی ہماری یہ صورت آگے بڑھے گی کیونکہ جو عشق مصطفٰی ﷺ میں مرتا ہے تو اس کی قبر سے ہی صلوٰۃ وسلام کا شور اُٹھے گا۔

عشق رسول کا صلہ و انعام

جسے یہ دولت نصیب ہوتی ہے اس کی ہر آن نئی شان سے ترقی کرتی ہے یہاں تک قبر تک حشر یہی کیفیت رہتی ہے اس میں اشارہ ہے کہ ہر انسان مرنے کے بعد زندہ ہے لیکن جسے عشق حبیب ﷺ کی دولت نصیب ہوئی وہ تو اور نئی حیات حاصل کرلیتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۷)

جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انہیں ان کا نیگ دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔

واقعات

قبور میں زندہ لوگوں کے حالات بے شمار ہیں فقیر کی کتاب اخبار القبور پڑھئے۔ یہاں دو واقعات درج کرتا ہوں۔

روایت ہے کہ حضرت صالح بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ آپ فرما رہے ہیں "حولونی عن قبری فقدانانی الماء" مجھے میری قبر سے منتقل کرلو مجھے پانی تکلیف دے رہا ہے آپ نے تین مرتبہ اسی طرح فرمایا جب دیکھا گیا تو واقعی آپ کی قبر میں پانی پہنچ چکا تھا اور آپ کی قبر ایک جانب پانی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس کے متعلق فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں

ان کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیا جائے اسی طرح آپ کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔ (طحطاوی)

حضرت ثابت کا چوری شدہ زرہ کی نشاندھی کرنا

کتاب الروح لابن القیم کے صفحہ ۲۱ اور تفسیر خازن اور تفسیر جمل میں اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے جسے استاذی المکرّم، رئیس المحققین حضرت علامہ ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث سیال شریف نے اپنی کتاب جلاء الصدور کے صفحہ ۱۱۱ پر نقل فرمایا جس کی مکمل عربی عبارت جلاء الصدور میں دیکھی جائے یہاں ترجمہ یا کوئی ضروری جملہ عربی کا تحریر ہوگا۔ حضرت عطاء خراسانی سے منقول ہے کہ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ (جو کہ مسلیمہ کذاب کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں لڑی گئی تھی) کا دن تھا میرے والد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسلیمہ کذاب کی طرف نکلے جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے ثابت بن قیس شماس اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں لڑا کرتے تھے پھر ہر ایک نے اپنے لئے گڑھا کھودلیا اور اس میں کھڑے ہو کر دونوں نے ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ دونوں شہید ہو گئے اور اس دن حضرت ثابت کے بدن پر ایک نفیس زرہ تھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو اس نے زرہ کو اتارلیا۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں ایک مسلمان کو ملے جب کہ وہ سویا ہوا تھا اور فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں اور تو اس خیال سے دور رہنا کہ اسے خواب وخیال سمجھ کر ضائع کر دے فرمایا میں جب گذشتہ دن شہید ہو گیا تو میرے پاس سے ایک مسلمان گزرا تو اس نے زرہ کو اتارلیا زرہ اتارنے والے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرامیا

منزله اقصى الناس وعند خباه فرس يستن في طوله وقد كفاعلى الدرع برمة وفوق البرمة رحل

اس کا ٹھکانہ سب لوگوں کے ٹھکانوں کے آخر میں ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا اپنی لمبی رسی کے ساتھ بندھا ہوا چر رہا ہے اس شخص نے زرہ کے اوپر ہنڈیا کو الٹا رکھا ہوا ہے اور ہنڈیا کے اوپر پالان رکھا ہوا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیجئے کہ میری زرہ کے لئے آدمی بھیج کر اسے وصول فرمالیں نیز جب تو مدینہ شریف میں خلیفہ رسول ﷺ کے لئے آدمی بھیج کر اسے وصول فرمالیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو تو ان سے عرض کرنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے اسے

بھی اتارا جائے اور میرے غلاموں میں سے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں میری اس وصیت کو نافذ کرتے ہوئے انہیں آزاد کردیا جائے وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا ''فبعث الیٰ الدرع فاتی بھا'' آپ نے آدمی بھیجے (جونشانات حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں بتائے تھے ان کے مطابق ہی زرہ مل گئی) جوزرہ لے آئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر حضرت ثابت کو درخواست پیش کی تو آپ نے ان کی وصیت کو نافذ فرمادیا۔ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ موت کے بعد کی ہوئی وصیت کا نفاذ سوائے اس کے میرے علم میں نہیں۔ استاذی المکرم اس واقعہ کے نقل کے بعد فرماتے ہیں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان کی وصیت کا نافذ فرمانا اہل مزار کے علم وشعور اور ادراک اور احساس اور جملہ امور کے جاننے کی واضح دلیل ہے یہ واقعہ کتاب الروح ابن القیم شرح الصدور کے علاوہ سورۃ الحجرات کی تفسیریں، تفاسیر جمل، خازن وغیرہ۔

باغِ جہاں سے گزرا جب واصف پیغمبر — نفحاتِ جاں فزا سے عالم ہوا معطر

بہر دوام خوشبو یہ زمزمہ تھا لب پر — کفنانا اے عزیزو مجھ کو درود پڑھ کر

تابوئے عطر رحمت میرے کفن سے نکلے

حل لغات

نفحات نفحہ کی جمع ہے، ہوا کا جھونکا، تیز بو، بخشش، خون کا فوارہ۔ زمزمہ، گیت، ترازو۔

شرح

عالم دنیا کے باغ سے جب واصف پیغمبر ﷺ سے گذرا یعنی اس کا وصال ہوا تو اس کی جانفزا تیز خوشبو سے جملہ عالم معطر ہوگیا اس دائمی خوشبو کے لئے اس کے لب پر یہ گیت تھا کہ اے عزیزو مجھے درود شریف پڑھ کر دفنانا تاکہ عطر رحمت کی خوشبو میرے کفن سے نکلے۔

عاشق کی موت کا منظر

پہلے مصرعہ عاشق مصطفیٰ ﷺ کی موت کا منظر۔ جب انسان فوت ہوجائے تو اس کے جبڑے باندھ دیئے جائیں اور آنکھیں بند کردی جائیں اس لئے کہ منہ اور آنکھوں کا کھلا رہنا بدصورت بناتا ہے لہٰذا مسلمان کا بعد از وفات بھی کسی کے نزدیک حقیر ہونا رب تعالیٰ کو ناپسند ہے لہٰذا منہ اور آنکھیں بند کردی جائیں تاکہ یوں معلوم ہو کہ یہ

اللہ کا بندہ سویا ہوا ہے آنکھیں بند کرنے والا شخص یہ دعا پڑھے

بسم الله وعلى ملة رسول الله اللهم يسر عليه أمره وسهل عليه ما بعده وأسعده بلقائك واجعل ما خرج إليه خيرا مما خرج عنه(درمختار)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت ان کے قریب تشریف لائے ان کی نظر کھڑی ہو چکی تھی تو حضور نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا

ان الروح اذا قبض تبعه البصر فضج ناس من اهله فقال لا تدعوا على انفسكم الا بخير ، فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون

روح کو جب قبض کرلیا جاتا ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے اس کے اہل وعیال رو رہے ہوئے ہیں پھر آپ نے فرمایا جب تمہارا کوئی شخص فوت ہو تو اس کا اچھے الفاظ سے تذکرہ کرو کیونکہ ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں جو بھی تم کہتے ہو پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسلمہ کے لئے یہ دعا فرمائی

اللهم اغفر لأبى سلمة ، وارفع درجته فى المهديين ، واخلفه فى عقبه فى الغابرين ، واغفر لنا وله يا رب العالمين ، وافسح له فى قبره ، ونور(له فيه) مسلم مشکوۃ باب مایقال عند من حضرہ الموت)

اے اللہ ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور ان کے درجات کو بلند فرما ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت عطا فرمائی (یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام میں سبقت رکھنے والے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والے) اور کا بہترین جانشین بنا۔ اے رب العالمین ان کی اور ہماری مغفرت فرما ان کی قبر کو کشادہ فرما اور ان کی قبر کو منور فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کی نظر ایک جگہ کھڑی ہو جاتی ہے ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی نظر اس کا پیچھا کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ جو چیز اس کو پہلے نظر نہیں آ سکتی تھی اب اس کو دکھا دے۔

دعا کرتے وقت انسان کو چاہیے کہ وہ دعا میں وسعت کو پیش نظر رکھے جیسے نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسلمہ کے لئے دعا فرمائی اور کہا "واغفر لنا (ہماری مغفرت فرما) فوت شدہ انسان کے لئے بددعا نہ کی جائے اگر وہ اس بددعا کا

مستحق نہ ہوا تو اس کی بددعا اسی کی طرف لوٹ آئے گی۔

فوت ہونے پر انسان کے تمام اعضاء کو سیدھا کر دیا جائے اور اس کے پیٹ پر لوہے کی کوئی چیز رکھ دی جائے تا کہ اس کا پیٹ پھول نہ جائے اس کے پاس خوشبو وغیرہ سلگا دی جائے اور قرب و جوار کے لوگوں کو اس کی موت کی اطلاع دی جائے اگر فوت ہونے والا عالم نیک بزرگ ہو تو اردگرد جہاں تک ممکن ہو اعلان کرا دیا جائے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس کے جنازے میں شریک ہو کر سعادت حاصل کریں۔

حیض و نفاس والی عورتیں اور جنبی شخص (وہ جس پر غسل واجب ہو) میت سے دور رہیں۔

موت کے وقت آنکھ کھلی کیوں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جنت یا جہنم میں اپنا مقام دیکھے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوتا پھر آپ نے فرمایا کہ جب وہ مرنے کے قریب ہوتا ہے تو فرشتوں کی دو صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں ان کے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہیں تو مردہ ان کو دیکھتا ہے دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے تم یہ سمجھتے ہو کہ شاید مرنے والا شخص تمہاری طرف دیکھ رہا ہے ہر فرشتے کے پاس جنتی کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں اگر مرنے والا شخص مومن ہو تو فرشتے اس کو جنت کی بشارت دے کر کہتے ہیں اے مطمئن نفس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل آ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے وہ انعامات رکھے ہیں جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ فرشتے نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے اس کو یہ خوشخبری سناتے ہیں اور یکے بعد دیگرے ہر ناخن اور ہر جوڑ سے اس کی روح نکال لیتے ہیں اور یہ اس پر آسان ہوتا ہے اگر چہ تم اسے سخت سمجھتے ہو جتنا کہ بچہ اپنی ماں کی رحم سے نکلنے کو اچھا نہیں سمجھتا تو فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں کون اس کی روح کو اُٹھانے کا شرف حاصل کرے آخر کار ملک الموت اس کو لے لیتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ (پارہ ۲۱، سورۃ السجدہ، آیت ۱۱)

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

ملک الموت اسے سفید کپڑوں میں لے کر اپنی گود میں ایسا دباتے ہیں کہ ماں بھی اپنے بچہ کو اپنی محبت سے نہیں دباتی پھر اس سے مشک سے بہتر خوشبو نکلتی ہے جسے فرشتے سونگھتے ہیں اور کہتے ہیں اے پاک روح اے پاک خوشبو خوش آمدید اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان

کے دروازے کھلتے ہیں جس دروازہ پر پہنچتا ہے اس کے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے اے پاک نفس اور اے پاک جسم جس سے تو نکل کر آئی ہے خوش آمدید اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو مرحبا کہتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اسے مرحبا کہتی ہے اور اس کی تمام تنگی دور ہو جاتی ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس نفس کو جنت میں لے جا کر اس کی قیام گاہ دکھاؤ اور اس کو وہ تمام نعمتیں دکھاؤ جو میں نے اس کے لئے جنت میں تیار کی ہیں اور پھر اسے زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں ان کو زمین سے پیدا کروں گا زمین میں داخل کروں گا اور پھر زمین سے ہی لوٹاؤں گا بس اب وہ روح زمین کی طرف جانے کو جسم سے نکلنے سے بھی زائد بُرا سمجھے گی اور پوچھے گی کہ کیا اب تم مجھ کو پھر اسی جسم کی طرف لے چلے ہو جس سے میں نے چھٹکارا حاصل کیا ہے فرشتے اس کی روح کو اتنی دیر میں واپس لے آئیں گے جتنی دیر میں لوگ جسم کے غسل و کفن سے فارغ ہوں گے پھر اس روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کریں گے۔ (شرح الصدور)

خیال رہے کہ مومنین کی روحوں کو اعلیٰ علیین میں رکھا جائے گا البتہ روح کا تعلق قبر میں جسم سے ہوگا یا برزخی حالت میں جسم کے ذرات جہاں کہیں بھی ہوں گے ان سے بھی روح کا تعلق ہوگا جسم کی طرف زمین میں روح کے لوٹانے کا یہی مطلب ہے

کون کہتا ہے ولی مر گیا　　　قید سے چھوٹا وہ اپنے گھر گیا

حضرت ربعی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور میرا بھائی ربیع ہم سے زیادہ روزہ اور نماز کا پابند تھا اس کا انتقال ہو گیا ہم لوگ اس کے ارد گرد تھے کہ اچانک کسی نے کپڑا اُٹھا کر کہا السلام علیکم ہم نے کہا وعلیکم السلام۔ پھر ہم نے کہا کیا موت کے بعد سلام یعنی ہمیں ان کے سلام پر تعجب ہوا کہ موت کے بعد سلام کیسے اس نے کہا جی ہاں موت کے بعد سلام کیا جاتا ہے پھر اس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی جو مجھ پر خوش اور راضی تھا تو اس نے مجھے اپنی رحمت سے نواز ا اور استبرق کا لباس زیب تن کرایا سنو ابوالقاسم (محمد ﷺ) نماز کے لئے میرے منتظر ہیں جلدی کرو پھر وہ یہ کہہ کر حسب معمول خاموش ہو گئے۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے، بیہقی نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی صحت میں کوئی شک نہیں۔ (ابو نعیم، شرح الصدور)

ویسرع فی جهازه لما رواه ابوداؤد عنه ﷺ لما عاد طلحة ب البراء وانصرف قال ما اری طلحة الا قد حدیث فیه الموت فاذا مات فاذنونی حتی اصلی تحجلوا به فانه لا ینبغی لجیفة مسلم ان تجس بین ظهرانی اهلم. (شامی)

میت کے کفن و دفن کی تیاری جلدی کی جائے کیونکہ ابو داؤد شریف میں نبی کریم ﷺ کی حدیث شریف روایت کی گئی ہے کہ آپ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور واپس ہوئے فرمایا کہ طلحہ کی وفات کا وقت اب قریب آ گیا ہے اس لئے جب یہ فوت ہو جائیں تو مجھے مطلع کرنا تا کہ میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھ سکوں اور ان کے کفن و دفن کی تیار جلدی کرنا اس لئے کہ مسلمان کی لاش کو اس کے اہل و عیال کے پاس زیادہ دیر رکھنا مناسب نہیں۔

میت کو جلد دفنانے کا نکتہ

بعض لوگ بلا وجہ یا بوجہ ضرورت دفنانے میں تاخیر کرتے ہیں اس سے میت کو بھی پریشانی ہوتی ہے اور پہلی جانے والی ارواح کو بھی بالخصوص عاشق مصطفیٰ ﷺ کہ جب تک دفنایا نہ جائیگا دیدارِ رسول ﷺ کے لئے تڑپتا رہے گا اس لئے اہل سنت کا صحابہ کرام کے مطابق عقیدہ ہے کہ مرنے والے ان کی حضرات سے ملاقات ہوگی جو اس دنیا سے پہلے رخصت ہو گئے ہیں اس وجہ سے فوت ہونے والے کی خدمت میں عرض کیا جاتا کہ سلام فلاں فلاں ہستی کو پہنچانا۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

حضرت محمد بن منکد (مشہور تابعی) سے مروی ہے

دخلت علی جابر بن عبداللہ وھو یموت فقلت اقراء علی رسول اللہ ﷺ. (ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب مایقال عندمن حضرہ الموت)

میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ان کی وفات کے وقت قریب حاضر ہوا تو میں نے انہیں کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس میرا اسلام پیش کرنا۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا علامہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خالدہ بنت عبداللہ بن انیس سے حدیث بیان فرمائی کہ ام انیس بنت ابی قتادہ اپنے باپ کی وفات کے پندرہ دن بعد حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

پاس حاضر ہوتی ہیں جبکہ وہ مرض الموت میں تھے تو انہوں نے کہا کہ اے چچا جی میرا سلام میرے باپ کی خدمت میں پیش کرنا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شوق دیدار

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ کی زوجہ نے آپ کو قریب الموت دیکھ کر پریشانی کے عالم میں "واحزناہ" کتنا ہی افسوس ہے کہ آپ دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کرفرمایا "واطرباہ القی عندا الاحبۃ محمد وصحبہ" کتنی ہی خوشی کا مقام ہے کہ میں اس دنیا سے جارہا ہوں اپنے دوستوں سے ملاقات ہوگی یعنی حبیب پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے ملاقات ہوگی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اپنی موت پر خوش ہونا صرف اسی وجہ سے تھا کہ روحوں کی ملاقات ہوتی ہے میری ملاقات نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے ہوگی یہ میرے لئے کتنی خوشی کا مقام ہوگا۔ (شفاء شریف جلد ثانی باب علاماتِ محبت)

تیرے نام پہ میری جان فدا

ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ آپ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبرانور سے پردہ اُٹھا کر بلاحجاب دکھادو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے مزارِ انور سے اس عورت کی خاطر پردہ اُٹھایا اس نے جب آپ کے مزار پرانوار کو بلاحجاب دیکھا تو رونے لگی اور روتے روتے جان قربان کردی اس کے رونے کی وجہ کو ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت نبی کریم ﷺ کے فراق کے غم میں اور آپ کے ساتھ ملاقات کے شوق میں فوت ہوگئی۔ سبحان اللہ محبت کا کیا ہی عالم تھا۔ (وفا شریف جلد ثانی باب علاماتِ محبت)

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

کروں ترے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا

دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

عشق رسول ﷺ کی دیوانی

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات کو رعایا کے حقوق

کی حفاظت اوران کے احوال کی خبر گیری کے لئے نکلےتو آپ نے ایک گھر میں چراغ چلتا ہوا دیکھااور اندازہ ہوا کہ گھر میں ایک عورت صوف دھنتے کا کام کررہی ہے ساتھ یہ کہہ رہی ہے نبی محترم مصطفیٰ ﷺ پر نیک لوگوں کی صلوات اور آپ پر نیک بزرگ لوگوں کے درود پاک یہ بتاتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بہت زیادہ قیام کرنے والے تھےاور سحری کےوقت آپ کی تمنا میں ہی رہتا ہے کیا کبھی موت آئے گی جو مجھےاور میرے حبیب پاک ﷺ کو ایک دار میں جمع کردے یعنی کاش کہ وہ موت آجائے اور نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوجائے۔(وفا شریف جلد ثانی باب علاماتِ محبت)

صدیق اکبر کی موت کا منظر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھےتو آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میرے جنازہ کو نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارکہ کے سامنے رکھ کر عرض کرنا کہ یہ ابوبکر ہے جو آپ کے قریب دفن ہونے کی تمنا کرتا ہے اگر وہاں سے اجازت ہوجائے تو مجھے دفن کردینا اور اگر اجازت نہ ملےتو پھر مجھے جنت البقیع میں دفن کردینا آپ کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ نبی کریم ﷺ کے مزارِ پُرانوار کے سامنے رکھ کر یہی عرض پیش کردی گی بظاہر کلام کرنے والا کوئی آدمی نظر نہیں آرہا لیکن آواز آئی کہ عزت واکرام کے ساتھ اندر لے آؤ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیاتو آپ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر کہا کہ جن ہاتھوں نے آپ نے رسول اکرم ﷺ کو غسل دیا ہے ان ہاتھوں سے مجھے غسل دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرہ کے قریب لے جانا جس میں نبی کریم ﷺ آرام فرما ہیں یعنی جہاں آپ کی قبر مبارک ہے پھر اجازت طلب کرنا اگر اجازت مانگنے پر حجرہ کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کردینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کردینا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازے کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور عرض کیا یارسول اللہ یہ ابوبکر ہیں جو آپ کے پاس دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ حجرے کا دروازہ کھل گیا اور ایک آواز آئی "ادخلوا الحبیب الی حبیبہ" دوست کو دوست کے ساتھ ملادو۔(خصائص کبریٰ فضائل حج)

اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے مشتاق تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ سے ملنے کے لئے بے چین تھے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے قریب رہ کر ہمہ وقت آپ کی ملاقات کے انوار سے مستفیض ہونا چاہتے تھے۔

تعرف الاشیاء باضدادھا

مذکورہ بیانات کے لئے بالمقابل کفار کا حال سن لیجئے کافروں کی موت اور ان کی روح کو نکالتے وقت ان کے اعمال کے باعث دی جانے والی سزا ملاحظہ کریں اور عبرت پکڑیں اور یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا شدید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ا الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ا وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ٥ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۵۰)

اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں ان کے منھ پر اور ان کی پیٹھ پر اور چکھو آگ کا عذاب۔

یعنی فرشتے کافروں کی جان نکالتے وقت ان کے منہ پر اور پیٹھ پر مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آگ کا عذاب چکھو یہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب موت کے فرشتے بُرے شخص یعنی کافر کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں اے خبیث روح نکل جا تو بڑے خبیث جسم میں تھی بڑے بُرے طریقے سے ذلیل ہو کر نکل تجھے گرم کھولتے ہوئے پانی کی بشارت ہو اور جہنمیوں کی پیپ کی اور اس طرح کے مختلف عذابوں کی۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف)

موت کے فرشتے بڑے درشتی سے ناپاک روح کو نکلنے کا حکم دیں گے ساتھ ہی اسے قیامت میں شدید عذابات کے اندر مبتلا ہونے کی بشارت بھی دیں گے شدید گرم کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا دوزخیوں کی بہنے والی پیپ ایک دوسرے کو پلائی جائے گی وہ اس طرح کی بدبودار ہوگی کہ اگر اس کا ایک قطرہ مشرق میں ڈال دیا جائے تو مغرب والے اس کی بو محسوس کریں۔ عزرائیل اس روح کو ایسے کھینچتے ہیں جیسے گرم سیخ گیلی ریشم سے کھینچتے ہیں ملک الموت جب روح کو قبض

کرتے ہیں اور دوسرے فرشتے اس ناپاک بدبودار روح کو ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمانوں کی طرف لے جاتے ہیں آسمانوں پر لے جانے کا مقصد بھی صرف اس کی تذلیل ہے ملائکہ جب اس روح کو لے جائیں گے اس کے لئے دروازہ کھولنے کی درخواست کریں گے تو پوچھا جائے گا یہ کون شخص ہے یہ بتائیں گے کہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے تو جواب ملے گا کہ یہ ناپاک جسم کی ناپاک روح کا یہاں آنا اچھا نہیں ہم اسے خوش آمدید نہیں کہتے۔ آگے حدیث طویل ہے۔(شرح الصدور)

جب ہوگا رنگ افشاں نورِ شبیہ امجد　　کھل جائیں گے ہزاروں گلشن میانِ مرقد

مہکے گی تابہ محشر خوشبوئے باغِ سرمد　　نکلے گی مرقدوں سے یوں امت محمد

بادِ صبا مہک کر جیسے چمن سے نکلے

شرح

جب قبر میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی تو قبر میں ہزاروں گلشن کھل جائیں گے اور دائمی باغ کی خوشبو قیامت تک مہکے گی قبور سے جب امت مصطفیٰ ﷺ اُٹھے گی تو یوں ہوگا کہ جیسے چمن سے بادِ صبا مہکتی ہوئی چلتی ہے۔

قبر میں سوالات اور منکر نکیر

کیمونسٹ (دہریے) مرزائی، رافضی، نیچری اور پرویزی یعنی منکرین حدیث اور وہابی دیوبندی اس بحث میں مختلف اعتراضات پیش کرتے ہیں فقیر اُویسی غفرلہ یہاں ایک جامع بحث لکھتا ہے تاکہ جملہ مذکورہ بالا بدمذہب کو جوابات دیئے جاسکیں۔

پرویزی ، نیچری ، دھریہ (کیمونسٹ)

کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد پھر کیسے اُٹھیں گے؟ اہل سنت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قبر میں انسان کی روح کو لوٹا دیا جائے گا اور فرشتے اس سے سوال کریں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”فتعاد روحه في جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه“

روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جائے گا اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے وہ آکر اس شخص کو بٹھا لیں گے

روح کو لوٹانا فرشتوں کا آکر اس شخص کو بٹھانا اور سوال و جواب یہ مومنوں، کافروں، نیک، بُرے سب لوگوں سے ایک جیسا ہوگا البتہ مومنین اور کفار کے جوابات میں فرق ہوگا اور قبر میں راحت و عذاب میں فرق ہوگا۔

نکیرین کا تعارف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب میت کوقبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں دونوں کے رنگ سیاہ ہوں گے دونوں کی آنکھیں نیلی ہون گی ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کونکیر کہا جاتا ہے اگر میت سے اسلام کی علامات ظاہر ہورہی ہوں گی تو وہ فرشتہ سوال کرے گا جس کا نام منکر ہوگا اور اگر کفر کی علامات ظاہر ہورہی ہوں گی تو سوال کرنے والے فرشتہ کا نام نکیر ہوگا۔ (حاشیہ نبراس صفحہ ۲۱۹)

لیکن اہل ایمان کے لئے مبشر بشیر ہوں گے۔ (شرح الصدور)

اللہ تعالیٰ ان کو صفت (یعنی رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی) پر اس لئے بھیجے گا تا کہ ان میں دہشت اور ہولنا کی پائی جائے اوران کو دیکھ کر کفار حیران ہو جائیں اوران سے ڈریں اس طرح وہ جواب دینے میں حیران ہوں گے لیکن مومنوں کی صرف آزمائش ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے گا وہ کسی قسم کا خوف محسوس نہیں کریں گے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مومن دنیا میں عذابِ قبر اور منکر نکیر سے ڈرتا ہے تو اس وجہ سے قبر میں اللہ تعالیٰ اسے منکر نکیر سے امن میں رکھ کر دنیا کے خوف کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

منکر اور نکیر کیوں؟

منکر اسم مفعول کا صیغہ ہے انکر سے لیا ہوا ہے اور معنی اس میں نکر والا ہے یعنی اجنبی ہونا کسی کو نہ پہچاننا اسی طرح نکیر فعیل کا وزن ہے نکر سے ماخوذ ہے اور معنی اس میں بھی مفعول والا ہے یعنی دونوں لفظوں کا ایک ہی معنی ہے کہ وہ اجنبی کی طرح ہوں گے ان کو کوئی پہچانتا نہیں ہوگا منکر اور نکیر دونوں کا معنی ہوا نہ پہچانا ہوا کیونکہ میت کے سامنے ان کی صورتیں اجنبی کی طرح ہوں گی اس سے پہلے میت نے ایسی صورتیں کبھی نہیں دیکھی ہوں گی کیونکہ ان کو قبر میں آنے کے لئے اور میت کی آزمائش کے لئے سیاہ رنگ، قبیح صورتیں، نیلی آنکھیں، ایک جگہ ٹکٹکی باندھ کر (دوسرے کو ڈرانے والی) دیکھنے والی آنکھیں دی گئی ہوں گی یہ منظر یقیناً میت کے لئے عجیب وغریب ہوگا۔

ہر جگہ قبر

قبر میں فرشتوں کا آنا، سوال جواب پھر مومن کو راحت اور کافر کو عذاب کا تعلق صرف قبر سے نہیں چونکہ اکثر طور پر مرنے والون کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے اس لئے عام طور پر قبر کا ذکر کیا جاتا ہے ورنہ کوئی شخص مرے اسے درندے کھا

جائیں، پانی میں غرق ہو جائے، اسے مچھلیاں کھا جائیں، آگ میں جلا دیا جائے، اس کی راکھ کو طیارہ کے ذریعہ ہوا میں بکھیر دیا جائے پھر بھی سوال و جواب اور راحت و عذاب سے واسطہ ہوگا۔

بے شک اللہ تعالیٰ روح کا جسم سے تعلق ٹوٹنے کے بعد پھر انسان کے اس جزءِ اصلی سے اس کا تعلق قائم کر دیتا ہے جو کہ انسان کی ابتداءِ عمر سے آخر عمر تک ایک ہی حال پر رہتا ہے خواہ انسان کے جسم میں موٹاپا ہو یا لاغری اس جزء اصلی میں کوئی فرق نہیں آتا وہ اپنے اصلی حال پر برقرار رہتا ہے سب سے پہلے روح کا تعلق اسی جزء اصلی سے ہوتا ہے اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے پھر اس کی زندگی کے ساتھ ساتھ بدن کے تمام اجزاء کو زندگی حاصل ہو جاتی ہے اس پر ثواب و عذاب مرتب ہوتا ہے۔

دلائل اہل سنت

یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جزئیات اور کلیات کو جانتا ہے خواہ وہ کسی حال پر بھی ہوں اللہ تعالیٰ جسم کے تمام اجزاء کو جانتا ہے پوری تفصیل اس کے علم میں ہوتی ہے ان کی جگہ مقامات کو جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون سے اجزاءِ اصلیہ ہیں جو ہر حال میں برقرار رہتے ہیں اور کون سے اجزاء وہ ہیں جو موٹاپے کی حالت میں آ جاتے ہیں اور لاغری کی صورت میں جدا ہو جاتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے روح کا تعلق جسم اور بدن کے تمام اجزاء سے اجتماعی حالت میں قائم فرمایا اسے یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ وہ جسم کے اجزاء اصلیہ سے انفرادی حالت میں روح کا تعلق ان سے قائم کر دے کیونکہ ہمارے نزدیک زندگی کے لئے جسم کا پورے بدن کی صورت میں ہونا ضروری ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ ایک انسان کی ایک ہی روح کا تعلق اس انسان کے ہر ہر جز سے جوڑ دے خواہ اس کے اجزاء مشرق و مغرب میں بھی کیوں نہ ہوں کیونکہ زندگی کے لئے صرف یہ ضروری ہے کہ روح کا تعلق قائم ہو روح کا کسی چیز کے اندر سما جانا ضروری ہی نہیں کہ کسی ایک جز میں روح داخل ہو کر اس کے اندر سما جائے گی تو پھر دوسرے جز میں کیسے سمائے گی یہ صورت ہی نہیں بلکہ روح کا تعلق جسم کے تمام اجزاء سے قائم کر دیا جائے گا وہ اجزاء خواہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں۔ (مرقاۃ باب اثبات عذاب القبر)

مثال از محسوسات

اس مسئلہ کو ایک مثال سے سمجھئے اس مثال سے مسئلہ حل ہو جائے گا جس طرح سورج کا تعلق تمام روئے زمین کے نباتات سے ہے زمین کے کسی حصہ میں کوئی پودا بھی ہو تو وہ اپنی نشوونما میں سورج سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور

سورج کی شعاعوں سے تمام روئے زمین کا ایک ایک حصہ منور ہو رہا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نباتات کو سورج کی شعاعوں سے فیضان لینے اور مشرق ومغرب کی زمین کے تمام حصول کو جگمگانے میں کوئی مشکل درپیش نہیں اور سورج کو اپنا فیضان پہنچانے میں کوئی دقت نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ کیسے بعید ہو سکتا ہے کہ روح کا تعلق جسم کے تمام اجزاء سے خواہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں نہ ہو سکے۔

فائدہ

جس طرح ایک شخص کی ایک روح کا تعلق اس کے تمام اجزاء سے ہوتا ہے خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں اسی طرح حقیقت محمد یہ ﷺ تمام کائنات میں موجود ہے میں نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ عقیدہ حاضر وناظر میں واضح کیا ہے "بنا م القول المويد فيما تقول هذا الرجل اور کتاب" دلوں کا چین" اس سے یہ بھی سمجھنا آسان ہو گیا کہ دو فرشتے منکر اور نکیر تمام فوت ہونے والوں سے کیسے سوال کریں گے حالانکہ کثیر تعداد میں لوگ بیک وقت فوت ہوتے ہیں اور دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں کوئی مشرق میں ہوتا ہے اور کوئی مغرب میں اتنی دوری کے باوجود صرف فرشتوں کا ہر جگہ پہنچنا کیسے ممکن ہو سکے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تمام روئے ان پر منکشف ہوگی سب مرنے والے ان کی نظر کے سامنے ہوں گے جس طرح ملک الموت فرشتہ (حضرت عزرائیل علیہ السلام) تمام روئے زمین میں ایک وقت میں کتنے ہی فوت ہونے والے کیوں نہ ہوں سب کو جانتے بھی ہیں سب تک پہنچتے بھی ہیں سب کی روحیں بھی قبض کرتے ہیں۔

سماع موتی

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ میت سب کچھ سنتی ہے یہاں تک کہ میت اپنے اصحاب کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعد انه. (مرقات)

بیشک انسان کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کر کے لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے دو فرشتے آکر اسے بٹھا لیتے ہیں (پھر سوال کرتے ہیں)

ابن الملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ حقیقتاً جوتوں کی آواز سنتا ہے یہ حدیث پاک میت کی زندگی پر دلیل ہے کیونکہ بغیر زندگی کے احساس کے سننا ممکن نہیں اور بے شک میت اپنے کفن دینے والے نماز جنازہ پڑھنے والے، چار پائی اُٹھانے والے اور دفن کرنے والے جو کانتی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ''مردہ سنتا جانتا ہے''

میت کو بٹھانے کا طریقہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

ویحتمل أن یراد بالاقعاد الایقاظ والتنبیه وإنما یسألان عنه باعادة الروح ویمکن أنه یقوم من الفزع والخوف والهیبة والدهشة والحیرة فیقعدانه. (مرقاۃ)

ممکن ہے کہ میت منکر اور نکیر کو دیکھ کر گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے تو منکر ونکیر اس کو ابتداء میں تسلی دے کر بٹھا لیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے یہاں اقعاد بٹھانے کے معنی میں نہ استعمال ہو رہا ہو بلکہ بیدار کرنے اور متنبہ کرنے کے معنی میں استعمال ہو اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ منکر ونکیر آ کر میت کو بیدار کریں گے اور ان کا سوال ہی روح کو لوٹانے کے بعد ہوگا۔ یہ سوال و جواب میت کی قبر کی (برزخی) زندگی پر دلالت کرر ہے ہیں

یاد رکھئے کہ قبر میں ہر مردہ سے تین سوال ہوتے ہیں۔

پہلا سوال میت سے کریں گے ''من ربک تیرا رب کون ہے؟

منکر نکیر کے سوالات میں دوسرا سوال ہوگا''ما دینک تیرا دین کیا ہے؟

قبر کے امتحانی سوالات کا تیسرا سوال یہ ہوگا''ما تقول هذا الرجل محمدا اس شخص محمد ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا تھا؟

یہ تیسرا سوال بھی ہر میت سے ہوگا ایک وقت میں مرنے والے کئی لوگ ہوتے ہیں کوئی مشرق میں کوئی مغرب میں اور کوئی شمال میں ہوتا ہے اور کوئی جنوب میں تمام سے یہ سوال کیسے ہوگا اور نبی کریم ﷺ کے قبر میں تشریف لانے کی کیفیت کیا ہوگی۔

اس عقدہ کو حل کرتے ہوئے استاذ المحققین والمدققین ، رئیس الاذکیاء، استاذی المکرّم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ (لاہور) نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا عام لوگوں کی قبر میں موجود ہونا

معنوی ہوگا یعنی آپ کا عکس پرتو صاحب قبر کے سامنے ہوگا اور کچھ ان سے زائد مراتب والے لوگوں کی قبروں اور نبی کریم ﷺ کے مزار انور کے درمیان سے حجاب اُٹھا لئے جاتے ہیں اور اگر مزید زیادہ مرتبہ رکھنے والے حضرات ہوں گے تو ان کی قبروں میں نبی کریم ﷺ خود نفس نفیس تشریف لا کر جلوہ گر ہوں گے جب موت دینے والا فرشتہ (حضرت عزرائیل علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے ایک وقت میں کئی جگہ حاضر ہوسکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کا ایک وقت میں کئی جگہ تشریف لے جانا کیسے منع ہوگا جب کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر موقوف ہے کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرلیا جائے کہ وہ کیسے نبی کریم ﷺ کو تمام جگہ پہنچا دے گا رب قدوس کی شان میں اور قدرت میں تردد رکھنا تو یقیناً کفر ہے اگر اللہ تعالیٰ کو قادر تسلیم کرلیا جائے اور پھر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کو تو قدرت حاصل ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ ہر جگہ جا سکیں تو اس کا مطلب معاذ اللہ یہ ہوگا کہ آپ کی شان کو شیطان سے بھی کم درجہ دے دیا جائے کیونکہ شیطان کو رب تعالیٰ نے ہر جگہ جانے کی اور انسانوں کو وسوسہ ڈالنے کی اجازت دے دی ہے اسے یہ طاقت بھی حاصل ہے اور وہ ہر جگہ جاتا بھی ہے۔

اصل میں یہ تینوں قول مرقاۃ باب اثبات عذاب القبر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کئے ہیں۔

تطبیق الاقوالی

قبر میں زیارتِ رسول ﷺ میں تین اقوال کی تطبیق یوں ہے پہلا قول لفظ ھذا اشارہ ہے اس سے بتانا مقصود ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا قبر میں تشریف لانا معنوی طور پر ہوگا جو صوری کی طرح ہی ہوگا اسم اشارہ کو ذکر کرنے میں مبالغہ ہے یعنی نبی کریم ﷺ کا عکس اور تمثیل سامنے ہوں گے بالکل یہی صورت سمجھ میں آئے گی کہ آپ خود بذاتہٖ تشریف فرمائیں۔

دوسرا قول میت اور نبی کریم ﷺ کے درمیان سے حجاب اُٹھا لئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہوگا اور اس وقت اس سے سوال کئے جا رہے ہوں گے خیال رہے کہ اس قول کو مرقاۃ میں ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے رد کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔

تیسرا قول جب یہ تسلیم کیا جائے کہ اسم اشارہ ھذا کا استعمال اسی لئے ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ قبر میں خود تشریف فرما ہوں گے تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ بعض قبروں میں تشریف لاتے ہوں زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو ظاہری حیات میں پایا ہے یعنی صحابہ کرام ان کی قبروں میں خود تشریف لے جاتے ہوں یا اسی طرح آپ

کی زیارت سے کوئی شخص بھی کسی وقت میں مشرف ہوا ہو تو اس کی قبر میں آپ خود بنفس نفیس تشریف لے جاتے ہوں۔

جلوہ گہہ ضیائے قدسی ہے اپنی منزل　　دو ذرے ہیں یہاں کے خورشید و ماہ کامل

یادِ مہ عرب ہے وجہِ فروغِ کامل　　نامِ نبی لیا جب پرنور ہوگیا دل

شعلے تجلیوں کے باہر دہن سے نکلے

شرح

ہم اہل سنت کی قیام گاہ تو ضیائے قدسی کی جلوہ گاہ ہے جہان کے ایک ذرے سمجھئے انہی سورج و چاند (کامل) چودھویں کے شب کو اور مہ عرب (حبیب خدا) ﷺ کی یاد تو چہروں کا فروغِ کامل ہے ان کے نام اقدس لینے سے تجلیوں کے شعلے برآمد ہوتے ہیں۔

اس قطعہ میں مضامین سمیٹ دیئے ہیں۔

قیامت میں اہل حق (اہل سنت) کا ٹھکانا جلوہ گاہ ضیائے قدسی ہے یعنی اونچا مقام۔ فقیر نے گذشتہ مجلدات میں اس مقام کی تفصیل عرض کردی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب مقام محمود پر جلوہ گر ہوں گے تو اپنے قریب ہی اپنی امت کو ایک نور کے ٹیلے پہ مقام عطا فرمائیں گے۔ اس مضمون کو اب اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں

مقامِ محمود پہ جلوہ گری

حضور اکرم ﷺ سید الکائنات میں اسی لئے آپ کو مقام محمود حاصل ہوگا بلکہ بعض روایات کے مطابق آپ کو عرشِ معلیٰ پر جلوہ گر کیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تیری گذر دلِ فرش پر ہے تیری نظر

ملک و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

مولانا حسن رضا خان بریلوی فرماتے ہیں

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں　　ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اور روایات میں یہ بھی آیا ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو

عرش پر بٹھایا جائے گا اور خاص لباس جوڑا پہنایا جائے گا اور آپ کو اجازت دے دی جائے گی کہ جو چاہتے ہو کہو اور جو پسند کرتے ہو وہی طلب کرو اس دن معلوم ہو جائے گا کہ مقامِ محمدی کیا ہے اور اس محفل اور معرکے کہ صدرو بادشاہ کون ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

فائدہ

یہ حقیقت ہے کہ اس دن حبیب پاک ﷺ کی عزت وعظمت کو سبھی مان جائیں گے آپ کے سوا کہیں اور مقامِ پناہ نہیں ملے گی آپ کے بغیر کوئی اور شفاعت کرنے والا نہیں ملے گا لیکن یہاں نہ ماننے والا وہاں رحمت خاصہ سے محروم رہے گا جس طرح وہاں تمام ہی رب کی ربوبیت کو مان جائیں گے فائدہ صرف ان کو ہی ہوگا جنہوں نے دنیا میں مانا۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا یہ فرماتے ہیں

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام — للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

سفارشی لوگ

جلوہ گہہ ضیائے قدس کی منزل والوں کے لئے روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم والوں کی صفت بنی ہوگی وہاں سے ایک جنتی آدمی کا گذر ہوگا ان میں سے ایک شخص کہے گا اے فلاں شخص کیا تو نے مجھے پہچانا نہیں میں وہی شخص ہوں جس نے تمہیں ایک مرتبہ (پانی وغیرہ) پلایا تھا ان میں سے ایک اور شخص کہے گا میں نے تمہیں وضو کے لئے پانی دیا تھا وہ شخص ان کے لئے شفاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ)

ازالۂ وھم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہاں جہنمیوں سے کفار مراد ہے غلط ہے بلکہ جہنمیوں سے مراد کفار نہیں بلکہ مومن، گنہگار، فاسق وفاجر مراد ہیں وہ جنتی لوگوں یعنی علماء اور اولیاء کرام، صوفیاء عظام کے راستے میں اس طرح صف بنا کر کھڑے ہوں گے جس طرح فقراء لوگ اغنیاء کے راستے میں سوال کی غرض سے صف باندھے کھڑے ہوتے ہیں جنتی لوگ وہاں سے گذریں گے ان کو پہچاننے والے گنہگار اپنے اپنے امداد کے ذرائع کی یاد دلائیں گے کوئی کہہ رہا ہوگا میں نے تمہیں پینے کے لئے پانی یا دودھ عطا کیا تھا کوئی کہہ رہا ہوگا میں نے تمہیں وضو کے لئے پانی دیا تھا کوئی

کہہ رہا ہوگا میں نے تمہیں ایک لقمہ دیا تھا کوئی کہہ رہا ہوگا کہ میں نے تمہیں کپڑا دیا تھا کوئی کسی قسم کی اپنی معاونت کا ذکر کر رہا ہوگا کوئی قسم کی یہاں تک کہ اگر کسی نے کھجور کے ایک ٹکڑے سے معاونت کی ہوگی تو وہ بھی اس کا تذکرہ کر رہا ہوگا اور اگر کسی نے ایک پاکیزہ کلمہ سے کسی کو نصیحت کر کے فائدہ پہنچایا تھا تو اس کا بھی وہ تذکرہ کرے گا غرضیکہ جنتی لوگ اپنی اپنی جان پہچان والے معاونین کی شفاعت کریں گے وہ گناہگار مجرمین بھی خوش قسمت ہوں گے جو جنتی لوگوں کی شفاعت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس میں مسلمانوں کو اس بات پر برانگیختہ کیا گیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کی امداد کریں خصوصاً نیک لوگوں کی اور ان کے ساتھ بیٹھا کریں اور ان سے محبت کریں کیونکہ نیک لوگوں کی محبت دنیا میں انسان کے وقار زیب و زینت کا ذریعہ ہے اور آخرت میں نورِ معرفت اور کامیابی کا سبب ہے۔ (مرقاۃ)

صحبت اولیاء علماء

اس بحث سے راز کھلے گا کہ صحبت اولیاء ہزاروں سال کی عبادت سے بہتر کیوں ہے لیکن افسوس دورِ حاضرہ میں علماء سے نفرت دلائی جارہی ہے اور اولیاء سے نفع پانے کو شرک کہا جارہا ہے۔

مرجھا گئے ہیں یارب گل میرے زخم دل کے — ہر عندلیب نالاں نالاں ہے اس الم سے
ہے کیا عجب الٰہی فضل وکرم سے تیرے — آکر صبائے طیبہ پھولوں کو رنگ بخشے
ہوکر شگفتہ خاطر بلبل چمن سے نکلے

حل لغات

عندلیب، بلبل۔ شگفتہ، کھلا ہوا۔

شرح

یارب میرے دل کے زخم مرجھا گئے ہیں میرے اس درد پر ہر بلبل نالاں ہے اے اللہ تیرے فضل و کرم سے کیا بعید ہے اگر تو اجازت دے دے تا کہ طیبہ پاک کی بادِ صبا تشریف لا کر میرے مرجھائے ہوئے دل کو پھولوں رنگ عطا فرما دے پھر یوں ہوگا کہ میرا دل بلبل شگفتہ خاطر ہوکر چمن سے نکلے۔

کالی گھٹا ہے غم کی چاروں طرف اندھیرا   گم کردہ راہ اُس میں یارب یہ دل ہے میرا
اشراق مہر میں اب کیا دیر ہے خدایا   روئے حبیب حق سے اُٹھ جائے کاش پردہ
پر نور ہو زمانہ سورج گہن سے نکلے

شرح

غم کی کالی گھٹا ہے اور چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے اس میں میرے دل نے راہ گم کرد۔ سورج کی چمک میں کیا مراد ہے کاش روئے حبیب ﷺ سے پردہ ہٹ جائے تو سارا زمانہ پرنور ہو جائے یوں محسوس ہو کہ سورج گہن سے نکل آیا ہے۔

اس قطعہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے ہجر و فراق کی داستان بیان فرما کر وصالِ حبیب ﷺ کی آرزو کی ہے۔

سچی اور جھوٹی محبت کا امتیاز

دورِ حاضرہ میں اہل سنت بریلوی عشقِ رسول ﷺ کا بڑا دم بھرتے ہیں فقیر اس قطعہ کی شرح میں امام احمد رضا مجدد بریلوی قدس سرہ کے رنگ میں محبت و عشق کی تفصیل عرض کرتا ہے اس کے بعد سچا اور جھوٹا عشق خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

محبت کی تعریف

محبت نام ہے پسندیدہ کی طرف میلانِ طبع کا۔ اگر یہ میلان شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ عاشق محبوب کا بندہ بے دام بن جاتا ہے اور مال و دولت اس پر قربان کر دیتا ہے۔ زلیخا کی مثال لے لیجئے جس نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال و دولت قربان کر دیا۔ زلیخا کے پاس ستر اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی تھے جو عشقِ یوسف میں نثار کر دیئے جب بھی کوئی یہ کہہ دیتا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتی یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا اس نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ چھوڑا تھا اور فرطِ محبت میں یوسف علیہ السلام کے سوا سب کچھ بھول گئی تھی جب آسمان کی طرف دیکھتی تو اسے ہر ستارے میں یوسف کا نام نظر آتا تھا۔

فائدہ

یہ تھا سچا عشق کہ جس کا نتیجہ نکلا کہ اب محبوب محبّ بن گیا۔

عشق سے زلیخا کو

جب زلیخا ایمان لائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی تو سوائے عبادت و ریاضت اور توجہ الی اللہ کے اسے کوئی کام نہ تھا اگر یوسف علیہ السلام اسے دن کو اپنے پاس بلاتے تو کہتی رات کو آؤں گی اور رات کو بلاتے تو دن کا وعدہ کرتی ۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا زلیخا تو تو میری محبت میں دیوانی تھی جواب دیا یہ اُس کی وقت کی بات ہے کہ جب میں آپ کی محبت کی ماہیت سے واقف نہ تھی اب میں آپ کی حقیقت پہچان چکی ہوں اس لئے اب میری محبت میں تمہاری شرکت بھی گوارا نہیں ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ نے اس بات کا حکم فرمایا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ تیرے بطن سے اللہ تعالیٰ دو بیٹے پیدا کرے گا اور دونوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا جائے گا زلیخا نے کہا اگر یہ حکم خداوندی ہے اور اس میں حکمت الٰہی ہے تو میں سرِ تسلیم خم کرتی ہوں ۔ (مکاشفۃ القلوب للغزالی قدس سرہ)

مجنوں کا سچا عشق

مجنوں سے کسی نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ بولا لیلیٰ ! ایک دن اس سے کسی نے کہا کیا لیلیٰ مر گئی ؟ مجنوں نے جواب دیا لیلیٰ نہیں مری وہ تو میرے دل میں ہے اور میں ہی لیلیٰ ہوں ایک دن جب مجنوں کا لیلیٰ کے گھر سے گزر ہوا تو وہ ستاروں کو دیکھتا ہوا گزرنے لگا کسی نے کہا مجھے دیکھو شاید تمہیں لیلیٰ نظر آ جائے مجنوں بولا میرے لئے لیلیٰ کے گھر کے اوپر چمکنے والے ستارے کی زیارت ہی کافی ہے ۔

محبت کی ابتداء اور انتھاء

جب منصور حلاج کو قید میں اٹھارہ دن گزر گئے تو جنابِ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا اے منصور محبت کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا آج نہیں کل یہ سوال پوچھنا جب دوسرا دن ہوا اور ان کو قید سے نکال کر مقتل کی طرف لے گئے تو وہاں منصور نے شبلی کو دیکھ کر کہا شبلی محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا قتل ہو جانا ہے ۔

اشارہ

جب منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہِ حق بیں نے اس حقیقت کو پہچان لیا کہ

الا کل شیئ ما خلا اللّٰہ باطل   اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے باطل ہے

اور ذاتِ الٰہی ہی حق ہے تو وہ اپنے نام تک بھول گئے لہٰذا جب ان سے سوال کیا گیا کہ تمہارا نام کیا ہے تو

جواب دیا میں حق ہوں۔

منتہی میں ہے کہ محبت کا صدق تین چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے محبّ محبوب کی باتوں کو سب کی باتوں سے اچھا سمجھتا ہے اس کی مجلس کو تمام مجالس سے بہتر سمجھتا ہے اور اس کی رضا کو اوروں کی رضا پر ترجیح دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ عشق پردہ دری کرنے والا اور رازوں کا افشاء کرنے والا ہے اور وجد ذکر کی شیرنی کے وقت روح کا غلبۂ شوق کا بار اُٹھانے سے عاجز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وجد کی حالت میں انسان کا عضو بھی کاٹ لیا جائے تو اسے محسوس نہیں ہوگا۔

عشاق کے قصے

حکایت

ایک آدمی دریائے فرات میں نہا رہا تھا اس نے سنا کہ کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا ہے

وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ۝ (پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۵۹)

اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو۔

یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب کر مر گیا۔

محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہیے کیونکہ عشق میں موت کے بغیر کوئی لطف نہیں ہے۔ اتنا کہا اور وہاں سے خود کو گرا دیا لوگوں نے جب اُسے اُٹھایا تو وہ دم توڑ چکا تھا جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ تصوف اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

حکایت

زہر الریاض میں ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا میں نے وہاں ستون کے قریب ایک برہنہ نوجوان مریض کو پڑے دیکھا جس کے دل سے رونے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ میں نے اس کے قریب جا کر اسے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں ایک غریب الوطن عاشق ہوں۔ میں اس کی بات سمجھ گیا اس نے کہا میں بھی تیری طرح ہوں وہ رو پڑا اس کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا تم کیوں رو رہے ہو میں نے کہا اس لئے کہ تیرا اور میرا مرض ایک ہے اس نے چیخ ماری

اور اس کی روح پرواز کر گئی میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈالا اور کفن لینے چل گیا جب میں کفن لے کر واپس پہنچا تو جوان وہاں نہیں تھا میرے منہ سے بے ساختہ سبحان نکلا تب میں نے غیبی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان اسے ڈھونڈتا تھا مگر نہ پا سکا مالک دوزخ نے اسے ڈھونڈا مگر نہ پا سکا رضوانِ جنت نے اسے تلاش کے باوجود نہ پا سکا میں نے پوچھا وہ پھر گیا کہاں۔ جواب آیا

هوفي مقعد صدق عند مليک مقتدر

اپنے عشق، کثرتِ عبادت اور تعجیل توبہ کی وجہ وہ اپنے قادر رب العزت کے حضور پہنچ گیا ہے۔

عاشق کی پہچان

ایک شیخ سے عاشق کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا عاشق میل ملاپ سے دور، تنہائی پسند غور و فکر میں ڈوبا ہوا اور چپ چاپ رہتا ہے جب اسے دیکھا جائے تو وہ نظر نہیں آتا جب بلایا تو سنتا نہیں جب بات کی جائے تو سمجھتا نہیں اور جب اس پر کوئی مصیبت آجائے تو غمگین نہیں ہوتا وہ بھوک کی پرواہ اور برہنگی کا احساس نہیں رکھتا کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے وہ دنیا کے لئے دنیا والوں سے نہیں جھگڑتا۔

جناب ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشق کی علامات میں یہ چند شعر کہے ہیں

لاتخدعن فللحبیب دلائل	ولدمن ریہ تحف الحبیب وسائل
منها تغمه بمر بلائه	وسروره في كل ما هو فاعل
فالمنع منه عطية مقبولة	والفقر اكرام وبر عاجل
ومن الدلال ان ترى في عزمه	طوع الحبيب وان الح والعاذل
ومن الدلائل ان يرى تبسما	والقلب فيه من الحبيب بلائل
ومن الدلائل ات يرى متفهما	لكلام من يخطى لدر السائل
ومن الدلائل ان يرى متقشفا	متحفظاً من كل ما هو قائل

تو دھوکہ نہ دے کیونکہ محبوب کے پاس دلائل اور عاشق کے پاس محبوب کے تحفوں کے وسائل ہیں۔

ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی تلخ آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے اور محبوب جو کرتا ہے وہ اس پر خوش ہوتا ہے۔

اس کی طرف سے منع کرنا بھی عطیہ ہے اور فقر اس کے لئے عزت وافزائی اور ایک فوری نیکی ہے۔

ایک علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کی اطاعت کا پختہ ارادہ رکھتا ہے اگر اسے ملامت کرنے والے ملامت کریں۔

ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے مسکراتا ہوا پاؤ گے اگر چہ اس کے دل میں محبوب کی طرف سے آگ سلگ رہی ہوتی ہے۔

ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے خطاروں کی گفتگو سمجھتا ہوا پاؤ گے۔

اور ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے ہر اس بات کا حفاظت کرنے والا پاؤ گے جسے وہ کہتا ہے۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جوان کے قریب سے گذرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا اس نے آپ سے کہا اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے۔ آپ نے فرمایا ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے کہنے لگا اچھا آدھے ذرہ کا سوال کیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس جوان کے متعلق سوال کیا لوگوں نے کہا وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب سے دعا کی اے اللہ میری اس جوان سے ملاقات کرادے پس آپ نے دیکھا وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا آپ نے اسے سلام کہا مگر وہ خاموش رہا آپ نے کہا مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔

جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرتا ہے اور خود ان کو تین چیزوں سے پاک نہیں رکھتا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

(۱) جو شخص ذکر خدا کی حلاوت پانے کا دعویٰ کرتا ہے مگر دنیا سے بھی محبت رکھتا ہے۔

(۲) جو اپنے اعمال میں اخلاص کا دعویٰ کرتا ہے مگر لوگوں سے اپنی عزت افزائی کا خواہش مند ہے۔

(۳) جو اپنے خالق کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ میری امت پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں

گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے

(۱) دنیا سے محبت رکھیں گے آخرت کو بھول جائیں گے۔

(۲) مال سے محبت رکھیں گے اور یومِ حساب کو بھول جائیں گے۔

(۳) مخلوق سے محبت رکھیں گے مگر خالق کو بھول جائیں گے۔

(۴) گناہوں سے محبت رکھیں گے مگر توبہ کو قبول جائیں گے۔

(۵) مکانوں سے محبت رکھیں گے اور قبر کو بھول جائیں گے۔

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جوان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے جوان تجھے جوانی دھوکے میں نہ ڈالے کتنے جوان اسے تھے جنہوں نے توبہ کو موخر اور اپنی امیدوں کو طویل کر دیا موت کو بھلا دیا اور یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کرلیں گے، پرسوں توبہ کرلیں گے یہاں تک کہ اسی غفلت میں ملک الموت آ گیا اور وہ اندھیری قبر میں جا سوئے نہ انہیں ال نے غلاموں نے نہ اولا دنے اور نہ ہی ماں باپ نے کوئی فائدہ دیا۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ o (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۸۸)

جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

اب ربِ ذوالجلال! ہمیں موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے، ہمیں خوابِ غفلت سے ہوشیار فرما دے اور سید المرسلین ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔

مومن کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر گھڑی توبہ کرتا رہے اور اپنے گذشتہ گناہوں پر شرمندہ رہے تھوڑی سی متاعِ دنیا پر راضی رہے، دنیاوی مشاغل کو بھول کر آخرت کی فکر کرے اور خلوصِ قلب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

ایک بخیل منافق

ایک منافق انتہائی بخیل تھا اس نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر تو نے کسی کو کچھ دیا تو تجھ پر طلاق ہے۔ ایک دن ایک سائل ادھر آ نکلا اور اس نے خدا کے نام پر سوال کیا عورت نے اسے تین روٹیاں دے دیں واپس میں اسے وہی بخیل مل گیا اور پوچھا تجھے یہ روٹیاں کس نے دی ہیں؟ سائل نے اس کے گھر کے متعلق بتایا کہ مجھے وہاں سے ملی ہیں بخیل تیز قدموں سے گھر کی طرف چل پڑا اور گھر پہنچ کر بیوی سے بولا میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ سائل کو کچھ نہیں دینا۔ بیوی بولی سائل نے اللہ کے نام پر سوال کیا تھا لہٰذا میں رد نہ کرسکی۔

کنجوس نے جلدی سے تنور بھڑکایا جب تنور سرخ ہوگیا تو بیوی سے کہا اُٹھ اللہ کے نام پر تنور میں داخل ہو جا۔ عورت کھڑی ہوگئی اور اپنے زیورات لے کر تنور کی طرف چل پڑی۔ کنجوس چلایا کہ زیورات تو یہیں چھوڑ جا عورت نے کہا آج میرا محبوب سے ملاقات کا دن ہے میں اس کی بارگاہ میں بن سنور کر جاؤں گی اور جلدی سے تنور میں گھس گئی۔اس بد بخت نے تنور کو بند کر دیا جب تین دن گزر گئے تو اس نے تنور کا ڈھکنا اُٹھا کر اندر جھانکا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس میں صحیح و سالم بیٹھی ہوئی تھی ہاتف غیبی نے آواز دی کیا تجھے علم نہیں کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی۔

حضرت آسیہ کا ایمان

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا ایمان اپنے شوہر فرعون سے چھپایا تھا جب فرعون کو اس کا پتہ چلا تو اس نے حکم دیا کہ اسے گوناگوں عذاب دیئے جائیں تاکہ حضرت آسیہ ایمان کو چھوڑ دیں لیکن حضرت آسیہ ثابت قدم رہیں تب فرعون نے میخیں منگوائیں اور ان کے جسم پر میخیں گڑوا دیں اور فرعون کہنے لگا اب بھی وقت ہے ایمان کو چھوڑ دو مگر حضرت آسیہ نے جواب دیا تو میرے وجود پر قادر ہے لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں ہے اگر تو میرا عضو کاٹ دے تب بھی میرا عشق بڑھتا جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا میرا رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے آسیہ آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تیرے کارناموں پر فخر فرماتا ہے سوال کر تیری حاجت پوری ہوگی۔حضرت آسیہ نے دعا مانگی اے میرے رب میرے لئے اپنے جوارِ رحمت میں جنت میں مکان بنا دے مجھے فرعون اس کے مظالم اور ان ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت آسیہ کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا جب لوگ لوٹ جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنے جنت والے گھر کو دیکھتی رہتی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب فرعون نے حضرت آسیہ کو دھوپ میں ڈال کر چار میخیں ان کے جسم میں گڑوائیں اور ان کے سینے پر چکی کے پاٹ رکھ دیئے گئے تو جنابِ آسیہ نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر عرض کی

رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ

اے میرے رب میرے لئے اپنے جوارِ رحمت میں جنت میں مکان بنا (آخر تک)

جنابِ حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے طفیل آسیہ کو فرعون سے باعزت رہائی عطا فرمائی اور ان کو جنت میں بلالیا جہاں ذی حیات کی طرح کھاتی پیتی ہیں۔

اس حکایت سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مصائب اور تکالیف میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اس سے التجا کرنا اور رہائی کا سوال کرنا مومنین اور صالحین کا طریقہ ہے۔

سچی محبت

سچی محبت کی ایک علامت اتباع بھی ہے کسی نے عربی میں کیا خوب فرمایا ہے

تعصي الا له وانت تظهر حبه هذا العمرى فى االقياس بديع لو كان حبك صادقا لا طبعة ان لمحب لمن يحب يطيع

محبت کا دعویٰ کرکے نافرمانی کرنا ایک عجیب بات ہے مگر تیری محبت سچی ہوتی تو محبوب کا مطیع ہوتا اس لئے کہ سچا محبّ محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اچھی طرح سمجھ لو کہ بندے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی محبت ان کی اطاعت اور ان کے محبوب کی پیروی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں کی محبت، رحمت اور بخشش کا نزول ہے۔ جب بندہ یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ کمالاتِ حقیقی صرف اللہ ہی کے لئے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی حقیقت میں اللہ ہی کے کمالات ہیں اور اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ کے ساتھ اور اللہ کے لئے ہو جاتی ہے یہی چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بندہ اللہ کی اطاعت کرے اور جن باتوں کا وہ اقرار کرتی ہے ان امور سے اس محبت میں اضافہ ہو اسی لئے محبت کو اطاعت کے ارادوں کا نام دیا گیا ہے اور اخلاصِ عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

فائدہ

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ کچھ لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم رب تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اطاعت رسول (ﷺ) محبت الٰہی کا موجب ہے۔

بریلوی برادری

ہمارے اہل سنت عاشق کا دعویٰ میں اتباع رسول کر کے اپنا سچا ہونا ثابت کریں ورنہ "ایس خیاقست و محالست و جنون"

میں عندلیب شیدا اُس گلعذار کا ہوں　　مہکا ہے جس کی بوائے الفت سے قلب محزوں
کیا ہے اگر نکلتی فرقت میں ہے بوئے خوں　　خاکِ مدینہ پر میں جس وقت جا کے لوٹوں
خوشبوئے مشک وعنبر میرے بدن سے نکلے

حل لغات

عندلیب، بلبل۔ گلعذار، گلاب جیسے گالوں والا، معشوق یہاں مطلق محبوب مراد ہے۔

شرح

میں عاشق اس محبوب کریم ﷺ کا ہوں جس کی محبت کی خوشبو سے میرا قلب محزوں مہک اُٹھا ہے کیا ہے اگر فرقت میں نکلتی ہے خون کی بو ہاں مدینہ پاک میں جا کر واپس لوٹوں تو میرے بدن سے مشک وعنبر کی خوشبو مہکے۔

گھبرائے شہر سے جی صحرائے ہو محبت　　خندہ ہوں گاہ گریاں ہر چیز سے ہو نفرت
تنکے چنا کروں میں بس کہربا کی صورت　　تا حشر یوں ہی ٹپکے صورت سے رنگِ وحشت
حضرت کا جوشِ الفت مستانہ پن سے نکلے

حل لغات

کہربا د، ایک قسم کا گوند، مقناطیس۔

شرح

امام احمد رضا خود کو ایک سچے عاشق کے رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں جن کی یہ علامات ہیں۔

(۱) شہر (آبادی) سے جی گھبرائے اور جنگل اور ویرانہ سے جی لگا ہو۔

(۲) کبھی ہنسے کبھی روئے (اس دنیا کی ہر شے سے نفرت)

(۳) کہربا کی طرح تنکے چننا معمولی چیزوں پر گذارا اور یہ کیفیت تا قیامت شکل وصورت سے ٹپکتی نظر آئے وہ صرف یہ کہ حضور اکرم ﷺ کا جوشِ الفت ہو اسی کو مستانہ پن سے تعبیر کیا جائے اور وہ مجھ سے ظاہر ہو۔

سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق رسول ﷺ کا نمبر اول ہے اسی وجہ سے محدثین کرام وفقہائے عظام نے آپ کو افضل التابعین تسلیم کیا ہے آپ کی کیفیت عشق نبوی صاحبہ الصلوۃ والسلام میں کچھ یونہی تھی جسے قطع مذکورہ میں بیان کی گئی ہے۔

لاکھوں ہیں سینہ بریاں مثل رضا و کافی　　انجام کار سب نے اپنی مراد پائی

دشت طلب میں ہوکر آوارہ کھو گئے جی　　وہ دن بھی ہو الٰہی جو صورت شہیدی

حضرت کی جستجو میں قاسم وطن سے نکلے

حل لغات

کھو گئے، کھونا سے گم کرنا، بھلانا، ضائع کرنا، بے قابو کرنا، نکما کرنا، دور کرنا۔

شرح

سینہ بزبانِ عشق سے سینہ جلے لاکھوں ہیں رضا وَ کافی رحمہا اللہ کی طرح بالآخر سب نے الحمد للہ سب نے مراد کو پالیا اور کامیاب ہوئے بہت سے عشاق طلب کے جنگل میں آوارہ ہوکر کھو گئے وہ دن بھی اے اللہ کریم نصیب ہوگا جو شہیدی کی طرح انجام (مدینہ) نصیب ہوگا کہ جب حضور اکرم ﷺ کی جستجو قاسم (شاعر) وطن سے نکل کر مدینہ کو جائے۔

امام احمد رضا کی شاعری

فقیر نے اس پر مجلداتِ سابقہ میں بہت تفصیل سے لکھ چکا ہے امام احمد رضا نے اس قطعہ کے مصرعہ میں علامہ کافی مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر خیر فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علامہ کافی عشقی کا رنگ پسند تھا اپنے دیوان میں متعدد مقامات پر انہیں یاد فرمایا ہے۔

اس لئے مولانا کافی اللہ کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا وہ دردوسوز سے معمور تھا، وہ زندگی، وہ زندگی سے بھرپور تھا، وہ ایک مہکتا چمن تھا۔

مہکا ہے مرے بوئے دھن سے عالم　　یاں نغمہ شریں نہیں تلخی سے بہم

کافی سلطانِ نعت گویاں ہیں رضا　　ان شاء اللہ ہیں وزیر اعظم

مگر بلندیٔ فکراور مضمون کی بندش میں کمال کے باوجود مولانا کفایت علی کافی کے دردِ دل کے آرزومند رہے کہ بغیر درددل کے شاعری شاعری نہیں

پرواز میں جب مدحت شہ کے آؤں تا عرش پرفکر رسا سے جاؤں

مضمون کی بندش سے تو میسر ہے رضا کافی کا دردِ دل کہاں سے لاؤں

یہ آرزو پوری ہوئی وہ دور بھی آیا جب دردِ دل اور سوزِ جگر سے سینہ پھکنے لگا، لاوا ابلنے لگا

آ کچھ سنادے عشق کے بولوں میں اے رضا مشتاق طبع لذت سوزِ جگر کی ہے

شاعری میں کسی کو استاد نہ بنایا فیض رب قدیر سے کارگہٗ فکر میں انجم ڈھلتے رہے دیکھنے والے دیکھ دیکھ کر جھومتے رہے

جبین طبع ناسودہ داغ شاگردی سے غبار منت اصلاح سے ہے دامن ہے

عاشق بامراد

رسول اللہ ﷺ سے محبت وعشق رکھنے والے بامراد ہے اس کی سب سے بڑی مثال صحابہ کرام ہیں ایسے ہی ان کے جملہ اولیاء ومشائخ کہ جسے بھی یہ دولت ملی بامراد نکلا۔

عاشقانِ رسول ﷺ یوں ہوتے ہیں روایات میں ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے اعلان کرایا کہ کفار اپنے سازوسامان کے ساتھ میدانِ بدر میں جمع ہو رہے ہیں ان کا ارادہ خطرناک ہے وہ مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہونا چاہتے ہیں اس لئے میرے جو غلام جہاد کے لئے جانا چاہیں تیار ہو جائیں۔

یہ اعلان سنتے ہی صحابہ کرام میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ شمع رسالت کے پروانے شمشیر بکف میدان میں نکل آئے ہر شخص کا دل مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں قربان ہونے کے لئے مچل رہا تھا ہر شخص کی خواہش تھی کہ

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے

سرکار کا اعلان سنتے ہی صحابہ کرام ایک میدان میں جمع ہونے لگے حضرت سعد بن وقاص جو حضور اکرم ﷺ کے مشہور صحابی فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ تلوار لٹکائے فوج کے پیچھے پیچھے چھپتا پھر رہا ہے میں نے جب غور سے دیکھا تو اسے پہچان لیا وہ میرا چھوٹا بھائی عمیر تھا میں نے اس کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا کہ تم چھپ کیوں رہے ہو کم سن مجاہد عمیر نے جواب دیا اس لئے چھپتا پھر رہا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور اکرم ﷺ مجھے دیکھ کر

میرے چھوٹے ہونے کی وجہ سے مجھے ساتھ نہ لے جائیں۔حضرت سعد بن وقاص فرماتے ہیں کہ وہی ہوا جس کا عمیر کواندیشہ تھا نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے وہ نہ بچ سکا حضور اکرم ﷺ نے بلا کر فرمایا تم کیسے تلوار لگا کر پھر رہے ہو عرض کیا حضور کے نام پر سر کٹانے کو جی چاہتا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پیارے عمیر! تم چھوٹے ہو واپس چلے جاؤ۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ حضرت عمیر بے ساختہ رونے لگے حضور کے قدموں سے لپٹ گئے اور عرض کیا آقا میں عمر کے لحاظ سے چھوٹا ہوں مگر ارادے میرے پختہ ہیں آپ میدانِ جہاد میں میری شجاعت کے جوہر دیکھ لیں میں دشمن کی فوج پر بجلی بن کر گروں گا آقا مجھے محروم نہ رکھیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کے اس جذبہ جہاد کو ملاحظہ فرمایا اور میدانِ جہاد میں جانے کی اجازت دے دی حضرت سعد بن وقاص فرماتے ہیں کہ عمیر نے میدانِ جہاد میں اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے کئی کافروں کو فی النار کیا جب ہم نے شہداء کی لاشوں کا جائزہ لیا تو ان میں عمیر کی ننھی سے لاش بھی موجود تھی۔

شهیدی کا تعارف

ایک عاشق رسول ﷺ شاعر ہندوستان میں تھے موت سے پہلے مدینہ کی آرزو میں رخت سفر باندھا ابھی مدینہ پاک ایک منزل باقی تھی تو جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ (مزید تفصیل فقیر کی کتاب تذکرہ علماءِ اہل سنت) میں ہے۔

قاسم رحمة الله تعالیٰ علیه

آپ کا تعارف اسی شرح حدائق میں گذر چکا ہے ان کی ایک اور نعت پر بھی اعلیٰ حضرت نے نعتیں لکھی ہیں جو اسی جلد اول میں شرح ومفصل ہو چکی۔

نعت

ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے
کمی ہو عشقِ نبی میں خدا نہ کرے

(حدائق حصہ۳ سے یہ نعت لی گئی ہے۔اُویسی غفرلہ)

شرح

عشق حبیب خدا ﷺ کا درد جو ہمارے جگر میں اس کا کوئی علاج نہ کرے عشق نبی ﷺ میں کمی ہو خدا کرے یہ

کمی نہ ہو۔

اس شعر میں بتایا گیا ہے عشق کے درد کا مزہ ایسا لذیذ ہے کہ اس کا علاج کرانا بھی گوارا نہیں بلکہ اس کے اضافہ کی التجاء ہے کہ خدا کرے جتنا درد نصیب ہوا ہے اس میں اضافہ ہو ورنہ خدا کرے اس میں کمی تو نہ ہو۔

عشق بلالی

اس شعر میں عشق بلالی و دیگر عشاق کی کیفیت کی اشارہ ہے کہ جب انہیں یہ دولت نصیب ہوئی تو انہیں جب کوئی علاج کا کہتا تو کہتے اس درد کا علاج گوارا نہیں بلکہ تمنا ہے کہ اس میں اضافہ ہوتا رہے کمی تو نام بھی۔

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیہ نے سیدنا بلال کو خرید کر آپ سے بیگار لیا کرتا تھا ایک دن بلال نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ پر فدا ہو گئے جسم تو امیہ کے لئے لیکن دل مصطفیٰ ﷺ پر قربان تھا تمام دن امیہ کا کام کرتے رہتے لیکن دل مصطفیٰ ﷺ کی آماجگاہ بن چکا تھا "دست بکار دل بہ یار" ایک دن جوشِ محبت میں حضرت بلال احد احد اور محمد محمد کے نعرے لگانے لگے امیہ نے سنا تو آپ کو مارنے لگا

که چرا تو یاد احمد می کنی　　　بندۀ بد منکر دین منی

می زد اندر آفتابش او به خار　　　او احد میگفت بهر افتخار

اور بولا کہ تو محمد تو کیوں پکار رہا ہے اے بُرے غلام تو میرے دین کا منکر ہے۔ مالک دھوپ میں آپ کو کانٹوں کے ساتھ مارنے لگا لیکن حضرت بلال برے افتخار کے ساتھ احد احد پکارنے لگے۔

اسی دوران حضرت صدیق اکبر بھی تشریف لے آئے آپ بلال کا حال دیکھ کر سخت مضطرب ہوئے دوسرے دن بھی حضرت صدیق نے یہی منظر دیکھا تو آپ نے بلال کو علیحدگی میں مشورہ دیا کہ تمہارا مالک کافر ہے اس کے سامنے محمد عربی کا نام نہ لیا کرو اپنے محبوب کو دل ہی دل میں یاد کر لیا کر۔ حضرت بلال نے جواب دیا نہیں صدیق! یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے میرا عشق مصلحت اندیش نہیں ہے رہی بات امیہ کے ظلم وستم کی اس کی مجھے قطعاً پرواہ نہیں ہے وہ مجھے شہید بھی کر ڈالے تو میرا ہر بن مو یار کا نام پکارے گا۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں　　　ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزہ ہی نہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو ان کو خرید کر آزاد فرمایا حضرت بلال

نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ (علاج) قبول نہ فرمایا حالانکہ حضرت بلال کو ہر طرح سے ستایا جاتا تھا سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی تھیں یہی سچے عشق کی علامت ہے کہ

عشق بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اسی لئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

کمی ہو عشقِ نبی میں خدا نہ کرے

رُخِ نبی سے ہے پھر لاف بندگی گل کو

خدا کسی کو بس اتنا بھی ناسزا نہ کرے

حل لغات

لاف، گلاب کے پھول۔ گل، کوئی حسین۔ ناسزا، نالائق، بے ادب، گستاخ۔

شرح

نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس سے گل کو غلامی کا دعویٰ ہے یہ اس کا دعویٰ بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے کہ رُخ مصطفیٰ ﷺ سے اسے کیا مناسبت ہے کہاں رُخ مصطفیٰ ﷺ کہاں گلاب کا پھول خدا کسی کو ایسی جراُت پر بے ادب و نالائق نہ بنائے۔

رُخ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شاعر نے کہا ہے

رُخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ نہیں کوئی دوسرا آئینہ   نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دو کانِ آئینہ ساز میں

قرآن مجید میں "والضحیٰ کی قسم" سے رُخ مصطفیٰ ﷺ مراد ہے جس کے حوالہ جات سابقہ حصص شرح حدائق بخشش میں بارہا گزرے۔

علامہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف "زرقانی شرح مواہب اللدنیہ" میں تحریر فرمایا ہے

فسر بعضهم كما حكاه الامام فخر الدى الضحىٰ بوجهه ﷺ والليل بشعر (زرقانی شریف جلد ۶ صفحہ ۲۱۰)

گل کو رُخ مصطفیٰ ﷺ سے مناسبت جوڑنے پر گستاخی اس لئے کہا کہ رُخ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت سے تو معلوم ہی

نہیں تو پھر اس سے مناسبت کیسی۔

حضرت علامه قسطلانی شارح بخاری رحمة الله تعالیٰ علیه

اعلم أن من تمام الإيمان بهﷺالإيمان بأن الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثله. (مواہب اللدنیہ شریف جلد ا صفحہ ۲۴۸)

خوب جان لو کہ آنحضرتﷺ کے جسم اطہر کو اسی طرح پیدا فرمایا کہ ان کے مثل نہ کوئی پہلے پیدا ہوا اور نہ ہی ان کے بعد کوئی پیدا ہوگا۔

اشارہ کردیں اگر وہ کمانِ ابرو کا
ہمارا تیر دعاء پھر کبھی خطاء نہ کرے

شرح

اگر حبیب پاکﷺ ہماری دعاؤں کی استجابت کے لئے بارگاہ خداوندی میں عرض کردیں تو ہماری دعائیں ضرور مستجاب ہونگی۔

فائدہ

ابرو کا کمان سے مشابہت ہے مثلاً یہاں اظہار رضا مراد ہے اور یہ مسلم ہے کہ حضور اکرمﷺ جس کی استجابت کے لئے رضا ظاہر فرمائیں اس کی قبولیت ہی قبولیت ہوتی ہے۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ''حضور کی ہر دعا مستجاب'' بدقسمت ہے وہ امتی جو عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی (علیہ السلام) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ملخصاً)

اور کہتا ہے کہ کبھی آپ کی دعا رد ہوجاتی تھی (معاذ اللہ) حالانکہ امام عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر محدثین نے فرمایا کہ نبی کریمﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے بلکہ آپ کی جس پر نگاہ کرم ہو تو وہ مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرمﷺ نے مستجاب الدعوات بنادیا تھا ان کی ہر دعا مستجاب تھی آپ مستجاب الدعوات تھے لوگ اپنے اپنے مقصد کے لئے ان سے دعا کراتے ان کی دعا کی برکت سے ان کا مقصد حاصل ہوجاتا لیکن اپنے لئے کبھی دعا نہ مانگتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص مکہ معظمہ میں پہونچے تو ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں لوگوں نے جو سنا تو جوق درجوق آنے لگے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سائب حاضر خدمت ہوئے

۔ یہ قاری اہل مکہ تھے اہل مکہ نے انہیں سے قرأت حاصل کی تھی تو حضرت سعد بن وقاص انہیں سے پہچانا ان دونوں میں بہت باتیں ہوئیں آخر میں انہوں نے کہا اے چچا آپ لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں اپنی آنکھ کے لئے کیوں دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھ اچھی کردے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا مستجاب کی تصریح کی ہے یہ سن کر ہنسے اور فرمایا اے میرے بچے اللہ تعالیٰ کی تقدیر و رضا مجھے اپنی آنکھ سے زیادہ محبوب ہے بلکہ آخری زندگی میں دعا مانگنی چھوڑ دی اس خطرہ سے۔

قد نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا
ہمارے آگے کوئی ذکر سرو کا نہ کرے

شرح

ہمیں تو حضور اکرم ﷺ کا قد مبارک ایسا بھاتا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے قد کی تعریف و توصیف ہیچ نظر آتی ہے اسی لئے اگر کوئی سرو کو بہترین قد سمجھ کر ہمارے سامنے اس کا ذکر نہ کرے۔

قد زیبا کی تفصیل فقیر کی اسی شرح حدائق کے سابقہ جلدوں میں لکھ چکا ہے۔

ہمارے دیکھے ہیں مدینے کے ذرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیا نہ کرے

شرح

ہم نے مدینہ طیبہ کے ذرات کی زیارت کی ہوئی ہے اسی لئے اس کی ضیاء و چمک کے بالمقابل کوئی کتنا روشن ہو کچھ نہیں اسی لئے سورج کو اپنی ضیاء اور روشنی پر ناز ہے تو اسے کہہ دو کہ اب یہ دعویٰ اپنے گھر رکھو مدینہ پاک کے ذرات کے سامنے تو کچھ بھی نہیں۔

مدینہ پاک

چونکہ مدینہ پاک محبوب کا شہر ہے جس طرح کے بالمقابل ہر شے لاشے محسوس ہوتی ہے ایسے ہی اس کے شہر کے حسن کے مقابلہ میں دوسری ہر شے ہیچ محسوس ہوتی ہے ایسے ہی حضرت مولانا رومی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کسی محبوب نے اپنے محبّ سے پوچھا کہ تم نے تلاشِ محبوب میں ہزاروں شہروں کی خاک چھانی ہے بتا تجھے کون سا شہر پسند آیا محبّ نے جواباً کہا جس شہر میں تمہارا بسیرا ہے اس کی مثال کہاں اس کے بعد عارف رومی قدس سرہ نے یہ اشعار کہے

ہر کجا یوسف رخے باشد چوماہ — جنت است آں اگرچہ باشد قعر چاہ

باتو دوزخ جنت است اے جانفزا — باتوزنداں گلشن است اے دل ربا

ہر کجا تو مامنی من خوش دلم — وربود در قعر گورے منزلم

خوشتر از ہر دوجہاں آں جا بود — کہ مرا باتو سرو سود ابود

جہاں چاند جیسا خوبصورت یوسف ہو وہ جگہ چاہے کنواں ہی کیوں نہ ہو جنت ہے۔

اے جانفزا تمہارے ساتھ دوزخ بھی جنت ہے تمہارے ساتھ قید خانہ گلشن ہے۔

میری منزل اگر چہ قبر کی گہرائی ہی کیوں نہ ہو اگر تو میرے ساتھ ہو تو میں مسرور ہوں۔

دونوں جہاں میں وہ جگہ سب سے بہتر ہے جہاں مجھے تیرے ساتھ محبت کا قیام ہوں۔

اسی لئے ہم سے کوئی پوچھے کہ تمہیں کون سا شہر مرغوب ہے تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ سارے شہروں میں وہ شہر سب سے بہتر ہے جہاں محبوبِ خدا ﷺ کا قیام ہے یعنی مدینہ شریف۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا — مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

لیکن یہ بات اسے سمجھ آئیگی جسے دردِ عشق نصیب ہو بے درد ویسے بھی بے درد ہوتا ہے عشق بخاری میں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ حضرت مجنون تو مشہور ہیں حضرت مولانا رومی مثنوی شریف میں ایک واقعہ اس قسم کا بیان فرماتے ہیں وہ بھی پڑھ لیجئے تا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سورج کی ضیاء کو مدینہ پاک کے ذروں کے بالمقابل کچھ نہیں سمجھ رہے وہ حق بجانب ہیں۔

ایک بادشاہ اور ایک کنیز کی کہانی

پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جو دنیاوی جاہ وجلال کے ساتھ ساتھ دینداری میں بہت زیادہ مشہور تھا ایک دن وہ بادشاہ اپنے مصاحبوں کو لے کر شکار کے لئے نکلا راستے میں اس نے ایک لونڈی دیکھی جس کے بے مثال حسن کو دیکھتے ہی بادشاہ اس پر عاشق ہو گیا اور ایک کثیر رقم دے کر لونڈی کو خرید کر اپنے شاہی محل میں لے آیا۔ چند دنوں کے بعد لونڈی بیماری پڑ گئی بادشاہ نے لونڈی کے علاج کے لئے دور ونزدیک ہر جگہ سے تجربہ کار حکیم بلائے اور ان کو کہا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس لونڈی کا علاج کرو لونڈی کے صحت یاب ہونے پر میں تم کو ہیرے اور جواہرات دوں گا۔ حکیموں نے کہا بادشاہ سلامت آپ مطمئن رہے ہم پوری کوشش کر کے اس کا علاج کریں گے کیونکہ ہم میں سے ہر

ایک مسیح زماں ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اس لونڈی کا بھی علاج نہ کرسکیں اس کے بعد حکیموں نے لونڈی کا علاج کرنا شروع کیا جہاں تک بھی ان کی سمجھ بوجھ میں آیا کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی مگر لونڈی بجائے صحت یاب ہونے کے دن بدن بیمار ہوتی چلی گئی اور دن بدن اس کا مرض بڑھتا گیا۔حکیم جس قدر بھی لونڈی کے علاج کی کوشش کرتے تھے لونڈی اتنی ہی بیمار ہوتی جاتی تھی حتی کہ حکیم بھی لونڈی کی زندگی سے مایوس ہوگئے۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ لونڈی حکیموں کے علاج سے موت کے منہ سے واپس نہیں آسکتی تو وہ ننگے پاؤں مسجد میں دوڑتا ہوا گیا اور بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو کرگڑگڑا کر رونے لگا وہ اتنا رویا کہ اس کے آنسوؤں سے مسجد کا فرش تر ہوگیا جب اس کو کچھ ہوش آیا تو خدا کے حضور میں یہ فریاد کی کہ اے خدا تو پوشیدہ رازوں کو جاننے والا ہے کوئی بات ایسی نہیں جو تجھ سے پوشیدہ ہو اے خدا ہم انسانوں کی تمام تدبیریں نہیں بن سکتا۔

بادشاہ یہ دعا کرتے کرتے سجدے میں ہی سو گیا اس نے خواب میں ایک بزرگ ہستی کو دیکھا اس بزرگ نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ تیری حاجتیں پوری کردی ہیں کل کے دن میں تمہارے پاس ایک غیب کی طرف سے حکیم آئے گا جو نہایت ہی دانا اور امین ہے اسی حکیم کے ذریعے تمہارے دل کی مراد برآئے گی۔

دوسرے دن بادشاہ دریچے میں بیٹھ گیا اور اپنے دیکھے ہوئے خواب کے انجام کی انتظار کرنے لگا اچانک بادشاہ نے صبح ہی صبح ایک نہایت حسین اور بارعب بزرگ کو اپنی طرف آتے دیکھا جس کے چہرہ پر بزرگی کے آثار چمک رہے تھے سورج کی روشنی اس کے چہرے کے نور کے سامنے ہیچ تھی بادشاہ بزرگ کو دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور اپنے درباریوں سمیت بزرگ کے استقبال کے لئے آگے بڑھا اور عرض کیا اے بزرگ ہستی آپ ہی میرے خواب کی تعبیر ہیں۔آپ میرے رب کے بھیجے ہوئے بزرگ ہیں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں کمر بند رہتے ہیں اسی طرح میں بھی آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھوں گا بادشاہ باوجود شہنشاہت کے رعب ودبدبہ رکھنے کے بزرگ کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری کررہا تھا کبھی وہ اس بزرگ کے ہاتھ چوم رہا تھا اور کبھی اس کی نورانی پیشانی کے بوسے لے رہا تھا اس کے بعد بادشاہ اس بزرگ حکیم کو اپنے محل میں لے گیا اور بڑی خوشی اور اطمینان کا سانس لے کر کہنے لگا میں نے انتہائی صبر کیا اور اس کے بعد مجھے صبر کا پھل ملا اگرچہ صبر تلخ ہے مگر اس کا پھل میٹھا ہے۔

مجلس اور بخشش کے دسترخوان سے فارغ ہونے کے بعد بادشاہ اس بزرگ حکیم کو حرم میں لے گیا اور لونڈی

کے پاس بٹھا دیا۔ بادشاہ نے تمام قصہ لونڈی کی بیماری حکیموں کے علاج کرنے کا کہہ سنایا بزرگ حکیم آگاہ ہوگیا اور اس نے کہا حکیموں نے اس کا الٹ علاج کیا ہے وہ حقیقت میں اس کے مرض کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ حکیم نے لونڈی کے مرض کو باوجود سمجھ جانے کے پوشیدہ رکھا اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ اے بادشاہ میں لونڈی سے کچھ خاص باتیں پوچھنا چاہتا ہوں اس لئے محل کے باقی افراد کو اگر کچھ وقت کے لئے لونڈی کے کمرے سے باہر کر دیں تو مناسب ہوگا تاکہ خلوت میں لونڈی سے میں کچھ باتیں پوچھ سکوں۔

بادشاہ نے فوراً تمام محل کو خالی کرایا اور خود بھی باہر نکل آیا تاکہ حکیم لونڈی سے پوری سرگزشت پوچھ سکے اس کے بعد حکیم نے لونڈی سے پوچھا اے لونڈی تو کس ملک کی رہنے والی ہے کیا اس شہر میں تمہارا کوئی قریبی عزیز یا رشتہ دار ہے تو اپنے شہر سے کس طرح باہر نکلی اور یہاں کیسے پہنچی؟ لونڈی نے کچھ جواب نہ دیا حکیم نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھ لیا اور چہرے سے اس کے نفسیاتی تغیر کا مطالعہ کرتے ہوئے تمام شہروں کا نام خود بخود اونچی آواز سے لیا جب حکیم نے سمرقند کا نام لیا تو لونڈی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوگیا اس کی نبض اور چہرے میں تغیر پیدا ہوگیا۔ حکیم فوراً معاملہ سمجھ گیا اور پھر لونڈی سے تمام حالات معلوم کرنے لگا لونڈی نے اپنا تمام بھید اصلی مقام اور شہر کا نام صاف صاف بتانے کے بعد کہا کہ مجھے اپنے شہر سے ایک سوداگر لے آیا تھا اور اس نے آ کر مجھے سمرقند کے ایک سنار کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ سنار نے چھ ماہ مجھے اپنے پاس رکھا اور پھر اس نے بھی مجھے بیچ دیا لونڈی جب اس سنار کا ذکر کرتی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو لگاتار بہنے لگتے تھے جب وہ سنار سے جدا ہونے کا قصہ حکیم کو سناتی تھی تو وہ بے اختیار رونے لگتی آخر عقلمند حکیم اصل نکتے کو پا گیا اور اس نے لونڈی سے کہا کہ اب تو بے غم رہ تیرے دل کی مراد پوری ہوگی اور تو بہت ہی جلد روبصحت ہو جائے گی مگر اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اگر بادشاہ بھی تجھ سے یہ بھید پوچھے تو اس کو بھی نہ بتانا وہ غیبی حکیم لونڈی کا تمام قصہ سننے اور اس کے دل کی بیماری کو پوری طرح سمجھ جانے کے بعد اٹھ کر بادشاہ کے پاس گیا اور لونڈی کی کچھ بیماری سے بادشاہ کو آگاہ کیا گیا مگر اصل راز بادشاہ پر ظاہر نہ ہونے دیا بادشاہ نے حکیم سے لونڈی کی بیماری کے حالات سننے کے بعد کہا کہ اب اس کی تدبیر ہونی چاہیے۔ حکیم نے کہا سمرقند سے فلاں نام کے سنار کو بلاؤ وہی دراصل لونڈی کی بیماری کو دور کر سکتا ہے اس لئے ایک قاصد بھیج کر اس سنار کو بلایا جائے اور اسے خلعت و انعام عطا کیا جائے۔

بادشاہ نے فوراً ایک قاصد کو بھیج کر سنار کو اپنے دربار میں بلوایا جب سنار سمرقند سے نہایت عزت اور خوشی کے

ساتھ بادشاہ کے قاصدوں کے ہمراہ اپنا سفر ختم کر کے پہنچا تو حکیم نے اس کو نہایت ہی اچھی پوشاک پہنائی اور بنا سنوار کر بادشاہ کے پاس پیش کیا۔ بادشاہ سنار کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوگیا اور اس کی بہت عزت اور خاطر کی اس کے بعد بادشاہ نے بے شمار خزانہ سنار کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ سونے کے کنگن پازیب اور کمر بند قسم قسم کے بے شمار برتن جو بادشاہوں کے قابل ہوں بنائے سنار سونا لے کر اپنے کام میں مشغول ہوگیا اس کے بعد حکیم نے بادشاہ سے کہا کہ یہ لونڈی سنار کے حوالے کر دو تا کہ سنار کو دیکھ کر اس کے دل کو اطمینان حاصل ہو اور یہ اپنی دلی بیماری سے نجات پا سکے۔ بادشاہ چونکہ حکیم کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنا فرض اور خوشی سمجھتا تھا لہٰذا اس نے فوراً لونڈی کو سنار کے حوالے کر دیا لونڈی سنار کو پا کر دن بدن رو بصحت ہونے لگی حتیٰ کہ پورے چھ مہینے کے بعد وہ بالکل تندرست ہوگئی جب حکیم نے دیکھا کہ لونڈی تندرست ہوگئی تو اس کے بعد حکیم نے سنار کے لئے ایک ایسا شربت بنایا جس کے پیتے ہی سنار کا چہرہ زرد اور بدصورت ہوگیا۔ سنار کے چہرے کی بدصورتی کو دیکھ کر لونڈی کے دل سے سنار کی محبت دن بدن کم ہونے لگی حتیٰ کہ سنار آہستہ آہستہ اسی شربت کے اثر سے مر گیا اس کے مرنے کے بعد لونڈی کے دل سے جو تھوڑی بہت سنار کی محبت موجود تھی وہ بھی ختم ہوگئی اور لونڈی تمام رنج و غم سے نجات پا گئی۔ اب لونڈی کے دل میں نہ سنار کی محبت تھی اور نہ اس کی یاد تھی جس سنار کے لئے وہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہی تھی اس کا تصور بھی اس کے دل سے مٹ چکا تھا۔

نوٹ

پوری کہانی اس لئے لکھ دی ہے تا کہ نفس مضمون کے علاوہ اصل کہانی کے متعلق بھی مضمون تشنہ نہ رہے اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ لونڈی بیمار کو تسکین ملی وہ محبوب کے شہر کے نام سے۔ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو بھی تسکین ملتی ہے مدینۂ رسول ﷺ سے۔

یہ زخم دل روشن گل ہنسا ئینگے اک روز
خدا کے واسطے ان کو کوئی سیا نہ کرے

شرح

خدا کرے کوئی دل کے زخم سینے کی کوئی تدبیر نہ کرے اس لئے کہ مجھے امید ہے محبوب کریم ﷺ کی کرم نوازی ہوگی وصل کا جام پلا کر زخم اچھا کر کے مجھے ضرور خوش فرمائیں گے۔

عشاق پر رجاء ستون ابی لبابہ

یہ ستون اب بھی اس موضوع کی گواہی دے رہا ہے اس ستون کو ستون توبہ بھی کہتے ہیں وہ یوں کہ ایک صحابہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قصور کی پاداش میں اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ لیا تھا کئی روز تک توبہ کرتے رہے صرف قضائے حاجت اور نماز کے لئے ان کے بیٹے انہیں کھول دیتے یہاں تک کہ ایک صبح یہ آیت نازل ہوئی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲۷)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

انہیں توبہ کی نوید سنائی گئی لیکن کہا کہ جب تک خود حضور اکرم ﷺ نہ کھولے گئے میں یہاں پڑا رہوں گا۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے انہیں کھول دیا اس ستون کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس جگہ نوافل ادا فرماتے اور نمازِ فجر کے بعد یہاں تشریف رکھتے اور قرآنِ پاک کا جو حصہ اس رات نازل ہوتا وہ صحابہ کرام کو سناتے۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ فقیر شرح حدائق بخشش کے سابقہ خطبوں میں عرض کر چکا ہے اور حضور اکرم ﷺ بھی لجپال ہیں کہ جو عاشقِ زار آپ کے عشق میں روئے تو اس کی تسکین و تسلی کے لئے خود تشریف لاتے ہیں اس پر بیسیوں شواہد ہیں ان میں ایک ستون حنا بھی ہے یہ ستون محراب النبی ﷺ سے متصل ہے اس کے پاس کھڑے ہو کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور وہیں کھجور کا وہ خشک تنا موجود تھا جو منبر بن جانے کے بعد آپ ﷺ کے فراق میں رویا تھا۔ استن حنانہ کی تفصیل و تحقیق فقیر کی ''شرح مثنوی صدائے نوی'' کا مطالعہ فرمائیے۔

نہیں میں روتا ہوں کچھ یادِ باغ و گلشن میں
ہمارے رونے پہ اے گل کوئی ہنسا نہ کرے

شرح

میرا رونا باغ و گلشن کی یاد کے لئے نہیں اور نہ ہمیں ان کی تمنا ہے فلہٰذا اے محبوب میرے پر کوئی نہ ہنسے اس لئے کہ میرا رونا تو فراقِ حبیب خدا کے لئے ہے اور ایسے فراق میں رونا کسی اچھے مقدار والے کو نصیب ہوتا ہے۔

فراق یار میں گریہ کناں

ایسے عاشقوں کی فہرست بھی طویل ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں

فاروق اعظم اور بڑھیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ منورہ میں گشت کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا کو حضور ﷺ کے اوصاف میں یہ اشعار پڑھتے سنا

علیٰ محمد صلوٰۃ الابرار　　صلی علیه الطیب ن الاخیار

قد کنت قواما بکاء فی الاسحار　　یالیت شعرہ والمنایا یا اطوار

هل تجمعتی وحبیبی الدار

حضرت محمد ﷺ پر صالحین اور اخیار کی طرف سے سلام ہو آپ بے شک بوقت سحر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور اس کے حضور رونے والے تھے کاش مجھے اور میرے محبوب کو آخرت کا گھر اکٹھا کر دے۔ (یعنی مجھے بھی جنت مل جائے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار سن کر باہر بیٹھ گئے اور رونے لگے اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بدو نے حاضر ہو کر درخواست کی

یا عمر والخیر جزیت الجنة　　اکس بناتی وامهن

وکن لنا من الزمان جنة　　اقسم باللہ لتفعلنه

اے عمر تجھے اللہ تعالیٰ جنت دے میری بچیوں اور میری بیوں کو لباس دیں اور زمانہ کے حملوں سے ہماری ڈھال بن جائیں میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو یہ ضرور کرنا ہوگا۔

تو آپ نے فرمایا اگر میں یہ نہ کروں تو پھر کیا ہوگا؟ اس پر اس بدو نے کہا

اذن ابا حفص لا ذمبن　　تب اے عمر میں چلا جاؤں گا۔

آپ نے پوچھا پھر کیا ہوگا؟ جواب ملا

یکون عن حالی لتسالنه　　یوم تکون العطیات هنه

وموقف المسئول بینه　　اما الی النار فاما الی الجنة

میرے جانے پر بروزِ قیامت میری حالت کا آپ سے بحیثیت خلیفۃ المسلمین ہونے کے پوچھا جائے گا اس دن بعض لوگ تو جہنم میں جائیں گے اور بعض جنت میں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان اشعار سے اس قدر گریہ طاری ہوا کہ آپ نے اس کی مدد فرمائی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما

سرورِ کونین ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کا آپ کی گوشۂ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جس قدر رنج وصدمہ پہنچا اس کے نقشہ انہوں نے چند اشعار میں کھینچا جس میں سے ایک شعر یہ ہے

صبت علی مصائب لو انها　　　　صبت علی الایام صرہ لیالیا

یعنی اپنے باوا جان کی جدائی پر مجھ پر اس قدر مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ روشن دنوں پر ٹوٹتے تو وہ دن تیرہ وتاریک راتیں بن جاتے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا اتنا بکثرت تھا کہ آنسو کی روانی سے آپ کے گالوں پر نشان محسوس ہوتے تھے۔

کھلے گا غنچۂ دل گل کی بادودمن
ہزار بار عرق ریزیاں صبا نہ کرے

شرح

محبوبِ کریم ﷺ کی بادودامن سے میرے دل کا غنچہ کھلے گا اسی پر آس لگائے بیٹھے ہیں بادصبا کو کہہ دو کہ تیری عرق ریزیوں کی ہمیں ضرورت نہیں ہزار بار عرق ریزی نہ کروا سے کہتے ہیں استغناء کہ بادِ صبا کی عرق ریزی کی ہر ایک ضرورت ہوتی ہے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بادِ صبا سے لاپرواہی کا اظہار فرماتے ہیں کہ ہمیں تیری ضرورت ہی کیا ہے ہمیں تو اپنا محبوب کافی ہے اس قسم کے استغنا امام احمد رضا کے ان گنت ہیں فرماتے ہیں

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام　　　　للہ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

پل صراط پر حضرت جبریل علیہ السلام پَر بچھا ئینگے لوگ دوڑ کر پروں کے ذریعے پل صراط کو عبور کرینگے لیکن امام احمد رضا کا تصور اس سے علیحدہ فرماتے ہیں

پل سے گذارو رہگذر کو خبر نہ ہو　　　　جبریل پَر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

شاہوں کی نوازشوں کے لئے شعراء کیا پاپڑ بیلتے ہیں امام احمد کو جب کہا گیا کہ آپ نواب نانپارہ کے متعلق کچھ اشعار لکھ دیجئے نواب آپ کی کوئی معقول خدمت کردیگا آپ نے نہ صرف اظہار استغناء فرمایا بلکہ نانپارہ کی ترکیب

الٹ کراس کی تحقیر کا اظہار فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا　　　میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

نان پارہ کی تحقیر پارۂ نان سے کردی جیسے آپ کی عادت تھی کہ انگریز سے اظہارِ نفرت کی تو ان کی ملکہ کی فوٹو (ٹکٹ) کو الٹا لگایا کرتے۔

یہ دل کو بھایا گل زخم عشق کا لکھا
ہزار پھولے چمن قصد انتہا نہ کرے

شرح

میرے دل کو تو یہی گل (حبیب کبریا ﷺ) مرغوب ہے اور انہی کے عشق کا زخم قسمت میں رکھا تھا اچھا ہوا میرا بھی مدعا یہی ہے اب چمن ہزار بار پھولے یہاں تک کہ ختم ہونے کا نام نہ لے میں تو بازارِ حسن مصطفیٰ ﷺ میں بک چکا ہوں یعنی اب ہزاروں حسن و جمال والے میرے سامنے حسن کے کرشمے دکھائیں مجھے ان کی طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہ ہوگی۔

همه شهر خوبان پر از حسن همچو ماهی　　　چه کنم چشم بدمن تکند بکس نگاهی

تمام دنیا کے محبوب مانا کہ چاند جیسے حسین ہیں لیکن میں کیا کروں میری آنکھ کسی طرح دیکھنے کی روادار نہیں سوائے اپنے محبوب کے۔

سچے عشق کی علامت اسی پختگی پر ہی کام بنتا ہے عشق میں معمولی سی لچک آئی تو نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ حضرت خواجہ خواجگان حاجی پیر فرید قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک پیر صاحب سیاہ فام تھے ان کا ایک مرید کہیں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ میں ملا تو اس نے اپنا منہ ڈھانپ کر دیوار کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ایسی حرکت کیوں کی عرض کی آپ ہیں چٹے گورے نہایت حسین و جمیل اور میرا مرشد سیاہ فام ہے اگر میں آپ کو دیکھ کر کہیں دل میں یہ غلط تصور نہ کرلوں کہ آپ میرے مرشد سے زیادہ حسین ہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی حسن عقیدت پر اسے داد دی۔ (ملفوظات خواجہ فرید الموسوم مقابیس المجالس)

الاستقامه خریف الف الكرامة

استقامت ہزار کرامات سے بہتر ہے۔

حکایت

ایک سالک پر عرصہ دراز تک مرشد کی تلاش رہی نہ ملنے پر تہیہ کرلیا کہ راستہ پر کھڑا ہو جاؤں گا صبح صادق کے جو ملا وہی میرا مرشد ہے چنانچہ صبح کو اسے سب سے پہلے چور ملا جو چوری کر کے جا رہا تھا۔اس کے دامن کو پکڑ کر کہا آپ میرے مرشد ہیں مجھے راہِ سلوک طے کر دیں اس نے جان چھڑانے کی غرض سے کہا نماز و روزہ کی پابندی کرو اور درود وسلام کا ورد رکھو باقی رورادپور کو لیکن یہاں ٹھہرے رہو میں آکر آگے منزل طے کراؤنگا چور تھا چلا گیا۔ایک عرصہ تک وہ شخص وہیں درود وسلام اور نماز وغیرہ میں لگا رہا لیکن جاتا کہیں نہیں یہی تصور کہ مرشد آئیگا لیکن اس نے کیا آنا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے آکر فرمایا میں خضر ہوں سلوک طے کرنا ہے تو میں آگیا ہوں کہا میرا مرشد ہی میرا خضر ہے وہی آئیگا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا وہ چور تھا گیا جہاں اس نے جانا تھا عرض کی کچھ ہو جب تک وہی نہ آئیگا میں یہاں سے کہیں نہ جاسکتا اللہ تعالیٰ کو اس کی استقامت پسند آگئی فرمایا چور کو تلاش کر کے شیخ عبدالقادر کی خدمت لے جاؤ چنانچہ ایسے ہی ہوا چور کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولایت سے سرفراز فرما کر حکم فرمایا اے جاؤ مرید کو سلوک طے کراؤ اسی لئے مشہور ہے چوروں کو قطب بنانے والے (ذکرِ غوثِ اعظم) بہرحال عاشقِ رسول ﷺ کے سچے عشق کا یہ تقاضا یہی ہے کہ اگر تمام انبیاء سابقین اور آقائے نامدار فداروحی وصلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ایک جگہ موجود ہوں تب بھی یہی عاشق عرض کرونگا

برخت که جزردث توکهے برخ دگر نظرے

نشدبسرت که جز سر تو گهے بسرم سرد گرے نشد

من کمترین سگانِ توروز جمله بے قدرم ولے

بدرت که جزدرتوگهے بدرد گر گذرے نشد

تیرے پُرضیاء چہرے کی قسم میری کسی دوسرے چہرے پر نگاہ جاتی ہی نہیں تیرے سر کی قسم میرا خیال کسی کی طرح نہیں جاتا میں تیرے گھٹیا درجے کے کتوں سے دور بے قدروں سے بہت کم قدر غلام ہوں لیکن تیرے دروازے کی قسم تیرے دروازے کے سوا کسی دروازے پر میرا گذر نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

رضائے نامہ سیہ کا کہاں ٹھکانا ہے
شفاعت اس کی جو محشر میں مصطفیٰ نہ کرے

شرح

رضا (امام اہل سنت) سیاہ نامہ کا ٹھکانا کہاں جب میدانِ حشر مصطفیٰ ﷺ اس کی شفاعت نہ فرمائیں۔

حسب عادت شعراؤ واعظین اپنا نام لے کر مراد عام انسان لے رہے ہیں یعنی قیامت میں جب کسی کی حضور اکرم ﷺ شفاعت نہ فرمائیں تو پھر اس کا ٹھکانہ کہاں سوائے جہنم کے دخول کے چارہ نہ ہوگا۔

عقیدۂ شفاعت

اہل سنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و ملائکہ عظام و علماء و صلحائے امت و حفاظ اور نیک نمازی وغیرہ شفاعت کرینگے بلکہ ہم جی بھی رہے ہیں تو اسی سہارے پر اور قیامت میں شفاعت کا یقین ہے حق الیقین ہے بلکہ عشاق کا عقیدہ تو یوں ہے کہ

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا — جب تک ہر ایک امتی بخشا نہ جائے گا
اللہ جانتا ہے غلام نبی ہوں میں — دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائیگا

مولانا رومی نے بھی یہی تلقین فرمائی ہے

اے دل ترسندہ از نماز وعذاب — باچنیں دست وپے کن اقتراب
چوں جمادے راچنیں تشریف دار — جاں عاشق راچھا خواند کشاد

اے خوفزدہ دل از نار وعذاب نہ گھبرا ابھی سے حضور اکرم ﷺ کا دامن مضبوط کرلے اس لئے کہ جب وہ ایک جماد بے جان کو گلے لگا لیتے ہیں تو پھر عاشقوں کو کیسے دامن نہ لگائیں گے۔

بدقسمت قوم

ایک برادری اس برے عقیدے میں مبتلا ہے کہ عقید شفاعت شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا ابوجہل کے برابر ہے (معاذ اللہ) مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۸ میں لکھا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ جانتے تھے اور ان کو اللہ کے برابر کی طاقت ثابت نہیں کرتے مگر یہی پکارنا اور منتیں مانی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک ہے سو

جوکوئی ان سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے یعنی جو نبی کریم ﷺ کی شفاعت مانے کہ حضور عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔

انتباہ

شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ اس کو شرک ثابت کیا اور تمام مسلمانوں صحابہ و تابعین و ائمہ دین و اولیاء وصالحین سب کو مشرک و ابوجہل بنا دیا۔

اہل حق کا مذہب

دلائل و احادیث شفاعت اسی حدائق بخشش میں بکثرت اور بار بار لکھے جا چکے ہیں یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا'' صلوٰۃ وسلام کی کثرت کا حکم بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کرو اور بکثرت کرو اور بار بار کرو چنانچہ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد آنحضرت ﷺ کی حرمت اور بزرگی ہے فرشتوں کے درود سے ان کے معجزات کا اظہار مراد ہے اور امت کے درود کا مطلب شفاعت کا طلب کرنا ہے۔

نعت

تعظیم سے منکر ہیں دمباز نہیں چھپتے
دل جان سے حاضر ہیں دمساز نہیں چھپتے

حل لغات

دمباز، فریبی، دھوکے باز۔ دمساز، دوست، راز دار۔

شرح

جولوگ تعظیم انبیاء اولیاء کے منکر ہیں ایسے جھوٹے فریبی بھی نہیں چھپ سکتے اور جو انبیاء و اولیاء کے دل و جان سے عاشق ہیں ایسے دوست بھی چھپ نہیں سکتے۔ دمباز سے وہابی، دیوبندی اور جملہ گستاخانِ انبیاء و اولیاء مراد ہیں اور دمساز سے جملہ عاشقانِ انبیاء و اولیاء مراد ہیں جنہیں اس دور کی اصطلاح میں سنی بریلوی کہا جاتا ہے۔ دمباز دورِ

حاضرہ کے دمباز انبیاء اولیاء کی ہر تعظیمی بات کو شرک و بدعت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں مثلاً دورِ حاضرہ میں اپنے بڑوں کے لئے تعظیماً کھڑا ہو جانا، ان کے آگے بیٹھنا تو (بصورتِ التحیات) دوزانو ہو کر وغیرہ وہ اسے شرک کہتے ہیں۔
فقیر نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ''قیامِ تعظیمی''

دمباز فرقہ کے دلائل

ان کا حربہ مشہور ہے کہ یہ عمل بدعت ہے وغیرہ وغیرہ اس کے رد کی تو ضرورت نہیں کیونکہ اس پر بیشمار رسائل لکھے جا چکے ہیں فقیر صرف تعظیم کی اہمیت کے دلائل قائم کرتا ہے اور بس۔
یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت کا اعتقاد چونکہ ایمان کا رکن ہے اسی لئے قرآن مجید نے نبی کی تعظیم بیان کرنے کے لئے بڑا اہتمام کیا ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے واقعہ کو سات جگہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جبکہ ایک واقعہ کو کسی کتاب میں دو بار بیان کرنا بھی عیب ہے لیکن قرآن مجید میں اگر یہ بات عیب ہوتی تو کفارِ مکہ سب سے پہلے اعتراض کرتے اور بدر و حنین کا معرکہ گرم کرنے کے بجائے اسی عیب سے قرآن و صاحب قرآن کی ہوا خیزی کرتے اور ان کو ناکام بنا دیتے مگر وہ خوب جانتے تھے کہ اسلام میں نبی کی تعظیم چونکہ بہت اہم ہے اور جو بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس کا بار بار ذکر کرنا عیب نہیں۔
یعنی خدا تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم اور تعظیم نبی سے انکار کے سبب ابلیس کے مردود کر دیئے جانے کا قصہ بار بار بیان کر کے یہ بتانا چاہتا ہے کہ اے قرآن کے ماننے والو! تعظیم نبی سے ہرگز انکار مت کرنا اور نہ ابلیس کے جیسا کہ تمہارا بھی انجام ہوگا تو تم بھی مردود قرار دے دیئے جاؤ گے لہٰذا ہم تمہیں بار بار یاد دلاتے رہتے ہیں کہ تعظیم نبی کا اعتقاد کہیں تمہارے دل سے نکل نہ جائے اور تم ہلاک نہ ہو جاؤ اور قرآن مجید نے تعظیم نبی کے بیان کا دوسرا اہتمام اس طرح فرمایا کہ سورۂ حجر اور سورۂ ص میں ہے

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۰) (پارہ ۲۳، سورۂ ص، آیت ۷۳)
تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے۔

فائدہ

لفظ ملائکہ ملک کی جمع ہے مگر قرآن مجید نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ '' كُلُّهُمْ '' اور '' اَجْمَعُوْنَ '' سے اس کی تاکید بھی فرمائی اس لئے کہ اگر صرف '' الْمَلٰٓئِكَةُ '' ہوتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام صرف صرف ایک

فرشتہ نے سجدہ کیا اس لئے قرآنِ مجید میں کئی مقام پر " اَلْمَلٰٓئِکَۃُ "صرف ایک فرشتہ مراد لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ا (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۳۹)

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔

اور ارشادِ خداوندی ہے

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۴۲)

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا۔

فائدہ

جس طرح ان آیات کریمہ میں "اَلْمَلٰٓئِکَۃُ"صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں اسی طرح بیان سجدہ میں ہوسکتا ہے "اَلْمَلٰٓئِکَۃُ" سے واحد تلک مراد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو ایک ہی فرشتہ نے سجدہ کیا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے "اَلْمَلٰٓئِکَۃُ" عام مخصوص منہ البعض ہو یعنی لفظ عام ہے مگر سارے فرشتوں کے بجائے چند فرشتے مراد ہوں تو ان شبہات کا دروازہ بند کرنے کے لئے "اَلْمَلٰٓئِکَۃُ" کے ساتھ "کُلُّھُمْ" کے ساتھ لفظ " اَجْمَعُوْنَ" بھی فرما دیا یعنی سارے فرشتوں نے اکٹھا سجدہ کیا ایسا نہیں کہ بعض نے فوراً کیا ہو اور بعض نے کچھ ٹھہر کر اس لئے کہ متفرق طور پر سجدہ کرنے میں کامل تعظیم نہیں۔

تعظیم کے مختلف طریقے

صرف کھڑا ہونا تعظیم نہیں ہے بلکہ تعظیم کے مختلف طریقے ہیں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ا (پارہ ۱، سورۂ البقرہ، آیت ۴۵) اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

صبر کی تین قسمیں ہیں مصیبت پر صبر کرنا، فرمانبرداریوں کی ہیشگی پر صبر کرنا اور گناہوں کے نہ کرنے سے صبر کرنا۔ (تفسیر صاوی زیرِ آیت مذکورہ)

اور جب فرمانبرداریوں پر مداومت کرنا بھی صبر ہے تو نماز بھی اس میں شامل ہے لہٰذا اعتراض پیدا ہوا کہ خدائے عزوجل نے آیت مذکورہ بالا میں صبر کے بعد پھر صلوٰۃ کا ذکر کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان نے جلالین میں صلوٰۃ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا نماز سے ایمان والا ہوجاتا ہے اور

ایمان والا ہوتو اس کا ایمان اور جلا پاتا ہے اور فقہائے کرام نے مسجدوں کی آرائش کو مستحب فرمایا اور اس کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ اس میں ان کی تعظیم ہے۔ (دیکھئے شامی جلد اصفحہ ۴۴۲)

اور مردہ نہلانے کے تخت کو دھونی دینے کی علت بیان کرتے ہوئے شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی علیہ الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں

لما فيه من تعظيم الميت. (ہدایہ جلد اصفحہ ۱۵۸) دھونی دینے میں میت کی تعظیم ہے۔

معلوم ہوا کہ مسجدوں کو سجانا اور ان کو آراستہ و پیراستہ کرنا ان کی تعظیم ہے جو مستحب ہے اور اسی طرح مردہ نہلانے کے لئے تخت کو دھونی دینا میت کی تعظیم ہے اور یہ بھی مستحب ہے غیر اللہ کی تعظیم ہونے کے باوجود شرک وکفر نہیں ہے اور نہ ضلالت و گمراہی ہے بلکہ ثواب کا کام ہے۔

قرآنِ کریم اور تفسیر وفقہ سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ کسی کے اعزاز میں صرف کھڑا ہونا ہی تعظیم ہی نہیں ہے بلکہ اس کے بیشمار طریقے ہیں قول یا فعل جس طرح سے بھی کسی شخص کی بڑائی ظاہر کی جائے سب اس کی تعظیم ہے۔

لہٰذا کسی شخص کی آمد پر اسٹیشن جانا، اس کے گلے میں ہار پھول ڈالنا، زندہ باد کے نعرے لگانا، اس کے لئے جلوس نکالنا، راستے میں جھنڈیاں لگانا اور گیٹ بنانا سب آنے والے کی تعظیم ہے۔

اس طرح مہمان کی آمد پر عمدہ بستر بچھانا، مسند لگانا اور پُر تکلف کھانا تیار کروانا سب مہمان کی تعظیم ہے۔ آنے والے کے لئے جگہ خالی کردینا اس کی تعظیم ہے یہاں تک کہ کسی خاص آدمی کے سامنے بیڑی سگریٹ نہ پینا اور پی رہا ہوتو پھینک دینا اس کی تعظیم ہے اس لئے کہ اس فعل سے بھی اس خاص آدمی کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔

انتباہ

مخالفین کے یہاں بھی غیر اللہ کی تعظیم وتکریم کے بیشمار طریقے رائج ہیں مگر کوئی مفتی ان باتوں کو شرک وکفر قرار نہیں دیتا اور نہ حرام و ناجائز ٹھہراتا ہے لیکن جب اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم کی جاتی ہے تو وہ آگ بگولہ ہو جاتا ہے اور شرک وکفر کے گولے برسانے لگتا ہے۔ تعظیم کے متعلق فقیر کی دوسری تصنیف ''صحابہ اور تعظیم نبی'' کا مطالعہ کیجئے۔

نہیں چھپتے

دمباز فرقہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے

وَ لَوۡ نَشَآءُ لَاَرَیۡنٰکَھُمۡ فَلَعَرَفۡتَھُمۡ بِسِیۡمٰھُمۡ ؕ وَ لَتَعۡرِفَنَّھُمۡ فِیۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۳۰)

اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لو گے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کوئی منافق مخفی نہیں رہا آپ سب کو ان کی صورت سے پہچانتے تھے۔

فائدہ

اس میں تردید ہے اس دمباز فرقہ کی جن کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ منافقین کو نہیں جانتے پہچانتے تھے۔ تفصیلی رد فقیر کے رسالہ ''آیاتِ المنافقین'' میں ہے۔ اجمالی رد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے کمالات کی تو کوئی حد نہیں آپ کے غلاموں کو آج بھی اللہ نے یہ فراست بخشی ہے کہ مجمع کثیر میں بھی اور انہیں فرداً فرداً بھی پہچان لیتے ہیں کہ یہ وہی ہیں۔

حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی مدظلہ لکھتے ہیں قیام پاکستان کے بعد دوسری مرتبہ زیارتِ روضۂ انور و مدینہ منورہ و زیارتِ خانہ کعبہ کے لئے لائل پور (فیصل آباد) سے چناب ایکسپریس پر روانہ ہوئے۔ ملتان چھاؤنی ریلوے اسٹیشن پر مشہور دیوبندی خطیب قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی اور عوام کے بے پناہ رش و بے مثال استقبال کا نظارہ کیا تو پوچھا یہ کون بزرگ ہیں بتایا گیا کہ مولانا سردار احمد صاحب ہیں فوراً مصافحہ کے لئے آگے ہاتھ بڑھا اور بظاہر عقیدت سے ہاتھ پھیلا دیئے۔ محدثِ اعظم پاکستان نے اپنی فراست سے نامانوس چہرہ دیکھا تو فرمایا اللہ فضل فرمائے پھر قدرے توقف سے فرمایا آپ کی تعریف؟ اس نے کہا مجھے قاضی احسان احمد کہتے ہیں فرمایا فلاں فلاں عقائد و عبارات (حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ وغیرہ) کے متعلق اور ان کے مصنفین کے متعلق کیا خیال ہے؟ وہ گول مول کرنے لگا اور آپ نے مصافحہ سے دست مبارک کھینچ لیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ الحمدللہ اس ہاتھ نے کبھی کسی بدعقیدہ کے ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، رجب ۱۳۹۴ھ)

نوٹ

یہ واقعہ فقیر نے بھی دوسرے ثقہ دوستوں سے بھی سنا ہے۔

بلکہ حضور اکرم ﷺ نے تو صدیوں پہلے اس گروہ کی علمی ، عملی بلکہ جسمانی علامات تفصیل سے بتا دی تھیں ان تمام علامات کو فقیر نے اپنی تصنیف ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' میں جمع کر دی ہیں۔

دمساز اور کرامت اعلیٰ حضرت

دورِ حاضرہ میں جیسے دمساز نہیں چھپتے ایسے ہی دمباز بھی نہیں چھپتے اور حقیقت میں نگاہ ہو تو یہ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد بریلوی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ آپ کے دور سے لے کر آج بھی تجربہ کر لیں کہ کہیں کسی علاقہ میں حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھے چوم لیں ، اُٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہیں ، مدینہ پاک سے پیار کی باتیں کریں ، حضور اکرم ﷺ کے کمالات کا چرچہ کریں ، لوگ آپ کو کہیں گے یہ بریلوی ہے آپ ہزار بار بریلویت سے شرمائیں لیکن عقائد مذکورہ بالا تسلیم کریں گے تو لوگ آپ کو ضرور بریلوی کہیں گے اس لئے دمساز نہیں چھپتے۔

افعی سے کٹاتے ہیں جاں اپنی گماتے ہیں
جاناں کو سلاتے ہیں جانباز نہیں چھپتے

حل لغات

افعی ، کالا سانپ ، کوئی سانپ ۔ گماتے ہیں ، گمانا سے بمعنی کم کرنا ، کھونا ، ہوش وحواس قائم نہ رکھنا یعنی قربان کر دینا۔ جانباز ، جان پر کھیلنے والا ، باہمت ، محنت۔

شرح

سانپ سے جان کٹاتے اور اسے قربان کرتے ہیں محبوب کو میٹھی نیند سلاتے ہیں ایسے عشاق نہیں چھپتے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصرعہ اول میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شب ہجرت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

واقعہ کی تفصیل تو کتب سیر کے باب الہجرۃ میں ہے۔ شعر کی مناسبت سے فقیر مختصراً لکھتا ہے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں پانچ ہزار درہم رکھا کرتے تھے جن کو انہوں نے ساتھ لے لیا اور راہ میں جائے پناہ کے مقام تک کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے۔ منقول ہے کہ راہ میں حضور اکرم ﷺ کا پائے اقدس مجروح ہو گیا تو حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے کاندھے پر اُٹھالیا اور غارِ ثور کے دہانے تک لائے۔ غار ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے داخل ہوئے تا کہ کوئی آفت اور تکلیف حضور کو نہ پہنچے کیونکہ حشرات الارض اس غار میں رہا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت صدیق نے احتیاط کے ساتھ اپنی قیمتی چادر مبارک پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ غار میں اندھیر تھا صرف ایک سوراخ رہ گیا اور چادر کا کپڑا ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے پاؤں کی ایڑی مضبوطی سے لگا دی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائیے۔ حضور ﷺ اندر تشریف لے آئے اور اپنا سر مبارک حضرت صدیق اکبر کے زانو پر رکھ کر آرام فرما ہو گئے۔ سانپ اور بچھوؤں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر ڈسنا شروع کر دیا لیکن اُنہوں نے نہ تو اف کی اور نہ جنبش کی مبادا کہ حضور اکرم ﷺ بیدار نہ ہو جائیں اور نیند میں خلل واقع نہ ہو جائے مگر شدتِ تکلیف سے آنکھوں سے آنسو نکل کر حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر گرے جس سے حضور اکرم ﷺ بیدار ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یا ابابکر لا تحزن ان اللّٰہ معنا   اے ابوبکر غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے

اس کے بعد حق تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمایا اور ان کے دل میں آرام وقرار پیدا ہوا اور پھر سانپ اور بچھوؤں نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا غار میں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے پائے اقدس کی طرف دیکھا کہ اس سے خون بہہ رہا ہے تو مجھے رونا آ گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو اتنی محنت و مشقت کی عادت نہیں ہے۔

ردالشمس

دوسرے مصرعہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کے واقعہ ردالشّمس کی طرف اشارہ ہے دورِ حاضرہ میں مودودی وغیرہ نے اس معجزہ کا ابن تیمیہ کی تقلید میں انکار کیا فقیر نے اس کے رد میں ایک ضخیم کتاب معجزہ ردالشّمس لکھی ہے ابن تیمیہ کے رد میں ہمارے اسلاف نے خوب لکھا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۱۷۵ میں سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

الثابت فی الصحاح فی غزوة الخندق أنه صلى العصر بعد المغرب لكن روى الطحاوی أن الشمس ردت إليه حتى صلاها وقال أن رواته ثقات حكاه عنه النووی فی شرح مسلم والحافظ ابن حجر فی تخريج أحاديث الشرح الكبير ويمكن الجمع بين هذه الرواية وما فی الصحاح

بأن يحمل قوله بعد ما غربت أو بعد المغرب على وجود الغروب الأول ولا ينافي ذلك كونها عادت فغاية ما في الباب أن رواية الصحاح سكتت عن العود الثابتة في غيرها وقد ورد أيضا أن الشمس ردت لأجله بعد ما غربت عن علي رضي الله عنه وكانت العصر فاتته ورأى النبي صلى الله عليه وسلم في حجره فقال اللهم إن كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس فطلعت بعد ما غربت، وورد أن الشمس حبست له في قصة الإسراء حين أخبر بقدوم العير فأبطأت والقصتان في الشفا.

صحاح میں ثابت ہے کہ آپ نے عصر کی نماز مغرب کے بعد پڑھی لیکن امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے لئے سورج لوٹایا گیا اور آپ نے عصر کی نماز وقت پر پڑی اور یہ بھی فرمایا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اسے امام نووی نے شرح مسلم میں اور حافظ ابن حجر نے اشرح الکبیر کی احادیث کی تخریج میں ذکر اور اس روایت میں تطبیق یوں ہے بعد ماغربت یا بعدالمغرب غروب الاول پرمحمول کیا جائے اور یہ عودالشمس کے منافی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ صحاح کی روایات عودالشمس سے ساکت ہیں اور دوسری روایات میں ثابت ہے اور حدیث میں ہے کہ حضرت علی کی نمازِ عصر قضا ہوئی اور حضور ان کی گود میں آرام فرماتے آپ نے دعا مانگی اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اسی لئے اس کے لئے سورج لوٹا تو سورج غروب کے بعد طلوع ہوا اور وارد ہے قصۂ اسرار میں بھی آپ کے لئے سورج رک گیا جب آپ نے قافلہ کی آمد کی خبر دی اور یہ دونوں قصے شفاء شریف میں ہیں۔

تائیدات

اس حدیث پاک کے متعلق علماء کرام اور محدثین عظام کے تاثرات وارشادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ ایمان افروز حدیث پاک دو روایتوں سے ثابت ہے اور دونوں روایتوں کے راوی ثقہ معتبر ہیں۔

(۲) حضرت ملاعلی قاری نے فرمایا یہ دونوں روایتیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں اور یہ حجت کے لئے کافی ہے اور جب ان دونوں روایتوں کے راوی ثقہ ہیں تو انکار کیوں اس کی وجہ آئے گی۔

(۳) امام احمد صالح نے فرمایا یہ معجزہ علاماتِ نبوت ہے فلہذا کسی اہل علم کو لائق نہیں کہ وہ اس کا انکار کرے۔

(۴) علامہ ابن عابدین امام شامی نے فرمایا کہ اس حدیث محدثین کی بڑی جماعت نے روایت کیا اس کی سند حسن

ہے جس نے اسے موضوع کہا اس نے غلط کہا۔

(۵) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس حدیث پاک کے تعدد طرق اس کے صحیح ہونے کے عادل و گواہ ہیں۔

(۶) حضرت ملا علی قاری نے فرمایا یہ حدیث پاک اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور تعدد طرق سے درجۂ حسن کو پہنچتی ہے۔

(۷) علامہ حلبی نے فرمایا یہ حدیث متصل ہے اور اس کی پانچ سندیں ہیں۔

(۸) عارف باللہ علامہ حقی نے فرمایا یہ حدیث پاک محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہے اور کسی کے اس حدیث پاک کو موضوع کہنے کا اختیار نہیں۔

(۹) شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا جب امام طحاوی امام احمد بن صالح، حضرت قاضی عیاض محدث طبرانی کی اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کے قائل ہیں دورِ سابق میں ابن الجوزی و ابن تیمیہ نے انکار کیا تو اس کے رد میں محدثین نے فرمایا۔

(۱) شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ شارح بخاری و صاحب تصانیف کثیرہ شہیرہ۔

(۲) امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

قال الحافظ في فتح الباري أخطأ ابن الجوزي بذكره في الموضوعات، وكذا ابن تيمية في كتاب الرد على الروافض في زعم وضعه

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کر کے غلطی کی اسی طرح ابن تیمیہ نے بھی غلطی کی رد روافض میں جو کتاب لکھی اس میں اس حدیث کی وضع کا زعم کیا۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۱۵)

(۳) الشیخ الاجل علامہ بدرالدین العینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۴۶ میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں

وهو حديث متصل ورواته ثقات وإعلال ابن الجوزي هذا الحديث لا يلتفت إليه.

یہ حدیث متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اور ابن جوزی کا کوئی اعتبار نہیں۔

نزدیک بلاتے ہیں دیدار دکھاتے ہیں
مولا میرے آقا کے اعزاز نہیں چھپتے

شرح

نزدیک بلا کر دیدار سے سرشار فرماتے ہیں میرے مولا ہمارا اعتراف ہے کہ ہمارا آقا و مولیٰ حضرت محمد عربی ﷺ کے اعزازات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

خود بلاتے ہیں

ہزاروں بیشمار عاشقوں کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت بیدار اور خواب میں ہوتی ہے ان میں سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں کہ انہیں حضور اکرم ﷺ نے ملک شام میں خواب میں دیدار سے سرفراز فرما کر مدینے پاک بلایا اور وہ تشریف لائے اور اذان بھی مدینہ پاک میں پڑھی تفصیل دیکھئے ''اذانِ بلالی''

مُردوں کو جِلائے گی روتوں کو ہنسائے گی
ان میٹھی نگاہوں کے انداز نہیں چھپتے

شرح

حضور اکرم ﷺ کی میٹھی نگاہوں کا یہ کمال ہے کہ مُردوں کو جِلاتی اور رونے والوں کو ہنساتی ہیں اور ان کے اس کرم کے انداز کسی سے پوشیدہ نہیں۔

شفاعت

یہ شعر قیامت میں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کا منظر پیش کرتا ہے تفصیل تو فقیر نے اپنی تصنیف ''شفاعت کا منظر'' میں پیش کردی ہے مختصراً ایک طویل حدیث کا مضمون پڑھیئے۔

حدیث مفصل اور قیامت کا ایک منظر

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کریگا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آواز سنیں وہ دن طویل ہوگا اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جایئگا پسینے آنا شروع ہونگے۔ قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہوجایئگا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے غڑپ غڑپ کریں گے جیسے کوئی

ڈبکیاں لیتا ہے۔قربِ آفتاب سے غم وکرب اس درجہ کو پہنچ جائیگا کہ طاقت طاق ہوگی تاب تحمل باقی نہ رہے گی رہ رہ کر گھبرائیں لوگوں کو اٹھیں گی آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو کس حال کو پہنچے کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے پس آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔عرض کریں گے اے باپ ہمارے، اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا صفی کیا۔آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے آدم علیہ السلام فرمائیں گے

لست هناكم انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبوا الىٰ غيري

میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کا خوف ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاکر بندے ہیں۔

لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے نوح اے نبی اللہ آپ اہلِ زمین کی طرف پہلے رسول ہیں، اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا۔آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کردے۔نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔

لست هناكم ليس ذاكم عندي لا انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبوا الىٰ غيري

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا

ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کریگا مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم خلیل الرحمٰن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔

لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے اے خلیل الرحمٰن اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہلِ زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ کردے آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لست هناكم ليس ذاكم عندی لا يهمنی اليوم الا نفسی ان ربی قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسی نفسی نفسی اذهبوا الیٰ غيری

میں اس قابل نہیں یہ کام میرے کرنے کا نہیں آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہوا مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے توراۃ دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔

لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لست هناكم ليس ذاكم عندی لا انه لا يهمنی اليوم الا نفسی ان ربی قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسی نفسی نفسی اذهبوا الیٰ غيری

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا ہے اور نہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا خیال ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے

بندے ہیں اوراس کے رسول اوراس کے کلمہ اوراس کی روح جو مادرزاد اندھےاور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے تھے۔

لوگ مسیح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوکرعرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اوراس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اوراس کی طرف کی روح ہیں۔ آپ نے گھوارے میں لوگوں سے کلام کیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لست هناكم ليس ذاكم عندى لا يهمنى اليوم الا نفسى ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا کبھی کیا نہ کرے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کی سوچ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے

ايتوا عبداً فتح الله علىٰ يديه ويجئى فى هذا اليوم امنا انطلقوا الىٰ سيد ولد ادم فانه اول من تنشق عنه الارض يوم القيمة ايتوا محمداً ان كل متاع فى وعاء مختوم عليه اكان يقدر على مافى جوفهٖ حتى يفض الخاتم

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف ومطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ بھلا کسی سربمہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر چیز لے مہر اُٹھائے مل سکتی ہے۔

لوگ عرض کریں گے نہیں فرمائیں گے

ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وقد حضرا ليوم اذهبوا الىٰ محمداً فليشفع لكم الىٰ ربكم

یعنی اسی طرح محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ فتح باب نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا) اور وہ آج یہاں تشریف فرما ہیں

تم انہیں کے پاس جاؤ چاہیے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں ﷺ

اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے مصیبت کے مارے ہاتھ پاؤں چھوڑے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلندعزت، ملجا عاجزان، ماوائے بیکساں، مولائے دو جہاں، حضور پُر نور محمد رسول اللہ، شفیع یوم النشور، افضل صلوات اللّٰہ واکی تسلیمات اللّٰہ وازکی تحیات اللّٰہ وانمی برکات اللّٰہ علیه وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اٰلہٖ کے اور با ہزاران ہزار نالہائے زار و دل بے قرار و چشم باریوں عرض کرتے ہیں

یا محمد ویا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک وجئت فی ھذ ا الیوم اٰمنا انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء اشفع لنا الیٰ ربک فلیقض بیننا الا تری الیٰ مانحن فیه الا تری ما قد بلغنا

اے محمد اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آج آپ امن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اکرم ﷺ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد اور مصیبت میں ہیں۔ حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ شفاعت کا اعلان فرماتے ہیں

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمائیں گے

انا لھا وانا صاحبکم

میں شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام مؤقف میں ڈھونڈ پھرے۔ صلی اللّٰہ علیه وسلم وبارک وشرف ومجدو کرم

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے اور اولاً حق جل وعلا کی یہ حکمت جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعتاً بارگاہ اقدس سید عالم ﷺ میں حاضر نہ لائیگا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں ابتدا یہیں آتے تو شفاعت تو پاتے مگر اولین وآخرین وافقین ومخالفین خلق اللہ اجمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب افخم سی سید اکرم ومولائے اعظم ﷺ کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل و منیع تمام انبیاء ومرسلین کے دست ہمت سے بلند و بالا ہے۔ پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے

شمار بندے اس حال کے شناسا، عرصاتِ محشر میں صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین و اولیائے کاملین و علمائے عاملین سبھی موجود ہوں گے پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسے بھلادی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نوبت بہ نوبت حضراتِ انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے جب بھی مطلق دھیان نہ آئیگا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب ﷺ کے پاس ہے یہ سارے سامان اسی اظہارِ عظمت و اشتہار وجاہت محبوب باشوکت کی خاطر ہیں۔

لیقضی اللہ امراً کان مفعولاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میدانِ حشر میں حضور اکرم ﷺ کا سہارا

سوال شفاعت پر حضراتِ انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد ملاحظہ دیکھئے یہیں مقامِ محمود کا مزہ آتا اور ابھی کالشمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم و رسالت و مصابیح نبوت میں افضل و اعلیٰ و اجل و اجلے و اعظم و اولیٰ و بلند و بالا وہی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کی حضور ہر روشنی ماند ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بارک و شرف و مجد و کرم اور انبیائے خمسہ کی وجہ تخصیص ظاہر کہ حضرت آدم اول انبیاء و پدر انبیاء ہیں اور مرسلین اربعہ اولوالعزم مرسل اور سب انبیائے سابقین سے اعلیٰ و افضل تو ان پر تفضیل سب پر تفضیل۔ (تجلی الیقین)

نعت

مژدہ رحمت حق ہم کو سنانے والے
مرحبا آتش دوزخ سے بچانے والے

حل لغات

مژدہ، خوشخبری، مبارک باد۔ مرحبا، شاباش کیا کہنا، عربی لفظ مفعول مطلق دائماً اس کا فعل محذوف رہتا ہے (تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کی مشکل ترکیبیں)

شرح

حدیث شفاعت بارہا گزری ہے حضور اکرم ﷺ ہمیں مژدۂ رحمت حق سناتے ہیں آپ کے فضل و کرم کا کیا کہنا کہ ہم غریبوں کو دوزخ سے بچاتے ہیں۔

عالم دنیا میں شفاعت

آخرت کی شفاعت کی تفصیل بارہا اسی شرح حدائق میں گزری ہے لیکن ہمارے حضور اکرم ﷺ کا یہ حال تھا کہ دنیا میں بھی امت کی شفاعت میں لے رہے بسا اوقات تہجد میں سارا سارا وقت امت کے لئے دعا کرنے میں وقف فرما دیتے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ صرف اسی ایک آیت کے دہرانے میں پوری فرمادی

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُکَ ا وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (پارہ ۷، سورۂ المائدہ، آیت ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

جتنے اللہ نے بھیجے ہیں نبی دنیا میں
تیری آمد کی خبر سب ہیں سنانے والے

شرح

اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں بھیجے وہ آپ کی ہی خوشخبری سنانے کے لئے تشریف لائے۔

آقا کی آمد مرحبا ﷺ

قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کا مضمون مذکور ہے مختصراً عرض کردوں

وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّ حِکۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنۡصُرُنَّهٗ ا قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ ا قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ا قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَ اَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِیۡنَ ۝ (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت

عطا فرمائی ان سے سیدالانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا اوران انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگران کی حیات میں سید عالم ﷺ مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اورآپ کی نصرت کریں۔

وعید

آنے والے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے سے اعراض کرے تو اسے یوں وعید سنائی

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۳،سورۂ آل عمران،آیت ۸۲)

تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

آخری نوید حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سنائی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (پارہ ۲۸،سورۃ الصف،آیت ٦)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اوران رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔

حدیث

حدیث رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اصحابِ کرام نجاشی کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر امورِ سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برادری کی خدمت بجالاتا۔(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ توریت میں سید عالم ﷺ کی صفت مذکور ہے اور یہ بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس مدفون ہونگے ابوداؤدمدنی نے کہا کہ روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔(ترمذی)

حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا یاروح اللہ کیا ہمارے بعد اور کوئی امت بھی ہے فرمایا ہاں احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت وہ لوگ حکماء علماء ابرار واتقیاء ہیں اور فقہ میں نائب انبیاء ہیں اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی اور اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے عمل پر راضی۔

مجھ سے ناشاد کو پہنچا دے درِ احمد تک
میرے خالق میرے بچھڑوں کے ملانے والے

شرح

مجھ جیسے ناشاد کو حضور اکرم ﷺ کے درِ اقدس پر پہنچا دے اے میرے خالق ہجر و فراق والوں کو اپنے محبوبوں سے ملانے والے۔

دل ویرانہ عاشق کو بھی کیجئے آباد
میرے محبوب مدینے کے بسانے والے

شرح

عاشق کے ویرانہ دل کو آباد کیجئے اے میرے محبوب کریم ﷺ مدینہ پاک کو آباد کرنے والے۔

کوئی پہنچا نہ نبی رتبۂ عالی کو تیرے
مرحبا ہے خلد کی زنجیر ہلانے والے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے مرتبہ کو کوئی نبی علیہ السلام نہ پہنچ سکا۔ آپ کو مرحبا کہ آپ ہی جنت کی زنجیر ہلانے والے یعنی جنت کا دروازہ کھلوانے والے ہیں (ﷺ)

بعد مردن مجھے دکھلائیں گے جلوہ اپنا
قبر تیرہ میں مرے شمع دکھانے والے

حل لغات

مردن (فارسی مصدر) موت، مرنا۔ تیرہ، اندھیرا، کالا۔

شرح

مرنے کے بعد آپ (ﷺ) اپنا جلوہ دکھائیں گے قبر میں اور اندھیروں میں کریم شمع دکھانے والے روشنی کرنے والے (ﷺ)

قبر میں آپ کو دیکھا رضاؔ نے یہ کہا
دیکھئے آئے وہ مُردوں کو جِلانے والے

شرح

قبر میں اے حبیب کریم ﷺ آپ کو دیکھ کر رضاؔ (فاضل بریلوی) قدس سرہ نے کہا لو دیکھو وہ تشریف لائے مُردوں کو زندگی بخشنے والے (ﷺ)

نعت

تضمین برنعت خویش

بستگی میں تھا میرے غنچۂ دل کو یہ کمال سو نسیمیں چلیں کھلنا تھا مگر اس کا محال
دفعتۃً کیا ہوا اس حال نے پایا جو زوال صرصر دہشت مدینہ کا مگر آیا خیال

شرح

میرے دل کے غنچۂ کی بستگی کا یہ کمال تھا کہ جب آپ (ﷺ) سے وابستہ ہوا اب بیشمار نسیمیں اس پر گزریں اس کا کھلنا محال ہوا یعنی بیشمار لوگوں نے دل کو سرکارِ مدینہ ﷺ سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن ہمارا بدلنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہوگیا۔ پھر اچانک جو اس حالت کو زوال آیا کہ بعض اسباب سے ادھر سے توجہ ہٹی تو مدینہ پاک کے جنگلوں کی آندھیوں کا خیال آیا تو وہ غنچۂ دل نہ کھل رہا تھا اس خیال سے کھل گیا یعنی باغ باغ ہوگیا۔

دل بستگی کا کمال

پہلے مصرعہ میں حضور اکرم ﷺ سے دلبستگی کی مضبوطی و استحکام کے کمال کا دعویٰ فرمایا ہے کہ جب سے ہم آپ (ﷺ) سے وابستہ ہوئے ہیں اب ہزاروں گمراہ ہمارے بدلنے کی جدوجہد کریں ہم بدلنے والے نہیں یہی مضبوطی اور پختہ ایمانداروں کا نشان ہے۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی اقتداء

یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی استقامت فی الدین کی اقتداء کا دعویٰ کیا کہ انہیں بھی کفار و مشرکین نے جتنی اذیتیں دی انہوں نے دین سے انحراف کو محال کر دکھلایا۔ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا بلال، سیدنا خبیب و دیگر اکابر واصاغر صحابہ کے علاوہ تابعین و تبع تابعین اور اولیائے کاملین میں بیشمار واقعات شاہد ہیں۔ میدان کربلا اس دعویٰ کی دلیل کافی ہے اس لئے امام احمد رضا مجدد بریلوی قدس سرہ نے اپنی ولادت تاریخ کو مذکورہ بالا آیتہ سے نکالا ہے۔

دل کی کجی یا کمی کا علاج

دوسرے دو مصرعوں میں دل کی بیماری کا علاج بتایا ہے کہ انسان کے دل پر جب غفلت چھا جائے اور اسے کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو اس کا علاج یادِ حبیب خدا ﷺ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ نہ صرف دل کی بیماریوں کا علاج درود شریف سے کرتے بلکہ ہر دکھ اور درد کے وقت درود شریف کا سہارا لیتے۔ یہاں تبرکاً چند روایات کے ساتھ اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے واقعات ملاحظہ ہوں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یادِ حبیب ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا غضب دفع ہوتا ہے اس سے مال و دولت ملتی ہے، دینی و دنیاوی حاجات پوری ہوتی ہیں، اس کی برکت سے اتفاق میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے باعث اولاد نیک اور صالح پیدا ہوتی ہے اس سے عمر میں برکت پیدا ہوتی ہے اس کی برکت سے بیماریوں سے شفاء ملتی ہے۔ درود پاک کی وجہ سے بندوں کے ہر عمل میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ درود پاک کی برکت سے بھولی ہوئی چیزیں یاد آجاتی ہے۔ اس کی برکت سے دشمنوں پر فتح یابی حاصل ہوتی ہے اس کی برکت سے ہر طرح سلامتی رہتی ہے بہر حال درود پاک کے بیشمار فوائد ہیں۔

احادیث مبارکہ

عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال من سره أن يكتال بالمكيال الأوفی إذا صلى علينا أهل البيت فليقل اللهم صل على محمد النبی وأزواجه أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته كما صليت على آل إبراهيم إنک حميد مجيد (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ اس کو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے پیمانہ سے ناپ کر پورا اجر دیا جائے تو اس کو چاہیے کہ اس طرح کہے خداوند رحمتیں نازل فرما جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو نبی امی ہیں، ان کی ازواج مطہرات پر جو مسلمانوں کی مائیں ہیں، حضور اکرم ﷺ کی ذریت پر ان کے اہل بیت پر جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اپنی رحمتوں کو نازل فرمایا تھا بے شک تو قابل ستائش

اور بزرگ ہے۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتبعتہ حتی دخل نخلا فسجد فأطال السجود حتی خفت أو خشیت ان یکون اللہ قد توفاہ أو قبضہ قال فجئت أنظر فرفع رأسہ فقال مالک یا عبد الرحمن قال فذکرت ذلک لہ فقال ان جبریل علیہ السلام قال لی ألا أبشرک ان اللہ عز وجل یقول لک من صلی علیک صلیت علیہ ومن سلم علیک سلمت علیہ(رواہ احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن دولت سرائے اقدس سے باہر آئے اور مدینہ سے باہر ایک نخلستان میں تشریف لے گئے اور مصروفِ نماز ہوئے اور طویل سجدہ فرمایا یہاں تک کہ موجودہ صحابہ کو یہ گمان ہوا کہ آپ واصل بحق ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اُس وقت سرکار کے قریب گیا تو آپ نے سر مبارک اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا کیا بات ہے تو میں نے اپنے گمان کے بارے میں عرض کیا راوی کہتے ہیں اُس وقت آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کیا میں آپ کو یہ بشارت نہ دوں کہ خالق و مالک نے یہ فرمایا ہے کہ جو تم پر (نبی علیہ السلام) پر درود پڑھے گا میں اس پر رحمتیں نازل کرونگا اور جو تم پر سلام بھیجے میں اس پر سلامتی سلام بھیجوں گا۔

وان ابی طلحۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم والبشر فی وجھہ فقال انہ جاء نی جبریل فقال أما یرضیک یا محمد انہ لا یصلی علیک أحد من أمتک صلاۃ الا صلیت علیہ عشر ولا یسلم علیک أحد من أمتک الا سلمت علیہ عشر(انسائی، دارمی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ (مجمع صحابہ میں) اس انداز میں تشریف لائے کہ آپ کے چہرۂ مبارک سے مسرت کے آثار نمایاں تھے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ کیا آپ اس بات سے مسرور نہیں ہونگے کہ اگر آپ کا کوئی امتی ایک بار درود شریف پڑھے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور ایک بار آپ پر سلام پڑھے تو میں اس پر دس بار سلامتی بھیجوں۔

فائدہ

درود پاک کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے دل کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے کیونکہ دل میں اکثر اوقات بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں جس سے دل پر گناہوں کی غلاظت کا غلاف چڑھ جاتا ہے حتی کہ انسان کا باطن گندہ ہو جاتا ہے یعنی دل مختلف قسم کی اخلاقی برائیوں یعنی حسد، تکبر، ریاکاری، لالچ، عداوت اور بغض کا شکار ہو جاتا ہے جو اللہ سے غفلت

اور دوری کا باعث بنتا ہے اور اس کا علاج درود پاک کا ورد ہے جو دلوں کے زنگ کو دھو ڈالتا ہے اور دل کو پاکیزہ بنا دیتا ہے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

لکل شیئ طھارۃ وغسل وطھارۃ قلوب المومنین من الصداع الصلاۃ علی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر چیز کے لئے طہارت اور غسل ہوتا ہے اور ایمان والوں کے دلوں کی زنگ سے طہارت مجھ پر درود شریف پڑھنا ہے۔(القول البدیع)

صلی اللّٰہ علیٰ النبی الامی الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ صلوا علی فان الصلوٰۃ علی کفارۃ لکم ورکاۃ فمن صلی علیٰ صلاۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور تمہارے باطن کی طہارت ہے اور جو مجھ پر ایک بار بھی درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

فائدہ

دل کو جسم میں بڑا اہم مقام حاصل ہے یعنی جسم کے تمام اعضاء کے افعال کا مرکز دل ہے لہٰذا دل اگر گناہوں کی طرف راغب ہو جائے تو جسم کے سارے اعضاء خود بخود گناہ اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دلوں کی طہارت درود پاک ہی ہے۔

حکایات

حکایت

جب شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے مندرجہ بالا درود پاک کے فضائل بیان فرمائے تو اچانک پانچ درویش حاضر ہوئے سلام کیا تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور عرض کی ہم مسافر ہیں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں لیکن خرچہ پاس نہیں ہے مہربانی فرمایئے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے مراقبہ فرمایا اور سر اُٹھا کر کھجور کی چند گٹھلیاں لیں اور کچھ پڑھ کر ان پر پھونکا اور ان درویشوں کو دے دیں وہ حیران رہ گئے کہ ہم ان گٹھلیوں کو کیا

کریں گے۔

شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا حیران کیوں ہوتے ہو؟ ان کو دیکھو تو سہی جب دیکھا تو وہ سونے کے دینار تھے۔
آخر شیخ بدرالدین اسحاق سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ نے درود پاک پڑھ کر پھونکا تھا اور وہ گٹھلیاں درود پاک کی برکت سے دینار بن گئے تھے۔ (راحت القلوب صفحہ ۶۱)

شھد کی مکھیوں کا وظیفہ

ایک دن آقائے دو جہاں ﷺ اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کے لئے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا اور حکم دیا کہ یہیں پر جو کچھ کھانا ہے کھالو۔

جب کھانا کھانے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ روٹی کے ساتھ سالن نہیں ہے پھر صحابہ نے دیکھا کہ ایک شہد کی مکھی ہے اور بڑے زور زور سے بھنبھناتی ہے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مکھی کیوں شور مچاتی ہے؟ فرمایا یہ کہہ رہی ہے کہ مکھیاں بے قرار ہیں اس وجہ سے کہ صحابہ کرام کے پاس سالن نہیں ہے حالانکہ یہاں قریب ہی غار میں ہم نے شہد کا چھتہ لگایا ہوا ہے وہ کون لائے کیونکہ ہم تو اسے لا نہیں سکتیں۔

پھر فرمایا پیارے علی اس مکھی کے پیچھے پیچھے جاؤ اور شہد لے آؤ چنانچہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چوبی پیالہ پکڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے وہ مکھی آگے آگے اس غار میں پہنچ گئی اور آپ نے وہاں جا کر شہد صاف مصفا نچوڑ لیا اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے وہ شہد تقسیم فرمایا جب صحابہ کرام کھانا کھانے لگے تو مکھی پھر آ گئی اور بھنبھنانا شروع کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ مکھی پھر اس طرح شور کر رہی ہے تو فرمایا میں نے اس سے ایک سوال کیا ہے اور یہ اس کا جواب دے رہی ہے میں نے اس سے پوچھا ہے کہ تمہاری خوراک کیا ہے۔ مکھی کہتی ہے کہ پہاڑوں اور بیابانوں میں جو پھول ہوتے ہیں وہ ہماری خوراک ہے۔

میں نے پوچھا پھول تو کڑوے بھی ہوتے ہیں، پھیکے بھی، بدمزہ بھی ہوتے ہیں تو تیرے منہ میں جا کر نہایت شیریں اور صاحب شہد کیسے بن جاتا ہے تو مکھی نے جواب دیا یا رسول اللہ ہمارا ایک امیر اور سردار ہے جب ہم پھولوں کا رس چوستی ہیں تو ہمارا امیر آپ کی ذاتِ مقدسہ پر درود پاک پڑھنا شروع کرتا ہے اور ہم اس کے ساتھ مل کر درود پاک پڑھتی ہیں وہ بدمزہ اور کڑوے پھولوں کا رس درود پاک کی برکت سے میٹھا ہو جاتا ہے اور اسی کی برکت رحمت کی وجہ سے

وہ شہد شفاء بن جاتا ہے۔

اگر درود پاک کی برکت سے کڑوے اور بدمزہ پھولوں کا رس نہایت میٹھا شہد بن سکتا ہے تلخی شیرینی میں بدل سکتی ہے تو درودِ پاک کی برکت سے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ (مقاصد السالکین صفحہ ۵۴)

زلفِ رسول ﷺ کی کرامت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہما اللہ نے فرمایا ایک دفعہ مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی اس دوران مجھے غنودگی ہوئی میں نے دیکھا کہ شاہ کونین ﷺ تشریف لائے اور فرمایا "کیف حالک یا بنی" اے میرے بیٹے کیا حال ہے؟

اس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آگیا اور زاری و بےقراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوئی۔ پھر مجھے میرے آقا امت کے والی ﷺ نے اس طرح گود مبارک میں لے لیا کہ حضور اکرم ﷺ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور حضور اکرم ﷺ کا پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی۔ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی اس شوق سے کہ کہیں سے سرکارِ دوعالم ﷺ کے بال مبارک دستیاب ہوں کتنا کرم ہوگا اگر آقا مجھے یہ دولت عنایت فرمائیں بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عنایت فرمائے۔

پھر مجھے یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ نعمت (بال مبارک) میرے پاس بھی رہے گی یا نہیں تو حضور اکرم ﷺ نے فوراً فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے۔ اس کے بعد سرکارِ دوعالم نے صحت کلی اور درازی عمر کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہو گیا۔

میں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو میرے ہاتھ میں وہ موئے مبارک نہ تھے میں غمگین ہوا پھر دربارِ رسالت ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا کہ آقائے دو جہاں ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر میں نے دونوں بال تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو۔

میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے لے لئے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لئے اس کے بعد چونکہ بخار یک دم اتر گیا تو کمزوری غالب آگئی حاضرین نے سمجھا کہ شاید موت کا وقت آگیا ہے اور وہ رونے لگے چونکہ مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہ تھی اس لئے میں اشارہ کرتا رہا پھر کچھ عرصہ بعد بھی مجھے قوت حاصل

ہوگئی اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

بال مبارک پر بادل چھا گئے

حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ ان دونوں موئے مبارک کا خاصا تھا کہ آپس میں لپٹے ہوئے تھے لیکن جب درود پاک پڑھا جاتا تو دونوں علیحدہ علیحدہ ہوکر کھڑے ہوجاتے تھے۔

ایک مرتبہ تین آدمی جو اس معجزے کے منکر تھے آئے اور آزمائش چاہی میں بے ادبی کی وجہ سے آزمانے پر رضامند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو عزیزوں نے وہ بال لیکر دھوپ میں چلے گئے اسی وقت بادل آیا اور اس نے سایہ کردیا حالانکہ سخت گرمی تھی اور بادل کا موسم بھی نہ تھا یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے توبہ کرلی اور مان گیا لیکن دوسرے نے کہا یہ اتفاقی امر تھا۔ دوسری بار پھر وہ موئے مبارک دھوپ پر لے گئے تو پھر بادل نے آکر سایہ کردیا دوسرا بھی تائب ہوا۔ تیسرے نے کہا اب بھی اتفاقی بات ہے تیسری بار پھر دھوپ میں لے گئے تو پھر فوراً بادل نے سایہ کردیا تو تیسرا تائب ہوکر مان گیا۔

ایک بار کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے آئے تو میں موئے مبارک والا صندوق باہر لایا لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لئے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا کھولنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پھر میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں فلاں آدمی جنبی ہے اس کی شامت ہے کہ تالا نہیں کھل رہا۔ میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ طہارت کرکے آؤ جب وہ جنبی مجمع سے باہر ہوا تو تالا کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم فرمائے تو ایک بال مبارک مجھے بھی عنایت ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین (انفاس العارفین صفحہ ۳۹)

حکایت

حضرت ابوسعید شعبان قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ۸۱۱ھ میں بیمار ہوگیا کہ موت کے قریب پہنچ گیا تو میں نے وہ قصیدہ پڑھا جس میں دو جہاں کے سردار، شفیع اعظم ﷺ کی مدح لکھی تھی پڑھ کر جنابِ الٰہی میں فریاد کی اور شفاء طلب کی اور میری زبان درود پاک کے ورد سے تر تھی۔ جب صبح ہوئی تو مکہ مکرمہ کا ایک باشندہ شہاب الدین احمد آیا اور کہا آج رات میں نے بڑا اچھا خواب دیکھا ہے کہ میں اپنے گھر سویا ہوا تھا اور اذان کا وقت تھا میں نے دیکھا

کہ میں حرم شریف میں بابِ عمر کے پاس کھڑا ہوں اور کعبہ مکرمہ کی زیارت کررہا ہوں ۔ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حضور اکرم ﷺ چل رہے ہیں اور خلق خدا محو نظارہ ہے۔

میرے آقا ﷺ باب مدرسہ منصور یہ سے گزر کر باب ابراہیم کی طرف تشریف لاکر رباط کے دروازے کے پاس ضیاخموی کے چبوترے پر تشریف لائے اور تو اس چبوترے پر بیٹھا تھا تیرے نیچے سبز رنگ کا جائے نماز تھا اور تو رکن یمانی کی طرف منہ کر کے بیت المقدس کی زیارت کررہا تھا۔

جب حضور اکرم ﷺ تیرے سامنے تشریف لائے تو اپنے داہنے دست مبارک کی شہادت کی انگشت مبارکہ سے اشارہ فرمایا اور دو مرتبہ "وعلیک السلام یاشعبیان" میں نے اپنے کانوں سے سن رہا تھا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

میں نے شیخ شہاب الدین احمد سے پوچھا کہ میں اس وقت کس حال میں تھا؟ تو فرمایا تو اپنے قدموں پر کھڑا عرض کررہا تھا "یاسیدی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وعلیٰ الک و اصحابک" حضور اکرم ﷺ بابِ صفا سے اوپر چڑھ گئے اور تو اپنے مکان کی طرف لوٹ گیا۔ یہ سن کر میں نے شیخ شہاب الدین احمد سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ پر احسان کرے اگر میری جان میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ پیش کردیتا۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۱۴۰)

حکایت

ایک شخص کو پیشاب کی بندش کا عارضہ لاحق ہوا جب وہ علاج سے عاجز آگیا تو اس نے عالم زاہد عارف باللہ شیخ شہاب الدین ابن ارسلان کو خواب میں دیکھا اور ان کی خدمت میں اس عارضہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا ارے بندۂ خدا تو تریاق کو چھوڑ کر کہاں کہاں بھاگا پھرتا ہے۔ لے پڑھ

اللھم صلی وسلم وبارک علیٰ روح سیدنا محمد فی الارواح وصل وسلم علیٰ قلب سیدنا محمد فی القلوب وصل وسلم علیٰ جسد سیدنا محمد فی الاجساد وصل وسلم علیٰ قبر سیدنا محمد فی القبور

جب میں بیدار ہوا تو میں نے یہ درود پاک پڑھنا شروع کردیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دے دی۔ (نزہۃ المجالس)

دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف ضرور پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ عمل اللہ کو بہت پسند ہے کہ اس سے مانگنے سے پہلے اس کے محبوب کی تعریف کی جائے اس طرح اللہ تعالیٰ دعا جلد قبول کرتا ہے

وعن عمر بن الخطاب قال أن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لا يصعد منه شيء حتى تصلى على نبيك صلى الله عليه وسلم (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دعا آسمان زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے بارگاہ میں ہدیہ درود پیش نہ کیا جائے۔

فائدہ

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ درود شریف کے بغیر دعا زمین آسمان کے درمیان رک جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے قبل درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے ایک اور روایت میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دعا روک دی جاتی ہے تاوقتیکہ نبی اکرم ﷺ پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔ (سعادت دارین)

فضیلت درود شریف

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو میں سب سے پہلے نکلوں گا اور جب لوگ جمع ہونگے تو میں ان کا قائد ہونگا اور جب سب خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہونگا اور جب لوگ حساب کے لئے پیش ہونگے تو میں ان کا شفیع ہونگا اور جب سب ناامید ہونگے تو میں ان کو خوشخبری سناؤنگا اور کرامت کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہونگی اور میری عزت دربارِ الٰہی میں سب بنی آدم سے زیادہ ہوگی اور میں فخر سے نہیں کہتا۔ میرے گرد ہزار خادم پھریں گے جیسے کہ وہ موتی ہیں چھپائے ہوئے اور کوئی دعا نہیں مگر اس کے اور آسمان کے درمیان ایک حجاب (پردہ رکاوٹ) ہے تاوقتیکہ مجھ پر درود پاک پڑھ لیا جائے اور جبکہ درود پاک پڑھ لیا جائے تو وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور دعا اوپر کی طرف قبولیت کے لئے چڑھ جاتی ہے۔

حکایت

عن فضالة بن عبيد قال بينهما رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا إذ دخل رجل فصلى فقال اللهم أغفر لي وارحمني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجلت أيها المصلى إذا صليت

فقعدت فاحمد الله بما هو أهله وصل علی ثم ادعه قال ثم صلی رجل آخر بعد ذلک فحمد الله وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال له النبی صلی الله علیه وسلم أیها المصلی أ تجب. (رواہ الترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی خداوند میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر۔ سرکار نے اس شخص سے فرمایا اے نمازی تو نے مانگنے میں جلدی کی طریقہ یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا کرتے وقت پہلے اللہ کی اس شان کے لائق حمد وثناء کرتے اس کے بعد مجھ پر درود شریف پڑھتے پھر اللہ تعالیٰ سے جو چاہتے مانگتے۔ راوی کہتے ہیں اس کے بعد دعا کی تو پہلے اللہ کی حمد وثناء کی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درود کا ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اس شخص سے فرمایا اے نمازی اب اپنے لئے دعا کر وہ قبول ہوگئی۔

فائدہ

اس حدیث پاک میں دعا مانگنے کا ایک بہتر طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے اس کے بعد دعا کی جائے۔ اس طرح دعا میں قبول ہونے کی تاثیر بڑھ جائے گی ایک اور حدیث میں یوں ہے کہ

عن عبد الله ابن مسعود قال کنت أصلی والنبی صلی الله علیه وسلم وأبو بکر وعمر معه فلما جلست بدأت بالثناء علی الله ثم الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی الله علیه وسلم سل تعطه سل تعطه. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا وہاں سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف فرما تھے آپ کے پاس حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے میں نے نماز سے فارغ ہو کر حمد وثناء کی پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اب مانگ لو تمہیں دیا جائے گا اس جملہ کو سرکار نے دو مرتبہ فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو پہلے درود پاک پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہے اس کے کرم سے یہ بات بعید تر ہے کہ اس سے دو دعائیں مانگی جائیں تو وہ ایک کو قبول کرلے اور دوسری کو رد کردے۔

(سعادت دارین)

فائدہ

درود پاک بھی دعا ہے اور بزرگانِ دین کا یہ فیصلہ ہے کہ ہر عبادت مقبول بھی ہوسکتی ہے اور مردود بھی سوا درود پاک کے کہ درود پاک کبھی رد نہیں ہوتا تو جب درود پاک دعا کے ساتھ مل جائے گا تو اللہ کریم ورحیم کے کرم وفضل سے یہ امید نہ رکھو کہ وہ درود پاک کو دعا سے الگ کر کے اسے تو قبول کرلے اور دوسری دعا کو رد کردے بلکہ درود پاک کی برکت سے دعا بھی قبول ہو جاتی ہے اگر چہ اس کا اثر و انجام کسی بھی رنگ میں ظاہر ہو۔

حکایت

سعادۃ دارین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے مسافر کے پیالے نہ بنالو۔ دربارِ نبوت میں عرض کیا گیا حضور مسافر کا پیالہ کیسے ہوتا ہے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مسافر جب ضروریات سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اس پیالہ میں پانی ڈال دیتا ہے اس کے بعد اگر اسے ضرورت محسوس ہوتی تو اس سے پانی پی لیا ورنہ پانی کو گرادیتا ہے ایسا نہ کرو جب دعا مانگو تو اس کے شروع میں بھی مجھے رکھو اور درمیان میں اور آخر میں بھی۔

حکایت

ایک بادشاہ بیمار ہوا بیماری کی حالت میں چھ مہینے گزر گئے کہیں سے آرام نہ ہوا۔ بادشاہ کو پتہ چلا کہ حضرت شیخ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آئے ہوئے ہیں ان کو عرض کر بھیجا کہ تشریف لائیں جب آپ تشریف لائے تو دیکھ کر فرمایا فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آج ہی آرام ہو جائیگا آپ نے درود پاک پڑھ کر اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اسی وقت وہ تندرست ہو گیا یہ برکت ساری درود پاک کی ہے۔ (راحت القلوب)

حکایت

حضرت شیخ احمد بن ثابت مغربی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے درود کے فضائل جو دیکھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات میں نے خود کو دیکھا کہ دو آدمی آپس میں جھگڑتے ہیں ایک نے کہا آ میرے ساتھ چل رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرالیں۔

چنانچہ وہ دونوں چلے تو میں بھی ان کے پیچھے ہولیا دیکھا تو سید عالم ﷺ ایک بلند جگہ پر جلوہ افروز ہیں جب حاضر ہوئے تو ایک نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھ پر گھر جلا دینے کا الزام لگایا ہے۔

یہ سن کر شاہِ کونین ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ پر افتراء کیا ہے اسے آگ کھا جائیگی۔ پھر میں بیدار ہوگیا اور میں دربارِ رسالت ﷺ میں کوئی عرض نہ کرسکا۔ پھر میں نے دربارِ الٰہی میں دعا کی یا اللہ مجھے پھر زیارتِ مصطفیٰ ﷺ سے مشرف فرما۔ دعا کے بعد میں سو گیا دیکھتا ہوں کہ منادی ندا کررہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے اور میں نے دیکھا کہ کافی لوگ اس ندا کرنے والے کے پیچھے جارہے ہیں جن کے لباس سفید ہیں تو میں نے ایک سے پوچھا کہ خدا کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے مجھے بتاؤ کہ حضور اکرم ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں۔

اس نے کہا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ فلاں مکان میں جلوہ گر ہیں یہ سن کر میں نے دعا کی یا اللہ درود پاک کی برکت سے مجھے اپنے حبیب پاک ﷺ تک ان لوگوں سے پہلے پہنچا دے تاکہ میں تنہائی میں زیارت کرسکوں اور اپنی مراد حاصل کرسکوں تو مجھے کسی چیز نے بجلی کی طرح حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضر کردیا جب حاضر ہوا تو دیکھا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ تنہا قبلہ رو تشریف فرما ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور سے نور چمک رہا ہے میں نے عرض کی ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''

یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے ''مرحبا'' فرمایا تو میں نے اپنے چہرے کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی گود مبارک میں لوٹ پوٹ ہوگیا پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ فرمایا درود پاک کی کثرت کرو پھر میں نے عرض کی حضور اکرم ﷺ آپ اس بات کے ضامن ہو جائیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ولی بن جائیں تو فرمایا میں تیرا ضامن ہوں کہ تیرا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ پھر میں نے وہی عرض کی تو فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی سارے کے سارے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ خاتمہ ایمان پر ہو جائے لہٰذا میں تیرا ضامن ہوں کہ تیرا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ مجھے منظور ہے۔ پھر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خضر علیہ السلام کی زیارت کرائے۔ میں یہ دربارِ رسالت میں عرض کرنے ہی والا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود پاک کی کثرت کو لازم پکڑو اور مقدس مقام کی زیارت اور ہر وہ بات جو تجھے درجات تک پہنچانے والی ہے ہم اس کو پورا کریں گے۔

قرض ادا ہوگیا

ایک شخص پر قرض کا بوجھ تھا پریشان تھا خواب میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں وزیر کے پاس جاؤ اور اسے

یہ فرمان سنا دو۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کوئی دلیل یا علامت چاہتا ہوں جو کہ اس ارشاد کی صداقت کی دلیل ہو۔یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وزیر تجھ سے کوئی علامت دریافت کرے تو کہہ دینا اس کی سچائی کی علامت یہ ہے کہ تم نمازِ فجر کے بعد کسی کے ساتھ کلام کرنے سے پہلے پانچ ہزار بار درود پاک کا تحفہ بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ اور کراماً کاتبین کے سوا کوئی نہیں جانتا یہ فرما کر سید دو عالم ﷺ تشریف لے گئے۔

میں بیدار ہوا نمازِ فجر کے بعد مسجد سے باہر قدم رکھا اور آج مہینہ پورا ہو چکا تھا کہ وہ شخص وزیر صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچا اور وزیر صاحب سے سارا قصہ کہہ سنایا۔جب وزیر صاحب نے کوئی دلیل طلب کی تو اس نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد سنایا تو وزیر صاحب خوشی اور مسرت سے چمک اُٹھے اور فرمایا ''مرحبا یا رسول اللہ حقاً''پھر وزیر صاحب اندر گئے اور نو ہزار دینار لے کر آ گئے ان میں سے تین ہزار گن کر میری جھولی میں ڈال دیئے اور فرمایا یہ تین ہزار قرضہ کی ادائیگی کے لئے اور پھر تین ہزار روپے دیئے کہ یہ تیرے بال بچے کا خرچا اور پھر تین ہزار اور دیئے اور فرمایا یہ تیرے کاروبار کے لئے اور ساتھ ہی الوداع کرتے وقت قسم دے کر کہا اے بھائی تو میرا دینی اور ایمانی بھائی ہے خدارا یہ تعلق محبت والا نہ توڑنا اور جب بھی آپ کو کوئی کام کوئی حاجت درپیش ہو بلا روک ٹوک آ جانا میں آپ کے کام دل و جان سے کیا کرونگا۔فرمایا کہ میں وہ رقم لے کر سیدھا قاضی صاحب کی عدالت میں پہنچ گیا اور جب فریقین کا بلاوا ہوا تو میں قاضی صاحب کے ہاں پہنچا اور دیکھا کہ قرض خواہ مبہوت کھڑا ہے۔

میں نے تین ہزار دینار گن کر قاضی صاحب کے سامنے رکھ دیئے اب قاضی صاحب نے سوال کیا کہ بتا تو یہ اتنی دولت کہاں سے لے آیا حالانکہ تو مفلس تھا کنگال تھا میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔قاضی صاحب یہ سن کر خاموشی سے اُٹھ کر گھر گئے اور گھر سے تین ہزار دینار لے کر آ گئے اور فرمایا یہ ساری برکتیں وزیر صاحب نے ہی کیوں لیں میں بھی اس سرکار کا غلام ہوں تیرا یہ قرضہ میں ادا کرونگا۔جب صاحب دین (قرض خواہ) نے یہ ماجرا دیکھا تو وہ بولا کہ ساری رحمتیں تم لوگ ہی کیوں سمیٹ لوں میں بھی ان کی رحمت کا حقدار ہوں یہ کہہ کر اس نے تحریر کر دیا کہ میں نے اس کا قرض اللہ ورسول (جل جلالہ ﷺ) کے لئے معاف کر دیا اور پھر مقروض نے قاضی صاحب سے کہا آپ کا شکریہ لیجئے اپنی رقم سنبھال لیجئے تو قاضی صاحب نے فرمایا اللہ اور اس کے پیارے رسول کی محبت میں جو دینار لایا ہوں وہ واپس لینے کو ہرگز تیار نہیں ہوں یہ آپ کے ہیں لہٰذا آپ انہیں لے جائیں تو وہ شخص بارہ ہزار دینار لے کر گھر آ گیا اور قرضہ بھی معاف ہو گیا یہ برکت ساری کی ساری درود پاک کی تھی۔(جذب القلوب صفحہ ۲۶۳ مع تصرف)

حکایت

حضرت شیخ ابوالحسن بن حارث لیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جوکہ پابند شرع اور متبع سنت اور درود پاک کی کثرت کرنے والے تھے فرماتے ہیں کہ مجھ پر گردش کے دن آگئے۔ فقر وفرقہ کی نوبت آگئی اور عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ عید آگئی اور میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے میں بچوں کو عید کراسکوں

جب عید کی رات آئی وہ رات میرے لئے نہایت ہی کرب و پریشانی کی رات تھی۔ رات کی کچھ گھڑیاں گزری ہونگی کہ کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ میرے دروازے پر کچھ لوگ ہیں جب میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ کافی لوگ ہیں انہوں نے شمعیں (قندیلیں) اُٹھائی ہوئی ہیں اور ان میں سے ایک سفید پوش جوکہ اپنے علاقے کا رئیس تھا وہ آگے آیا ہم حیران رہ گئے کہ یہ اس وقت کیوں آئے ہیں؟ اس رئیس نے بتایا کہ میں آپ کو بتاؤں کہ ہم کیوں آئے ہیں؟ آج رات میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شاہ کونین امت کے والی حضور اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں اور مجھے فرمایا کہ ابوالحسن اور اس کے بچے بڑی تنگدستی اور فقر و فاقہ کے دن گزار رہے ہیں تجھے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے جا کر ان کی خدمت کر اسکے بچوں کے کپڑے لے جاؤ اور دیگر ضروریات خرچہ وغیرہ تا کہ وہ اچھے طریقے سے عید کرسکیں اور خوش ہو جائیں لہٰذا یہ کچھ شانِ عید قبول کیجئے اور میں درزی بلا کر ساتھ لایا ہوں جو یہ کھڑے ہیں لہٰذا آپ اپنے بچوں کو بلائیں تا کہ ان کے لباس کی پیائش کرلیں ان کے کپڑے سل جائیں پھر اس نے درزیوں کو حکم دیا کہ پہلے بچوں کے کپڑے تیار کرو بعد میں بڑوں کے لہٰذا صبح ہونے سے پہلے پہلے سب کچھ تیار ہوگیا اور صبح کو گھر والوں نے خوشی خوشی عید منائی۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۱۴۸)

حکایت

کتاب مصباح الظلام میں ہے کہ حضرت ابوحفص حداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ حاضر ہوا ایک وقت ایسا آیا کہ کھانے کو کچھ نہ تھا بھوک سخت لگی ہوئی تھی یوں ہی پندرہ دن گزر گئے۔

جب میں زیادہ ہی نڈھال ہوگیا تو میں نے اپنا پیٹ روضہ مقدسہ کے ساتھ لگایا اور کثرت سے درود پاک پڑھا اورعرض کی یارسول اللہ ﷺ اپنے مہمان کو کچھ کھانا کھلایئے بھوک نے نڈھال کردیا ہے وہیں پر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند غالب کردی اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر حضور اکرم ﷺ کے دائیں جانب اور فاروقِ اعظم بائیں جانب ہیں اور حیدرِ کرار سامنے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مجھے مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا اور فرمایا اُٹھ سرکار تشریف لائے ہیں میں اُٹھا اور دست بوسی کی آقائے دو جہاں ﷺ نے مجھے روٹی عنایت فرمائی میں نے آدھی کھالی اور آنکھ کھل گئی میں بیدار ہوا تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔(سعادۃ دارین)

حکایت

علی بن عیسیٰ وزیر نے فرمایا کہ میں کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا اتفاقاً مجھے بادشاہ نے وزارت سے معزول کر دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دراز گوش پر سوار ہوں اور پھر دیکھا کہ آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف فرما ہیں میں برائے ادب جلدی سے سواری سے اتر کر پیدل ہو لیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے علی اپنی جگہ واپس چلا جا۔ آنکھ کھل گئی صبح ہوئی تو بادشاہ نے مجھے بلا کر وزارت سونپ دی یہ برکت درود پاک کی ہے۔(سعادۃ الدارین صفحہ ۱۳۴)

حکایت

محمد بن فاتک نے بیان کیا ہے کہ ہم شیخ القراء ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھتے تھے کہ ایک دن ایک شخص آیا جس نے پھٹی پرانی پگڑی باندھی ہوئی تھی اور پھٹا پرانا اس کا لباس تھا۔

ہمارے استاد اُٹھے اور اسے اپنی جگہ بٹھا کر خیریت پوچھی اس آنے والے نے عرض کی آج میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور گھر والے مجھ سے گھی وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ شیخ ابو بکر مجاہد فرماتے ہیں کہ میں پریشانی کے عالم میں رات کو سویا تو غریبوں کے والی، بے سہاروں کے سہارے، حبیب خدا ﷺ جلوہ گر ہوئے اور فرمایا یہ کیا پریشانی ہے جاؤ علی بن عیسیٰ وزیر کے ہاں اور اسے میرا سلام کہو اور اسے حکم دو کہ وہ اس شخص کو سو دینار دے دے اور اس کی سچائی کی علامت یہ بیان کرنا کہ تم ہر جمعہ کی رات ہزار بار مجھ پر درود پاک پڑھتے ہو اور گذشتہ جمعہ تم نے سات سو بار درود پاک پڑھا تھا کہ بادشاہ کی طرف سے آپ کو بلاوا آ گیا تھا آپ وہاں گئے اور باقی درود پاک آپ نے واپس آ کر پڑھا تھا۔

حضرت شیخ ابو بکر اُٹھے اور اس شخص کو ساتھ لیا اور وزیر صاحب کے گھر پہنچ گئے پہنچ کر وزیر سے فرمایا وزیر صاحب یہ آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قاصد ہے۔ یہ سنتے ہی وزیر صاحب فوراً کھڑے ہو گئے اور بڑی تعظیم و توقیر کی اور ان کو اپنی مسند پر بٹھایا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ دیناروں والی تھیلی لائے۔

وزیر صاحب نے ہزار دینار لا کر سامنے رکھ دیئے اور عرض کیا اے شیخ آپ نے سچ فرمایا ہے یہ بھید میرے اور میرے رب کے درمیان تھا۔ پھر وزیر صاحب نے عرض کی حضرت یہ سو دینار قبول کر لیں یہ اس بچے کے باپ کے لئے ہیں اور پھر سو دینار گن کر اور حاضر کئے اور کہا یہ اس لئے کہ آپ سچی بشارت لے کر تشریف لائے ہیں اور پھر سو دینار اور حاضر کئے کہ آپ کو یہاں آنے میں تکلیف اُٹھانا پڑی یوں کرتے کرتے وزیر صاحب نے ہزار دینا حاضر کئے مگر حضرت شیخ ابوبکر نے فرمایا ہم اتنے ہی لیں گے جتنے ہمیں آقائے دو جہاں ﷺ نے لینے کو فرمایا ہے یعنی ایک سو دینار۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۱۲۳، رونق المجالس صفحہ ۱۱)

جب جہانسوز ہو خورشید قیامت یارب — بے قراری رہے کام آئے نکالے مطلب
دل کی سیماب وشی رنگ دکھائے یہ عجب — پائے شہ پر گرے یارب تپش مہر سے جب

دل بیتاب اُڑے حشر میں پارا ہوکر

حل لغات

وش بمعنی مانند۔ سیماب پارہ، یعنی پارہ کی طرح۔ پارہ، ٹکڑا، ریزہ، حصہ

شرح

یارب جب قیامت کا سورج جہاں کو جلا دینے والا جب طلوع کریگا تو بے قراری ہوگی لیکن قیامت کا سورج اپنے جوش میں کمی نہ کریگا۔ ہمارے دل کا حال یہ ہے کہ وہ سیماب کی طرح کئی طریقے دکھائے گا تو قیامت کے سورج کی گرمی سے ہمارے آقا ﷺ کے پاؤں مبارک پر گرمی پڑ رہی ہوگی ہمارا دل پارہ ہوکر اڑتا ہوا ان قدموں پر جا گرے۔

منظر قیامت

اسی شرح میں منظر قیامت بیان کیا گیا ہے اس وقت حضور اکرم ﷺ امت کی خاطر گرمی میں شفاعت کے لئے پھر رہے ہونگے تو عشاق کی عید ہوگی کہ شفاعت تو نصیب ہوگی ہی لیکن عشاق تو زیارت سے اپنا جی بہلائیں گے جیسے آج کل صلوٰۃ و سلام میں یہ مصرعہ عام پڑھا جا رہا ہے کہ

روزِ محشر ہے ان کی زیارت کا دن — ایسے روزِ قیامت پہ لاکھوں سلام

کچھ تو جلوہ نظر آیا میرے اشکوں پر تارے ٹوٹے ہیں گر رنگ شفق سے مل کر
لعل میں آپ گہر شیشہ مے میں اختر پانی میں آتش تر شعلہ میں آبِ کوثر
دلِ سوزاں نے کیا خون کا دریا ہوکر

شرح

ہجر رسول ﷺ میں گریہ کی کیفیت بیان فرمائی کہ میرے آنسو میں عجیب نظر آیا کہ گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے ہیں لیکن تارے تو سفید ہوتے ہیں مگر میرے آنسو کے ستارے خون سے مل کر گر رہے تھے یعنی میں ہجر محبوب میں خون کے آنسو رو رہا تھا وہ آنسو یوں محسوس ہوتے تھے کہ گویا لعل میں آبِ گوہر ہے یا شراب کے شیشہ والے کاسہ میں ستارے ہیں یا یوں سمجھو کہ پانی میں تری والی آتش ہے یا آبِ کوثر میں آگ کے شعلے ہیں بس میرے دل جلے نے خون کا دریا بہایا ہے۔اس قطعہ میں شہنشاہ سخن نے جو اشعاروں کے دریا بہائے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔

پیچ وتاب اتنا نہ کر کچھ تو سلجھ اے سنبل پڑگئی پیچ میں کیوں تری سمجھ اے سنبل
کیوں پریشان ہے اتنا تو سمجھ اے سنبل عاشقِ زلفِ نبی ہوں نہ الجھ اے سنبل
کب میں آتا ہوں تیرے دام میں دانا ہوکر

شرح

سنبل پیچ وتاب نہ کر کچھ تو سنبھل جا تجھے پیچ وتاب کھانے میں نامعلوم کہاں سے سمجھ آگئی کہ ایسی محسومانہ تاب وپیچ کھاتی ہے پھر یہ تو بتا کہ تو اتنی پریشان کیوں ہے کیا تجھے آج تک اس کی کوئی سمجھ نہیں آتی میں تیرے نازنخروں کے دام میں نہیں پھنس سکتا کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کی زلف کا اسیر ہوں فلہٰذا اے سنبل تو اپنی محبوبی رنگ نہ دکھا میں بڑا دانا ہوں اس لئے کہ میں عاشقِ مصطفیٰ ہوں میں تیرے دام میں کب آسکتا ہوں۔

فائدہ

اس میں عاشقِ حبیب ﷺ کی بے اعتنائی کا بیان ہے کہ وہ سوائے اپنے حبیب (ﷺ) کسی کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔

ہیں عشق کے انداز نرالے

مذکورہ قطعہ میں ہر عاشق مصطفیٰ ﷺ اپنے مثال خود ہے لیکن مصائب ومشکلات سر پر رکھ کر امتحان میں ہوتے

ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز نرالا ہے۔نمونہ پڑھئے

بلال کا حال

عرب کا صحرا تھا، گرمیوں کا موسم اور دوپہر کا وقت، ریت کے ذروں پر چنگاریوں کا گمان ہوتا تھا، گرمی اس قدر شدید کہ خدا کی پناہ، زمین بھٹی کی طرح تپ رہی تھی، لو کے جھونکے آگ کے لپکتے ہوئے شعلے نظر آتے تھے۔انسان تو انسان پرندے اور چوپائے بھی باہر نکلنے سے گھبراتے تھے اس عالم میں شہر سے باہر ایک نوجوان زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا ۔جلتی ہوئی ریت پر اسے لٹایا گیا تھا، دو بھاری پتھر اس کے سینے پر رکھے ہوئے تھے ظالم آقا اپنے اس غلام پر کوڑے برسا رہا تھا کسی نے پوچھا کیوں مارتے ہو جواباً کہا کہتا ہے رب صرف اللہ ہے آقا کوڑے برسا رہا ہے مگر آفریں ہے اس کے صبر واستقلال پر وہ غلام نہ گلا و فریاد کرر ہا تھا اور نہ ہی آہ و بکا کر رہا تھا صرف زبان پر ایک ہی کلمہ مسلسل جاری تھا ''احد، احد'' یعنی خدا ایک ہے خدا ایک ہے آقا سے پوچھنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور مار کھانے والے بلال حبشی خدا کی وحدانیت کا عاشق اور رسالت کا عاشق۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا　　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عشقِ رسول میں گرفتار ہوئے تھے ظلم تو اسی روز سے جاری تھا مگر اس ظلم میں بھی بلال حبشی کے لئے مٹھاس اور شرینی تھی جوں جوں ظلم بڑھتا تھا اعتماد اور یقین اور پختہ ہوتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آقا سے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام کی دعوت قبول کرنے میں سبقت حاصل کی حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر قابلِ اعتماد تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنا خازن مقرر کر دیا۔

حضرت بلال موذنِ رسول ﷺ کے نام سے عرب میں مشہور ہو گئے تھے۔کالے رنگ اور توتلی زبان والا یہ بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کو بہت ہی پیارا لگتا تھا۔حضرت بلال سفر وحضر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کی معیت کا شرف حاصل کیا۔ جب حضور دنیا سے رحلت فرما گئے تو بلال حبشی پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔حضور کی وفات کے بعد بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف دو مرتبہ اذان دی۔

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفصیلی حالات فقیر کی کتاب ''مرآت الجمال فی حالات البلال'' میں پڑھئے۔

غزل قطع بند

حل لغات

غزل اُون کاتنا از باب ضرب بمعنی عورتوں کی خوبصورتی اور جمال کی تعریف کرنا اور ان سے عشق بازی کرنا از باب علم عرف میں وہ نظم جس میں عاشقانہ مضمون لکھے جائیں یہ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاصہ ہے کہ غزل کو نعت بنا دیا کہ غزل کے رنگ میں عشقِ رسول ﷺ کو ایسے انوکھے اور پیارے رنگ میں نبھایا ہے کہ بڑے عظیم شعراء آپ کی اس صنعت پر دنگ ہیں۔

قطع و قطعہ کسی چیز کا ایک حصہ اور اشعار کی اصطلاح میں دس یا اس سے کم اشعار اس کے کم سے کم دو شعر ضروری ہیں ورنہ اصطلاح میں قطعہ نہیں کہلائے گا یہ غزل (نعت) سات اشعار پر مشتمل ہے جس میں عقیدہ حیاۃ الانبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کو دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت کیا ہے تقریباً موضوع کے اکثر دلائل اس قطعہ میں آگئے ہیں یہ بھی ایک کمال ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے دلائل کے ایک وسیع وعریض سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

فائدہ

قطعہ کے ساتھ لفظ بند (عربی، فارسی) کی ترکیب میں ایک اصطلاح بن گئی ہے وہ یہ کہ وہ اشعار جن کے معنی متصل کے بیت ملائے بغیر تمام نہ ہوں اس غزل کے سات اشعار ہیں اور با قاعدہ مذکورہ ایسے ایک دوسرے سے متصل ہیں جیسے تسبیح کے دانے اور موتیوں کی لڑی کہ اول شعر میں عقیدہ بیان فرما کر باقی اشعار میں عقلی و نقلی دلائل سے عقیدہ حیات الانبیا علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

حل لغات

انبیاء، نبی کی جمع، غیبی کی خبریں بتانے والا۔ اجل (عربی) وقت، موت۔ آنی، مصدر آنا، موت کی وجہ سے مؤنث ہے۔ آنی، آن والی آن (عربی، مؤنث) وقت، لمحہ، دم۔

خلاصہ

انبیاء علیہم السلام کو بھی موت آنی ہے لیکن ایسے سمجھئے کہ صرف ایک آن کے لئے۔

شرح

اس بیت میں امام اہل سنت، مجدد دین وملت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے دو عقیدے بیان فرمائے

ہیں

حضور اکرم ﷺ پر موت حاضر ہوئی مگر بعداز وصال بھی آپ اپنے مزارِ انور میں زندہ ہیں امت اور اس کے جملہ حالات کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ اس کے ہر قول فعل سے باخبر بھی ہیں لیکن یہ کہنا کہ حضور "مر کر مٹی میں مل گئے" معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فاسد عقیدے سے محفوظ رکھے۔ آمین

موت اک لمحے کے لئے حاضر ہوئی اور حضور نے اسے مشرف فرمایا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اسی حیاتِ جسمانی وحقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح کہ پہلے تھے البتہ پردہ ضرور فرما گئے ہیں یوں سمجھئے کہ پاکستان میں سورج غروب ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ سورج کا وجود معدوم ہو چکا ہے بلکہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر کسی دوسرے خطے میں اپنی کرنیں بکھیرتا ہے۔

بلا تمثیل اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے یہ معنی ہیں کہ اب آفتابِ محمدیت مزار اقدس میں طلوع ہو کر اپنی ضیاء سے عالمین کو منور کر رہا ہے۔

دلیل

اللہ نے حیاتِ شہداء کا ذکر کلام مجید میں فرمایا مگر ان کی زندگی اخروی اور معنوی ہے اور حیاتِ محمد ﷺ شہداء کے مانند نہیں ہے بلکہ آپ کی زندگی حسی ودنیاوی ہے یعنی جس طرح حقیقی اور جسمانی طور پر آپ اس دنیا سے حیات تھے بالکل اسی طرح قبر انور میں زندہ ہیں۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یعنی جان لو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات علماء کرام کے نزدیک ایک اتفاقی چیز ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی شہیدوں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی زندگی سے بہت کامل اور قوی ہے کہ شہیدوں کی زندگی معنوی اور اخروی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی زندگی حسی اور دنیاوی۔ (مدارجِ النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳)

حضرت امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ پر شرح مواہب میں جو ایمان افروز دلائل باندھے ہیں وہ ایک مسلمان کے لئے کافی ہیں۔ امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے مواہب لدنیہ میں لکھا

ومن خصائصه صلی اللہ علیہ وسلم انہ حیی فی قبرہ

یعنی حضور اکرم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

امام قسطلانی نے اس پر ایک شبہ فرما کر اس کا جواب دیا کہ اگر کوئی شخص یہ آیت پڑھے

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ○ (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۳۰) بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یعنی بے شک اس آیت کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی جناب میں موت حاضر ہوئی مگر موت آنے کے قائم نہیں رہی بلکہ حضور اکرم ﷺ پھر زندہ فرما دیئے گئے۔ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۷)

عقلی دلیل

متحدہ ہندوستان کا ایک بادشاہ تھا ''بادشاہ ہے'' کہنا اب غلط ہوگا کیونکہ اب وہ نہیں مگر شاہ دو جہاں ﷺ کے متعلق آج بھی یہی کہا جاتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے'' سب کہتے ہیں کہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ ''ہیں'' ہی بتا رہا ہے کہ وہ ذاتِ گرامی اب بھی ہے۔

حضور اکرم ﷺ دنیوی حقیقی حیات

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسد مطہر مزارات میں تغیر و تبدل سے محفوظ ہے اور ان کی حیات دنیاوی حقیقی جسمانی ہے یعنی روح بدن شریف میں ہے اب دنیا میں اسی طرح ہیں جیسے دورانِ اعلانِ نبوت تا وصال زندہ تھے۔ اس کی تحقیق فقیر کی کتاب ''حیات المصطفیٰ'' میں پڑھئے چند روایات اور حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. (رواہ البیہقی فی حیوۃ الانبیاء و ابو یعلی حدیث حسن صحیح)

انبیاء علیہم السلام زندہ اپنے مزارات میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ باسناد جید،

مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱ مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ تعالیٰ کا (ہر) نبی (مزار میں) زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

ان الانبیاء لا یموتون وانھم یصلون ویحجون فی قبورھم وانھم احیاء (فیض الحرمین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۲۸)

بیشک انبیاء فوت نہیں ہوتے اور بے شک انبیاء نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں مزاروں میں اور بیشک وہ زندہ ہیں۔

نوٹ

محدثین کا یہی عقیدہ ہے کہ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیھم اجمعین بحیات حقیقی دنیاوی حی وباقی ومتصرف اندریں جا سخن نیست

انبیاء کرام حقیقی دنیاوی زندگی سے زندہ اور باقی اور متصرف ہیں اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

حل لغات

سابق، پہلا۔

خلاصہ

پھر اسی آن کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات پہلے کی طرح وہی جسمانی حیات ہے۔

شرح

جب انبیاء علیہم السلام پر موت وارد ہوئی قانون ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' کی تکمیل ہوگئی اس کے بعد ان کی ارواح واپس ان کے اجسام طاہرہ طیبہ میں واپس لوٹائی جاتی ہے پھر وہ پہلے کی طرح حسی حقیقی حیات سے متصف ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ

قاضی شوکانی کہتے ہیں حدیث صحیح ہے

الانبیاء احیاء فی قبور هم. (نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۱۰۸) انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

فائدہ

امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور اس مسئلے پر ایک رسالہ تصنیف کیا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کہ یہ وہ دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو بھی درود بھیجے گا اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جائے۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ وصال کے بعد بھی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے

فنبی الله حیی یرزق. (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۸) اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے کتاب الجنائز کے آخری باب میں روایت کیا۔

ابن قیم امام طبرانی کے حوالے سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی حدیث نقل کرنے کے بعد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان

جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجے گا اس کی آواز مجھے پہنچے گی چاہے وہ کہیں بھی ہو۔

قاضی شوکانی کہتے ہیں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیے اور درود شریف آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

اس میں شوکانی نے مزید لکھا محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے مسرور ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیاء کرام کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی جب کہ مطلق ادراک مثلاً علم اور سننا تمام مُردوں کے لئے ثابت ہے۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

حضرت ملا علی قاری حدیث شریف ”فنبی الله حیی یرزق“ کی شرح میں فرماتے ہیں نبی اللہ سے جنس انبیاء

بھی مراد ہوسکتی ہے (جو تمام انبیاء کو شامل ہے) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صرف کامل ترین فرد (نبی اکرم ﷺ) مراد ہوں پہلا احتمال متعین ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا جیسے کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ امام بیہقی نے فرمایا انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں متعدد جگہوں میں تشریف لے جانا عقلاً جائز ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث وارد ہے۔ (مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۲۴۱)

یہ حدیث معراج کی طرف اشارہ ہے جس میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا پھر بیت المقدس میں اور اس کے بعد آسمانوں میں دیکھا۔

واقعات کی روشنی میں

انبیاء علیہم السلام کو حیاتِ حسی وحقیقی پر بے شمار واقعات شاہد ہیں چند نمونے ملاحظہ ہوں

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں (تدفین کے وقت) نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سب سے آخر میں نکلنے والے صحابی نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو قبر میں دیکھا کہ آپ ہونٹ ہلا رہے تھے میں نے سننے کے لئے کان قریب کیا تو آپ کہہ رہے تھے "رب امتی رب امتی یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۴۲)

امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سعید بن میبّب سے روایت کرتے ہیں واقعہ حرہ (جب یزید کی فوجوں نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی) کے موقع پر مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی نہیں تھا جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا پھر میں تکبیر کہہ کر نماز پڑھتا تھا اہل شام گروہ در گروہ مسجد میں داخل ہوتے اور کہتے اس بوڑھے مجنون کو دیکھو۔ (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۰۶)

امام دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں حرہ کے زمانے میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان اور تکبیر نہیں کہی گئی حضرت سعید بن میبّب مسجد ہی میں رہے انہیں نبی اکرم ﷺ کے روضۂ انور سے آواز سن کر ہی نماز کے وقت کا پتا چلتا تھا۔ (صفحہ ۲۳۵)

فائدہ

ابن تیمیہ نے لکھا ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ یا دیگر اولیاء کی قبروں سے سلام کا جواب سنا اور سعید بن میبّب حرہ کی راتوں میں قبر سے اذان سنا کرتے تھے یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات یہ سب حق ہیں ہماری ان میں بحث نہیں

ہے اور معاملہ اس سے کہیں زیادہ بڑا ہے اور برتر ہے۔ (اقتضاء الصراط صفحہ ۳۷۱)

مزید واقعات وشواہد کتب وسیر کا مطالعہ فرمائیے۔

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پُرنور بھی روحانی ہے

خلاصہ

(مرنے کے بعد) تو ہر مردہ (مومن، کافر) کی روح زندہ ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کی ارواح بھی اجسام بھی زندہ ہیں اس لئے کہ ان کے اجسام مبارکہ عوام کی ارواح سے بھی لطیف تر ہیں۔

شرح

یہ دلیل دوسرے طریقہ سے بیان فرمائی ہے۔ پہلا مصرعہ دلیل کے ساتھ دعویٰ بنایا اس دعویٰ کا اثبات دوسرا مصرعہ سے فرمایا پہلے مصرعہ کا استدلال اہل سنت اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے عقیدہ کے مطابق ہے جس میں معتزلہ کی تردید بھی ہے اور اس تردید میں منکرین حیاۃ انبیاء کے اکابر مقتداء میں مؤید ہیں۔

حضرت علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ بعض معتزلہ اور روافض نے عذاب قبر کا انکار کیا ہے کیونکہ میت محض بے جان جسم اور زندگی اور ادراک سے عاری ہے لہٰذا اسے عذاب دینا محال ہے۔ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۷۷)

اہل سنت کے نزدیک اسے ایک قسم کی زندگی دی جاتی ہے جس کے ذریعے وہ ثواب عقاب کا ادراک کرتا ہے یہ حوالہ ہمارے اسلاف کا ہے مخالفین کے مقتداؤں کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ سوال کے وقت روح بدن کی طرف لوٹتی ہے ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ بے روح جسم سے سوال کیا جاتا ہے لیکن جمہور نے اس کا انکار کیا ہے۔ (کتاب الروح لابن القیم صفحہ ۸۴)

ابن تیمیہ نے کہا میت کا قرأت وغیرہ آوازوں کو سننا حق ہے۔ امام احمد بن حنبل کے اصحاب اور دیگر علماء نے کہا کہ میت کے پاس جو گناہ کئے جاتے ہیں اُن سے اذیت ہوتی ہے یہی قول انہوں نے امام احمد سے نقل کیا اور اس بارے میں متعدد آثار روایت کئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میت کو تلاوتِ قرآن اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ (اقتضاء الصراط صفحہ ۳۷۹)

قاضی شوکانی نے کہا مطلق ادراک، علم اور سننا تمام مردوں کے لئے ثابت ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ ابن قیم سماع موتی پر احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ جب لوگ دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دی ہے کہ جب وہ اہل قبور کو سلام دیں تو خطاب کرتے ہوئے سلام دیں اور کہیں ''السلام علیکم دارقوم مومنین'' تم پر سلام ہو اے مومن قوم کے گھر والو اور یہ اس شخص سے خطاب ہے جو سنتا جانتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے کسی پتھر کو خطاب کیا جائے یا ایسے شخص کو خطاب کیا جائے جو موجود نہ ہو۔ (کتاب الروح صفحہ ۴)

فائدہ

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ جاننا سننا تمام اموات کے لئے ثابت ہے اور یہ کہ صاحب قبر تلاوت اور سلام کہنے والے کی آواز سنتا ہے ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ہر میت کی زندگی دنیا جیسی ہے حتیٰ کہ اسے کھانے اور پینے کی ضرورت ہو کیونکہ جسم کے ساتھ روح کے تعلقات کئی قسم کے ہیں۔

ابن القیم نے کتاب الروح صفحہ ۷۶ میں لکھا کہ روح کے جسم کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہیں اور ان کے احکام الگ الگ ہیں (تین تعلقات بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں) جسم کے ساتھ روح کا چوتھا تعلق برزخ میں ہے کیونکہ روح اگرچہ جسم سے الگ ہو چکی ہے لیکن وہ بالکل ہی جدا نہیں ہو گئی یہاں تک کہ اس کی توجہ بھی جسم کی طرف نہ رہے ہم نے ابتدا میں وہ احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جب سلام کہنے والا سلام کہتا ہے تو روح جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے یہ خاص قسم کا لوٹانا ہے جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جسم قیامت سے پہلے (مکمل طور پر زندہ ہو جائے گا)

اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

حل لغات

ثانی، دوسرا، نظیر، مثل۔

خلاصہ

غیر انبیاء کی ارواح کتنی ہی لطیف ہو لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام کی لطافت کی مثل کیسے ہو سکتی ہیں۔

شرح

یہ سابق بیت کے دعویٰ کی دلیل ہے وہ یہ کہ انبیا علیہم السلام کے اجسام غیر انبیاء کی ارواح سے لطیف ہیں اب فرمایا کہ شرعاً اپنے مقام پہ ثابت ہے کہ غیر انبیاء کی ارواح کتنی ہی لطیف سے لطیف تر ہوں لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام کی طرح نہیں ہوسکتیں۔

لطیف ارواح غیر انبیاء

حدیث قدسی جو حدیث الولی سے مشہور ہے (بخاری صفحہ ۹۶۳)

اس کی تحقیق کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر جلد ۲۱ صفحہ ۸۹۱ میں لکھتے ہیں اسی طرح انسان جب نیکیوں کا پابند ہو جاتا ہے تو اس مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان اور آنکھیں ہوتا ہوں پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کے کان ہوتا ہے تو وہ دور اور نزدیک سے سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہوتا ہے تو وہ مشکل اور آسان، قریب اور بعید میں تصرف پر قادر ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر، پارہ ۱۵ تحت آیۃ ''اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَہْفِ'')

احناف کے محقق اور صدی ۱۰۰۰ھ کے مجدد حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

إذا كانت لطيفة يتبعها الجسد في اللطافة فتسير بجسدها حيث شاء ت وتتمتع بما شاء ت وتأوي إلى ما شاء الله لها كما وقع لنبينا في المعراج ولا تباعد من الأولياء حيث طويت لهم الأرض وحصل لهم أبدان مكتسبة متعددة وجدوها في أماكن مختلفة في آن واحد والله على كل شيء قدير.

یعنی روح جس وقت لطیف ہوتی ہے جسم لطافت میں اس کا تابع ہوتا ہے پھر روح جسم کے ساتھ جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور جس چیز سے چاہتی ہے متمتع ہوتی ہے یہ امر اولیاء اللہ سے دور نہیں ہے ایسی صورت میں کہ زمین ان کے لئے لپیٹی جاتی ہے اور ان کے لئے ابدان متعددہ حاصل ہو جاتے ہیں جس سے وہ مکانات مختلفہ میں آنِ واحد میں پائے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱)

یہی فاضل محقق ملا علی قاری حدیث شریف ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' شرح میں فرماتے ہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار (دنیا سے برزخ) کی طرف انتقال کرتے ہیں۔ (مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۲۴۱)

نیز حدیث شریف ”وصلوا علی فان صلوٰتکم تبلغنی“ شرح میں قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ جب پاکیزہ اور مقدس نفوس جسمانی تعلقات سے جدا ہوتے ہیں تو انہیں عروج حاصل ہوتا ہے اور وہ عالم بالا سے جا ملتے ہیں اور ان کے لئے کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو وہ سب کو دیکھتے ہیں جیسے وہ سب چیزیں ان کے سامنے ہوں یا فرشتے انہیں خبر دے دیتے ہیں اور اس میں ایک راز ہے کہ جسے حاصل ہوتا ہے وہی اُسے جانتا ہے۔

ایسی ہی تصریح محدث جلیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ کی دوسری جلد میں کی ہے فرماتے ہیں شیخ عبدالقادر جیلانی کو تمام جہان میں سرایت کرنے کا شعبہ حاصل ہے اور یہ اس لئے کہ جب ان کا وصال ہوگیا تو ملاء اعلیٰ کی صفت کے ساتھ موصوف ہوگئے اور تمام جہان میں سرایت کرنے والا وجود ان میں منتقش ہوگیا اس بناء پر ان کے طریقے میں روح پیدا ہوگئی۔ (حاشیہ ہمعات صفحہ ۶۲)

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے

خلاصہ

انبیاء علیہم السلام کے اپنے اجسام کی لطافت کا کیا کہنا وہ تو کسی خاک پر قدم رکھ دیں تو وہ بھی روح پاک اور نورانی ہے۔

شرح

اس شعر میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کی برکات کا ذکر خیر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام مبارکہ میں بھی ایسی برکتیں رکھی ہیں کہ جہاں وہ قدم رکھتے ہیں وہ جگہ بھی نور علیٰ نور بن جاتی ہیں۔

حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام

اس دعویٰ کی دلیل کے لئے ہم صرف حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی پیش کر سکتے ہیں جن کا اسم گرامی بھی اس خضر نام سے اسی لئے مشہور ہے کہ آپ جہاں نماز پڑھتے ان کے اردگرد کی زمین سرسبز ہو جاتی بعض علماء نے کہا کہ جس جگہ بیٹھ کر اُٹھتے وہ سرسبز ہو جاتی۔ (حیاتِ خضر صفحہ ۸ میاں اصغر حسین دیوبندی)

اگر چہ آپ کی نبوت کے متعلق اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ آپ نبی تھے اگر چہ اولوالعزم پیغمبرانِ عظام (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) میں سے نہ سہی لیکن نبوت کے حامل تو ہیں اور جو ولی اللہ مانتے ہیں وہ بھی ہمارے اس موضوع کے مخالف نہیں کہ

جب ایک غیر اولوالعزم نبی علیہ السلام کا یہ حال ہے یا ولی اللہ کی کرامت ہے تو تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے بطریق اولی ماننا ضروری ہے جیسا کہ امام اہل سنت رحمہ اللہ نے دعویٰ فرمایا کہ پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں الخ وہ صحیح ہوا۔

جبریل علیہ السلام کی گھوڑی

سورۂ طٰہٰ شریف میں سامری کا حال دیکھئے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اب وہ نہیں ہیں تو سونے کے زیورات جلا کر گوسالہ کی صورت تیار کر لی اور اس میں سیدنا جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی اس مورت کے منہ میں ڈال دی کہ جس کی برکت سے اس مورت سے آواز آنے لگی بنی اسرائیل اس کی پرستش میں شروع ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے واپس آ کر ہارون علیہ السلام سے فرمایا یہ ساری حرکت سامری نے کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلایا

فَمَا خَطْبُکَ یٰسَامِرِیُّ (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۹۵) اب تیرا کیا حال ہے اے سامری۔

اس نے اپنا واقعہ سنایا کہ جب فرعون کے غرق ہونے کا وقت قریب آیا تو

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِہٖ. (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۹۶) میں نے دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُھَا وَ کَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۹۶)

تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا اور میرے جی کو یہی بھلا لگا۔

یعنی جہاں جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی قدم رکھتی وہ جگہ سرسبز ہو جاتی تھی پھر اس مٹی کو میں نے ڈال دیا اسی صورت میں جو میں نے زیورات سے تیار کی تھی اور میرے دل کو یہی بات بھلی لگی۔ یہ واقعہ پڑھنے کے بعد نتیجہ نکالئے کہ بچھڑا زیورات سے تیار ہوا اس سے قبل اس میں روح نہیں تھی اور بچھڑے کو کسی ولی اللہ کی دعا سے زندگی نہیں مل رہی بلکہ ایک فرشتے کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی سے اور مٹی ولی اللہ نہیں ڈال رہا بلکہ دشمن دین ہے اب سوچنے کی بات ہے کہ قادر قدیر نے ایک کی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی میں (کہ جسے دشمن دین نے اُٹھا کر زیورات کی ایک مورت میں ڈالا ہے) یہ تاثیر فرمائی ہے کہ اس جسم بے روح میں اللہ تعالیٰ نے روح پیدا کر کے زندگی دے دی۔

فائدہ

جبریل علیہ السلام وہی ہیں جن کے لئے مشہور ہے

جبریل امین خادمِ دربانِ محمد (ﷺ)

جن کے ایک خادم کی سواری کا یہ کمال ہے تو اس کے آقاؤں (انبیاء علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا کمال کتنا ارفع و اعلیٰ ہوگا وہی جو امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں الخ

اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح

اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

حل لغات

ترکہ، میراث، مرے ہوئے آدمی کی جائیداد۔ بٹے از بٹنا، تقسیم۔ ترکہ بٹنا بمعنی مرے ہوئے آدمی کی جائیداد حقداروں میں تقسیم ہونا۔

خلاصہ

انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی ازواج مطہرات سے ان کے وصال کے بعد کسی کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی ان کے وصال کے بعد ان کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تقسیم جائز ہے۔

شرح

اس شعر میں حیوۃ الانبیاء علیٰ نبینا علیہم السلام کی دو دلیلیں قائم فرمائی ہیں۔

نکاح ازواج مطہرات

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَه مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۵۳)

اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔

فائدہ

جس عورت سے رسول اللہ ﷺ نے عقد فرمایا وہ حضور کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریابِ خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لئے حرام ہیں (خزائن) اور اس میں شک کرنا کفر ہے۔ (نور العرفان، روح البیان)

شانِ نزول

آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ تیمی نے کہہ دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فوت ہونے کے بعد میں بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کروں گا۔ایک اور روایت میں یہ ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے ہماری برادری میں نکاح کیا لیکن ان کی ازواج ہم سے پردہ کرتی ہیں اور وہ خود ہمیں اپنے گھر میں آنے سے روکتے ہیں۔ یہ اس لئے کہا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی تیم ابن مرہ کے قبیلہ سے تھیں یہ کہہ کر اعلان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد میں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نکاح کروں گا۔اس پر یہ آیت "وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ" الخ نازل ہوئی۔

فائدہ عجیبہ

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث شریف کی صحت پر مجھے توقف اور تردد تھا کہ حضرت طلحہ تو عشرہ مبشرہ سے ہیں اور ان کا مرتبہ اور مقام بلند ہے وہ ایسی خفیف حرکت نہیں کرسکتے چنانچہ مجھے بعد کو تحقیق ہوئی کہ یہ طلحہ اور ہے جس کا نام ونسب وغیرہ حضرت طلحہ جیسا ہے "كذا في انسان العيون"

فقیر اُویسی کہتا ہے کہ یہی ہمارا مؤقف ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوبوں پر بدگمانی سے بچتے اور ان کے ساتھ حسن عقیدت کا دم بھرتے ہیں۔فللہ الحمد علیٰ ذلک

ترکہ کی عدم تقسیم

اس کا وہی استدلال جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا اور اہل تشیع کی صحاح اربعہ میں اولین صحیح کافی میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

یہ ہیں حیی ابدی ان کو رضاؔ
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

حل لغات

حی، زندہ۔قضا، خدا کا حکم۔مانی، تسلیم کی ہے۔

خلاصہ

اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں موت آئی اور انہوں نے اسے قبول کیا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا وہ انہوں نے تسلیم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لئے زندہ رکھا۔

شرح

یہ تمام سابقہ اشعار کا نتیجہ اور آخری فیصلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے موت کا آنا بھی حق ہے پھر ان کا دائمی زندہ رہنا بھی حق۔

ازالہ توھمات

حیوۃ الانبیاء عقائد سے تعلق رکھتا ہے اور عقائد نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہوتے ہیں شہداء کی طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نص صریح نہیں۔

جواب

اس وہم کے ازالہ کے لئے ایک قاعدہ یاد رکھیں وہ یہ کہ شہداء انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام سے مرتبہ میں کم ہیں جن نصوص سے شہداء کے لئے حیات ثابت ہے انہی سے انبیاء کی حیات ثابت ہوگی اس لئے کہ اہل عرب کا طریقہ ہے اور قرآنِ مجید کا خصوصی اسلوب ہے کہ ادنیٰ کے احکام کے بعد اعلیٰ کے احکام کی تصریح نہیں کرتا مثلاً آیت میراث میں میت کی ماں کا حکم صراحۃً بیان فرما کر باپ کا ذکر نہیں فرمایا اس سے متفقہ فیصلہ ہے ادنیٰ (ام) کی تصریح کے بعد اعلیٰ (اب) کی صراحۃً ضرورت نہیں بلکہ اس طریقہ کو فصاحت و بلاغت کے قواعد پر کہا گیا ہے۔"الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ" کنایہ صراحت سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے اس قاعدہ کو اگر کوئی غبی نہیں سمجھتا تو وہ معذور ہے اور قرآن اس کا ذمہ دار نہیں اس لئے قرآن کو اذکیاء ہی سمجھے ہیں اس قاعدہ کو سمجھنے کے بعد آیات شہداء سے حیاتِ انبیاء کا انکار کرنا غباوۃ و جہالت کا ثبوت دینا ہے۔

دوسرا قاعدہ

حیاتِ شہداء سے روح کا بقاء و دوام مراد نہیں اس لئے کہ طبعی موت کے بعد ہر مومن و کافر کی روح کو بقاء و دوام ہے اگر صرف یہی مراد ہے تو پھر شہید کی حیات کی تخصیص کیا ہوئی۔ قرآن مجید اور احادیث سے یہ نظریہ اور عقیدہ قطعاً کافرانہ ہے کہ موت کے بعد زندگی کا بالکلیہ خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ ہر انسان کے لئے حیاتِ برزخی ثابت ہے "ثم یعاد فیہ الروح" کے ارشادِ نبوت کے مطابق پھر اس میت میں روح لوٹائی جاتی ہے وہ پاؤں کی آہٹ تک محسوس کرتا ہے اور وہ جسد، جسمانی آنکھوں سے آنے والے فرشتوں کی مہیب صورتیں دیکھتا ہے ان کی باتیں سنتا ہے اور بیٹھ کر اپنی زبان سے ان کے سوالات کا جواب دیتا ہے اور آخر کار اپنے اعمال کے لحاظ سے قبر ہی میں راحت یا تکلیف پاتا ہے قبر پر سے ہر گزرنے

والے آشنا کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ سید عالم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی

القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من الميزان

قبر انسان کے لئے گوشۂ راحت ہے یا عذاب کی وادی۔

یہ اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جب ہر انسان کے لئے حیاتِ برزخی تسلیم کی جائے لامحالہ از روئے احکام شریعت تسلیم کرنا ہوگا کہ موت کے بعد ہر نیک و بد انسان کو ایک روحانی زندگی نصیب ہوتی ہے لیکن اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والے خوش نصیب انسانوں کو ایک مخصوص زندگی عطا ہوتی ہے جس کا قرآنِ عظیم مقامِ مدح میں ذکر کر رہا ہے شہید کی اس برزخی زندگی سے مراد شہید کے جسم اور روح کی وہ محدود شعور و ادراک سے کہیں بالاتر ہے۔

نکتہ

"یُــرْزَقُـوْنَ" کے قرآنی لفظ ہے روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے اس زندگی سے مراد حیاتِ معنوی روحانی نہیں بلکہ اسلام شہداء کے لئے ایک ایسی زندگی ثابت کر رہا ہے جس میں وہ زمین اور آسمان، جنت اور عرش تک جہاں تک چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور اس رزق سے مراد رزقِ روحانی نہیں بلکہ یہی دنیوی رزق جو عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی یمنی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے لکھا

المراد بالمرزق المعروف فی العادات علی ماذهب اليه الجمهور السلف

یعنی وہ رزق کوئی دوسرا اور رزق معنوی یا روحانی نہ ہوگا بلکہ یہی رزق جو عرفِ عام میں مراد ہے اور عادت ہے کہ لوگ اُس کو کھاتے ہیں اور یہی مسلک حق جمہور اہل سنت کا ہے۔

قرآنی صفحات آیاتِ شاہد عادل ہیں کہ صرف روحِ انسانی کے لئے کسی مقام پر غذا کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی روح کے لئے کوئی رزق ثابت ہے بلکہ روح اپنی بقاء اور وجود میں اس عالم کی کسی چیز کی محتاج نہیں۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کو زندہ جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے اور وہ اپنے دوستوں اور معتقدوں کی مدد کرتے ہیں، مخلصوں کو نوازتے ہیں، ان کی مرادیں برلاتے ہیں، ہر طرح کا فیض ان کے مزارِ مبارک پر حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا ہے چنانچہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیر مظہری جلد۲ میں ارقام فرماتے ہیں

بَلْ أَحْيَاءٌ يعنى ان الله تعالى يعطى لارواحهم قوة الأجساد فيذهبون من الأرض والسماء والجنة حيث يشاؤن وينصرون أولياء هم ويدمرون أعداء هم ان شاء الله تعالى ومن أجل ذلك الحيوة لا

تأكل الأرض أجسادهم ولا أكفانهم.

اللہ تعالیٰ شہداء کی ارواح کو جسموں کی قوت سے نوازتا ہے اور وہ زمین، آسمان، جنت جہاں چاہتے ہیں آزادی سے سیر کرتے ہیں اپنے دوستوں کی امداد اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اس ممتاز زندگی کی وجہ سے زمین ان کے جسموں اور کفنوں کو نہیں کھاتی۔

یہی قاضی صاحب اپنی کتاب تذکرۃ الموتی والقبور میں اسی مسئلہ حیات شہداء اور اولیاء کو مفصل تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شہیدوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے "بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" مراد اس سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ اُن کی روحوں کو ایسی جسمانی قوت عطا فرماتا ہے کہ جس جگہ وہ چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور یہ حکم شہیدوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ انبیاء اور صدیق جو شہیدوں سے افضل ہیں اور اولیاء بھی شہیدوں کے حکم میں ہیں کہ انہوں نے جہاد بالنفس کیا ہے جو جہادِ اکبر ہے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ عالی

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر ہم نے رجوع کیا جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف

اسی سے کنایہ ہے۔

اولیاء اللہ نے فرمایا کہ ہماری روح جسموں کا کام کرتی ہے اور کبھی جسم ہمارے نہایت لطافت اور پاکیزگی سے برنگ ارواح نمودار ہوتے ہیں چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا ان کی روح تمام زمین وآسمان اور بہشت جس جگہ کہ چاہتی ہیں جاتی ہیں اور دوستوں اور معتقدوں کی دنیا وآخرت میں امداد کرتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور ان کی ارواح سے اُویسیہ فیض باطنی پہنچتا ہے اور اسی حیات کے سبب سے ان کے جسموں کو قبر میں مٹی نہیں کھاتی بلکہ کفن تک بھی محفوظ رہتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ مومنوں کی روحیں جگہ چاہیں سیر کرتی ہیں مومنوں سے مراد کاملین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو ارواح کی قوت دیتا ہے کہ وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں اور قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

تفسیر عزیزی میں آیت "وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ" کے تحت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں

مگوئید درحق کسے کہ کشتہ شود درراہٗ خدا درجہاد کہ ایشاں مردہ اند روح چونکہ

عاقل قوی بود حالاہم ہست وشعور وادراکے کہ داشت حالاہم دارد بلکہ صاف تردروشن ترزیرکہ تدبیر بدن وتوجہ بامور سفلانیہ اوراازصفائی ادراك مانع می شد چوں از بدن جداشد آں مانع مرتفع گشت پس درحقیقت ایشاں اتم از حیات دنیوی است "وَّ لٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ" لیکن شما شعور ندارید کہ ایشاں درترقی اعمال ودرتمتعات وتلذذات بدنی باشما شریك انداز شما زیادہ تردافردں تربایں جہت کہ آں ابدان ایشاں از نظر شما غائب اندودر عالم دیگر ورائے عالم شمار رزق ایشاںوسیر ودورِ ایشاں مفرداست مانند کسیکہ در ولایت بیوہ ہامے خورد و سیر گلزار مے نماید واہل ہندوستان چوں اورا نہ بینند مردہ از کارند۔انتہی

یعنی اس کے بارے میں جوراہ خدا میں جاں بحق تسلیم ہولفظ مردہ کا اطلاق نہ کرو چونکہ روح جوقوی کی عامل تھی اب بھی ویسی ہےاورادراک وشعور جورکھتی تھی اب بھی رکھتی تھی بلکہ زیادہ زیادہ صاف اورزیادہ روشن اس لئے کہ بدن کا نظام اور امورسفلی کی طرف رجحان اس کوصفائی ادراک سے رکاوٹ کا باعث تھے جب بدن سے سلسلہ منقطع ہوگیا وہ باعث رکاوٹ بھی معدوم ہوا سوفی الحقیقت ان کی زندگی دنیوی زندگی سے زندگی کامل ہے مگرتم شعورنہیں کرسکتے ہواورتم عقل سے ادراک نہیں کرسکتے کہ وہ اعمال کی ترقی اورلذاتِ نفسانی سے متمتع ہونے میں تمہارے ساتھ شریک ہیں بلکہ تم سے زیادہ طور پراس سبب کہ ان کے اجسام تمہاری نظر سے ہیں اورایک دوسرے عالم میں سوائے اس تمہارے عالم فانی کے ان کا رزق اورسیروسیاحت مقرر ہے مثل اس شخص کے جوولایت میں میوؤں سے نعمت یاب ہوتا ہےاورسیرچمن میں مصروف ہےاورنظر سے غائب ہونے کی وجہ سے ہندوستان والے اس کومردہ سمجھتے ہیں۔

شہیدوں کا شعور وادراک

شہادت کے بعد شہید کی حالت میں کسی طرح کا تغیر نہیں ہوتا ان کا علم اورقوت اورتصرف بعینہ باقی رہتا ہے وہ حاجت مندوں اورپکارنے والوں کوپہچانتے ہیں اوردنیوی زندگی کی طرح ان کی حاجتوں کوپورا کرتے ہیں

عن عائشة رضی اللہ عنها قالت كنت أدخل بيتی الذی فيه رسول اللہ صلی اللہ عليه و سلم و أنی واضع ثوبی و أقول إنما هو زوجی و أبی فلما دفن عمر معهم فو اللہ ما دخلت إلا و أنا مشدودة علی ثيابی حياء من عمر رضی اللہ عنه . (رواہ احمد فی مسندہ)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرہ میں جہاں سرورِ کائنات ﷺ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ استراحت فرما ہیں بے چادر اوڑھے کھلے منہ پھرا کرتی تھی اس خیال پر کہ حضور اکرم ﷺ میرے شوہر ہیں اور ابوبکر میرے باپ ہیں مگر جب عمر فاروق بھی اس حجرہ اقدس میں دفن ہوئے تو پھر میں کبھی بھی ننگے سر اور ننگے منہ حجرہ میں داخل نہیں ہوتی ہوں کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف رکھتے ہیں جو غیر محرم ہیں مجھے اُن سے شرم آتی ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ حقیقت واشگاف ہو جاتی ہے کہ اولیاء و شہداء قبروں میں زندہ ہیں اور ان کا علم و شعور بدستور قائم ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبى صعصعة أنه بلغه:ان عمرو بن الجموح وعبد الله بن عمرو الأنصاريين ثم السلميين كانا قد حفر السيل قبرهما وكان قبرهما مما يلى السيل وكانا فى قبر واحد وهما ممن استشهد يوم أحد فحفر عنهما ليغيرا من مكانهما فوجدا لم يتغيرا كأنهما ماتا بالأمس وك أحدهما قد جرح ووضع يده على جرحه فدفن وهو كذلک فأميطت يده عن جرحه ثم أرسلت فرجعت كما كانت وكان بين أحد وبين يوم حفر عنهما ست وأربعون (مؤطا امام مالک مع ترجمہ وحیدالزمان صفحہ ۴۱۱)

عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ عمرو بن الجموع اور عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی جو شہید ہوئے تھے جنگ احد میں ان کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے اکھیڑ دیا تھا اور قبر ان کی بہاؤ کے نزدیک تھی اور دونوں ایک ہی قبر میں تھے تو قبر کھودی گئی تا کہ لاشیں ان کی نکال کر اور جگہ دفن کریں دیکھا تو ان کی لاشیں ویسی ہی تھیں جیسے وہ شہید ہوئے تھے گویا کہ کل مرے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو جب زخم لگا تھا تو اس نے ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا جب ان کو دفن کرنے لگے تو ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر پھر ہاتھ وہیں آ گیا جب ان کی لاشیں کھودیں تو جنگ احد کو چھیالیس برس گذر چکے ہیں۔

یہ بحث بڑھتی چلی جائے گی منکرین حیاۃ الانبیاء کا آخری وہم زائل کر کے بحث ختم کرتا ہوں۔

سوال

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۳۰)   بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء مر گئے۔ (معاذ اللہ)

الجواب

ہم نے ان کی موت کا کب انکار کیا ہے۔ یہ سوال تو اس پر نبی ہوگا جو مطلقاً موتِ انبیاء کا منکر ہو ہاں ان کی اور عوام کی موت میں فرق ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے "اِنَّکَ مَیِّت" کو علیحدہ ذکر کیا یہ فرق میت ظاہر کرتا ہے کہ موت موت میں فرق ہے ہاں یہ موت ایک وعدۂ الٰہیہ کا نام ہے تمام مخلوق کو موت آتی ہے لیکن انبیاء کو اللہ تعالیٰ فوراً زندہ کر دیتا ہے اگر اس آیت سے وہی موت مراد لی جائے جو کفار اور گنہگاروں کو آتی ہے تو پھر اس آیت اور ان احادیث میں مطابقت کیسے ہوگی جن میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ انبیاء کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی اور وہ زندہ ہیں۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ کفار اور انبیاء کی موت میں فرق ہے اور بعد موت بھی فرق ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو موت کے وقت اختیار دیتا ہے کہ آپ جتنی عمر چاہیں ہم عطا کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ

قالت سمعت النبی ﷺ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یقول ما من نبیٍّ یمرض إلا خیر بین الدنیا والآخرۃ وکان فی شکواہ الذی قبض فیہ أخذتہ بحۃٌ شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین أنعم الله علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین فعلمت أنہ خیر متفق علیہ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی مگر انہیں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے اور آپ اس مرض میں تھے جس میں وفات پا گئے تو آپ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا۔ میں نے آپ کو کہتے سنا کہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ تو میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

وفات کے وقت جنت کے اعلیٰ مقام حضور اکرم ﷺ کے سامنے تھے خدا منتظر کھڑے اور محبوبِ خدا ﷺ "اللھم الرفیق الاعلیٰ" کا نعرہ لگا کر عالم بالا پر تشریف لے گئے۔

وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ ﷺ یقول وھو صحیح إنہ لن یقبض نبیٌّ حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عائشۃ فلما نزل بہ ورأسہ علی فخذی غشی علیہ ثم أفاق فأشخص بصرہ إلی السقف ثم قال اللھم الرفیق الأعلی قلت إذن لا یختارنا قالت وعرفت أنہ الحدیث الذی کان

يحدثنا به وهو صحيح في قوله إنه لن يقبض نبيٌّ قط حتى يرى مقعده من الجنة ثم يخير قالت عائشة فكانت تلك آخر كلمة تكلم بها رسول الله ﷺ اللهم الرفيق الأعلى. متفق عليه (مسلم وبخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انہیں ان کا مقام نہ دکھا دیا جائے پھر انہیں اختیار دیا جائے۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ پر نزع طاری ہوا اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو آپ پر غشی آ گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اُٹھائی پھر فرمایا الٰہی میں نے اوپر کے ساتھی قبول کئے میں بولی کہ اب حضور ہم کو تندرستی میں خبر دیتے تھے۔ اس فرمان کے متعلق کہ کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتیٰ کہ اسے اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر اختیار دیا جاتا ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آخری بات حضور اکرم ﷺ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ میں نے اپنے اوپر کے ساتھی قبول کئے۔

خلاصہ کلام

اللہ تعالیٰ نے (بعد وصال) آپ کے اجسام مبارکہ کو یہ حالت اور قدرت عطا کی ہے وہ جہاں کہیں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں خواہ بعینہٖ یا مثالی طور پر خواہ آسمان پر یا زمین پر، خواہ قبر شریف میں یا کسی دوسری جگہ، ہر حالت میں ان کو قبر شریف سے ایک نسبت خاص حاصل ہے۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت ہے کہ جب خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا باغیوں نے محاصرہ کر لیا تو آپ سے بعض صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے فرمایا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ ملک شام تشریف لے جائیں تا کہ اس پریشانی سے آپ کو نجات مل جائے تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں اپنی دارِ ہجرت کو چھوڑ دوں اور رسول اللہ ﷺ کی مجاورت (پڑوسی ہونے) کو ترک کر دوں۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ حضور اکرم ﷺ کے حقیقی حیات کا تھا ورنہ پڑوس نہ چھوڑنے کا کیا معنی۔

واقعہ نور الدین زنگی

حضور اکرم ﷺ کا قبر مبارک میں زندہ تشریف فرما ہونے کی سب سے بڑی دلیل سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے جو ۵۵۷ھ میں پیش آیا یعنی سلطان نے خواب میں تین سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت کی اور آپ نے سلطان کو ایک نصرانی کی اس خباثت سے آگاہ فرمایا جو آپ کی قبر شریف کے سلسلہ میں وہ کرنے والا تھا (اس خبیث نے یہ طے کیا تھا کہ درپردہ نقب لگا کر آپ کے جسد مطہر ومقدس کو حاصل کرلے گا) سلطان حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ سے یہ اطلاع پاتے ہی فوراً ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا تو وہاں دو ملعونوں کو پایا جو زیر زمین قبر شریف تک ایک نقب تیار کررہے تھے سلطان نے ان دونوں کو گرفتار کرکے زندہ جلا ڈالا اور پھر حجرۂ شریف کے چاروں طرف خندق کھدوا کر اس کو سیسہ سے بھروادیا۔ اس واقعہ کو مدینہ منورہ کے تمام مورخین نے مثلاً جمال الدین ومجدالدین فیروز آبادی اور دوسرے علمائے عظام نے بیان کیا ہے اور شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔

نوٹ

فقیر نے اس واقعہ کو ''تبلیغی جماعت کے کارنامے'' اور کتاب ''محبوبِ مدینہ'' میں تفصیل سے لکھا ہے۔

و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبه الکریم و آلهٖ واصحابهٖ اجمعین

ھذا آخر قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۴ صفر ۱۴۱۶ھ ۲۳ جولائی ۱۹۹۵ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے

نوٹ

جلد نمبر ۸ (مطبوعہ شدہ) کے صفحہ ۳۸۳ کے بعد کا ایک شعر

نہ دل بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے جس کو دیکھو اس کا نزار ہے

حل لغات

بشر، بنو آدم مرد ہوں یا عورت، بچے ہوں یا جوان یا بوڑھے۔ فگار، زخمی، گھائل، آزردہ۔ شکار، حیوان کے مارنے کا ارادہ، تازہ ہوا، حیوان یہاں استعارۃً بمعنی دلدادہ عاشقِ زار۔ ہژدہ ہزار، اٹھارہ ہزار یعنی جملہ عالمین، نزار و بلا، کمزور مفلس مجازاً محبّ، آپ ﷺ کی محبت سے سرشار۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی محبت و پیار میں نہ صرف انسان سرشار ہے بلکہ ہر ملک آپ کے عشق و محبت میں مبتلا ہے اور صرف ایک جہان آپ (ﷺ) سے محبت نہیں کرتا بلکہ اٹھارہ ہزار عالم کا ذرہ ذرہ آپ کا گرویدہ ہے۔ اس شعر میں حضور اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت کے دم بھرنے والوں کی اجمالی فہرست بیان فرمائی ہے۔

(۱) جملہ انسان (۲) جملہ ملائکہ (۳) اٹھارہ ہزار عالم کا ذرہ ذرہ

انسانوں میں سب سے اعلیٰ ترین سادات انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم السلام ہیں ان کی محبت کا کہنا سب سے بڑی دلیل شب معراج ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں پھر اپنے اپنے مقام پر حضور اکرم ﷺ سے اظہارِ عقیدت فرمایا دوسرے نمبر پر حضراتِ صحابہ عظام ہیں ان ہر ایک کی تفصیل میں تطویل ہے یہاں فقیر اجمالی خاکہ ہجرت کے واقعہ کی صورت میں پیش کرتا ہے۔

ہجرت منظر

نبوت کا تیرہواں سال تھا اور ۸ ربیع الاول (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) کی تاریخ تھی اہل طیبہ حضور اکرم ﷺ کے انتظار میں راستہ پر کھڑے تھے جدھر سے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی امید تھی یہ لوگ کئی روز سے صبح صبح ہی آجاتے آج بھی صبح سے دوپہر ہونے کو آئی تھی اور دھوپ میں کافی تیزی پیدا ہو چکی تھی مشتاقانِ جمال میں سے ایک بولا امید نہیں کہ آج بھی زیارت ہو۔ بس تھک گئے کیا؟ رسول اللہ (ﷺ) کا انتظار واہ بھئی! میں تو حضور اکرم ﷺ پر جان قربان کر دینا بھی

کوئی بڑی بات نہیں سمجھتا تو پھر تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آج بھی زیارت کی امید نہیں دیکھتے نہیں دھوپ کتنی تیز ہوگئی ہے پھر کیا؟ تو تمہارا خیال ہے رسول اللہﷺ اتنی گرمی میں بھی سفر جاری رکھیں گے اس وقت تو چرند اور پرند بھی درختوں کے سائے میں آرام کرتے ہیں۔ اچھا! آج نہ سہی تو کل سہی کسی روز تو رسول اللہﷺ تشریف لائیں گے۔ انشاء اللہ ایک نوجوان دونوں کی باتیں سن رہا تھا کہا اب دو ایک اور بھی بات چیت میں شریک ہو گئے۔ میں نے کل بھی ایک تجویز بتائی تھی لیکن کسی نے میری بات نہیں سنی۔ کیا تجویز بتائی تھی تم نے؟ میں نے کہا تھا یہاں سے دو چار آدمی نور کے تڑکے جائیں کہیں نہ کہیں تو قافلہ ملے ہی گا۔ ملے گا تو ضرور لیکن آتو ادھر ہی کو رہا ہوگا۔ بھئی پہلے میری بات تو پوری سنو کہو کہو! اس سے یہ اندازہ تو ہو سکے گا کہ رسول اللہﷺ کس وقت یا کس روز یہاں تشریف لائیں گے۔ تمہارا مطلب ہے کہ کوئی آدمی سواری مبارک کے آنے کی پہلے خبر کر دے۔ ہاں یہی! واقعی تجویز تو اچھی ہے۔ لیکن رسول اللہﷺ کا انتظار کرنا بھی تو ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ اس میں کیا شک ہے؟ تو تجویز اچھی کیسی ہوئی۔ اگر سواری مبارک اچانک آ گئی تو استقبال شایانِ شان نہ ہو سکے گا۔ یہ بھی ٹھیک ہے دیکھیں سواری مبارک کے ساتھ اور کون ہوتا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے یا شاید کوئی راستہ بتانے والا بھی ہو لیکن جنہوں نے رسول اللہﷺ کی ابھی تک زیارت نہیں کی انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ دونوں میں سے خدا کا رسولﷺ کون ہے؟ واہ یہ کیا کہا تم نے چاند بھی چھپا رہتا ہے کبھی؟

دھوپ بہت تیز ہوگئی تھی گرمی بڑھ رہی تھی ہوا بھی گرم ہو چکی تھی، اکثر لوگ مایوس ہو کر گھروں کو واپس جا رہے تھے یہاں بھی یہی ہوا۔ ایک گھر کی طرف لوٹا تو دوسرے بھی ساتھ ہو لئے۔ صبح صبح جس شوق سے یہ لوگ گھروں سے نکلتے اتنے ہی مایوس واپس لوٹتے آج بھی سب لوگ واپس جا رہے تھے لیکن مشتاقانِ جمال کو واپس گئے ابھی کچھ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک یہودی آبادی سے نکلا اور کسی ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اچانک اسے کچھ فاصلہ پر کچھ سوار نظر آئے ان سواروں کے آگے آگے دو اونٹ آگے پیچھے تھے۔ یہودی آنے والوں کی طرف غور سے دیکھنے لگا یہ حضور اکرمﷺ کا ہی مختصر سا قافلہ تھا اسے گمان ہوا کہ مسلمان جس کے انتظار میں یہاں ہر روز آتے ہیں غالباً یہ وہی ہے اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا اہل عرب تم جس کا انتظار کرتے ہو وہ آ گئے۔

یہ آواز کان میں پڑتے ہی شہر میں غلغلہ برپا ہو گیا چاروں سے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگنے لگے انصار ہتھیار سے سج سج کر بیتابانہ گھروں سے نکلے اور قدم بوسی کے لئے راستے پر جا کھڑے ہوئے۔ مشتاقانِ جمال راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے جوں جوں مقدس قافلہ نزدیک آتا جاتا دیکھنے والوں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگے،

نگاہیں روئے اقدس کو ڈھونڈ رہی تھیں، ادب اور احترام سے سب کے منہ پر خاموشی کی مہر لگی ہوئی معلوم ہوتی لیکن ادب اور احترام کی اس پیاری ادا کے باوجود خوشی اور مسرت سے خاموشی کی مہر خود بخود ٹوٹ گئی۔ مشتاقانِ جمال نے پہلے ایک بار پھر دوسری بار اور پھر تیسری بار اس جوش سے نعرۂ تکبیر کیا کہ آسمان پر اگر فرشتوں کے دل بھی دہل اُٹھے تو کوئی تعجب نہیں۔ مدینہ منورہ کی پہلی آبادی قبا تھی اور شہر سے تین میل کے فاصلہ پر تھی قبا میں بہت سے انصار رہتے تھے ان سب سے ممتاز عمرو بن عوف کا گھرانا تھا اور کلثوم بن الہدم خاندان کے بزرگ تھے انصار میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جسے خدا کے حبیب ﷺ کی مہمانداری کا شرف حاصل کرنے کی آرزو نہ ہو لیکن رسالت مآب ﷺ جب کلثوم ابن الہدم کے گھر کے قریب جہاں خاندان کے سارے افراد قدم بوسی کے لئے نظریں جھکائے دست بستہ کھڑے تھے پہنچے تو ان لوگوں نے جوشِ مسرت سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور قیام کے لئے درخواست کی اور حضور نے درخواست قبول فرمائی اور وہیں قیام فرمایا۔ عمرو بن عوف کے گھرانے کے لوگ خوشی اور فخر سے پھولے نہ سماتے اور واقعی یہ فخر کیا کم تھا کہ تاجدارِ دوعالم ﷺ نے انہیں اپنی میزبانی کا شرف بخشا تھا شمع نبوت ﷺ کے پروانے جوق در جوق ادھر اُدھر آرہے تھے زیادہ تر وہ لوگ تھے جو ابھی تک دیدارِ پُر انوار سے آنکھوں کو روشن نہ کر سکے تھے دونوں حضرات کی طرف کچھ حیرت سے دیکھتے تھے حضرت ابوبکر صدیق یہ بات جان گئے چونکہ حضور اکرم ﷺ کے پُرنور چہرۂ مبارک پر دھوپ پڑ رہی تھی ابوبکر چادر لے کر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ پر سایہ کر دیا اب لوگوں نے شمع رسالت کو پہچانا اور پروانوں کی طرح قربان ہونے کے لئے بے قرار اور بے تاب نظر آنے لگے۔

نوٹ

صرف مکہ معظّمہ سے تشریف آوری کی پہلی جھلک دکھائی گئی اس کے بعد حالات کتب احادیث وسیر میں باب الہجرۃ میں ملاحظہ ہوں ہاں ہجرتِ مبارکہ کے آخری مرحلہ کا منظر عرض کر دوں تاکہ قباء شریف مدینہ طیبہ پہونچنے کا منظر دل میں سما سکے۔ مسلم شریف میں ہے کہ جونہی مدینہ طیبہ میں اطلاع پہونچی کہ آقائے کونین ﷺ مدینہ طیبہ شہر کے قریب تشریف لا چکے ہیں

فصصد لرجال والنساء فوق البیوت وتغرق الغلمان ولخدام فی لطرق ینادون یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ ﷺ

اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے نعرے لگاتے پھرتے یا محمد یارسول اللہ یا محمد

یارسول اللہ (ﷺ)

تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم

انسانوں کے سلسلۂ عشق رسول ﷺ کی آپ کڑی سے کڑی ملاتے جائیں تو وہی بات ہوگی کہ

ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لئے　　　ہر اک تیرے لئے کفن بر دوش ہے

یہاں تبرک کے طور پر اپنے سلسلہ اُویسیہ کے سرتاج کا مختصر سا نمونہ عرض کرتا ہوں

آفتابِ امت خیر التابعین خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی جب بھی زباں پر آتا ہے عشق کی شیرینی وحلاوت کے لئے آتا ہے محبت کے انوکھے اور نرالے انداز بتاتا ہے اور یوں آپ کو مختلف القاب سے پکارنے کو جی چاہتا ہے کہ کبھی تو آپ کو آفتابِ امت، شمع دین وملت، کہیں کبھی خیر التابعین بلکہ امام التابعین، کہیں کبھی سرخیل گروۂ اصفیاء اور سلطان الکاملین اور کبھی کہیں محبوبِ عاشقین اور سلطان العاشقین عرض کریں۔ امت مصطفیٰ ﷺ میں منفرد شخصیت جس کے ادب رسول، عشق رسول اور اطاعت رسول ﷺ کے انداز اپنی مثال آپ تھے۔

روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب بھی یمن کی جانب چہرہ اطہر کیا کرتے تو فرماتے مجھے اس طرف سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ایسا ہے جو قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر شفاعت کرے گا صحابہ نے عرض کیا ایسا کون ہے؟ تو فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے جب صحابہ کرام نے بالاصرار نام کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا تو وہ اُویس قرنی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی کیا وہ کبھی آپ کی خدمت اقدس میں آئے تھے فرمایا نہیں اس نے چشم ظاہر سے نہیں دیکھا لیکن چشم باطن سے مجھے دیکھ چکا ہے اس کے یہاں نہ آنے کے دو سبب دو ہیں ایک تو غلبہ حال اور دوسری اتباع شریعت اس کی والدہ ضعیف اور نابینا ہے وہ اس کے لئے قربانی کرتا ہے (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی محفل پاک میں موجود تھے) سرکارِ انور ﷺ نے فرمایا سوائے ابوبکر کے تم دونوں اُویس کو دیکھو گے اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے تمام جسم پر بال ہیں اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر درہم کے برابر ایک سفید داغ بھی ہے اور وہ مرض کا داغ نہیں ہے جب وہ تم سے ملیں گے ان کو میرا سلام کہنا کہ میری امت کے حق میں دعا کرنا محفل رسالت ﷺ میں عرض کی گئی وہ ہمیں کہاں ملیں گے فرمایا شتربانی کرتے ہوئے یمن میں۔

یہاں تک کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیس سال اس محبوب آفتابِ امت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تلاش میں رہے حضرت عمر اپنی زندگی کے آخری سال میں حج کے موقعہ پر بذات خود بھی قبائل میں تشریف لے گئے اور آواز لگائی کہ تم میں قبیلہ مراد کا اُویس نام کا کوئی آدمی ہے؟ یہ سن کر ایک بوڑھے آدمی جس کی داڑھی طویل تھی اُٹھے اور عرض کیا کہ ہم اُویس کو نہیں جانتے البتہ میرا ایک بھتیجا اس نام کا ہے لیکن وہ گمنام اور بے پایہ ہے اور یہ رتبہ نہیں رکھتا امیر المومنین کے پاس اس کا ذکر ہو وہ ہمارے اونٹ چرانے کو لے گیا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا کہ وہ ہمیں کہاں ملیں گے جواب ملا کہ میدانِ عرفات میں جہاں پیلو کے درختوں کا جنگل ہے یہ سن کر فاروق اعظم اور اسد اللہ دونوں اونٹ پر سوار ہوئے اور بڑی تیز رفتاری سے قرنی لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے سایہ میں نماز پڑھ رہا ہے اور اونٹ اردگرد چر رہے ہیں۔ اصحابِ ذی وقار نے جاتے ہی سلام کیا اور ہاتھوں کی ہتھیلی پر نشان دیکھے پھر حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا اور امت کے حق میں دعا کرنے کا حکم سنایا۔ حضرت اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں استغفار میں کسی کو بھی مخصوص نہیں کرتا نہ اپنے آپ کو نہ اولادِ آدم میں سے کسی اور کو بلکہ تمام مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کے لئے دعائے مغفرت کی دعا کرتا ہوں پھر کہا کہ میرا حال آپ دونوں نے ظاہر کر دیا اب آپ بھی اپنی تعریف فرمائیے۔ حضرت علی نے فرمایا یہ امیر المومنین عمر ہیں اور میں علی ابن ابی طالب ہوں یہ سن کر حضرت اُویس سر وقد کھڑے ہو گئے اور سلام کیا کیا۔

شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرۃ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دورانِ ملاقات جب حضرت عمر فاروق نے دریافت کیا کہ آپ نے سرکار ﷺ کی زیارت کا شرف کیوں حاصل نہیں کیا؟ تو اس کے جواب میں خواجہ اُویس نے کہا آپ نے سرکار کی طویل صحبت پائی ہے بتائیے حضور کے دونوں ابروئے مبارک باہم متصل تھے یا منفصل تھے۔ یہ دونوں حضرات غور کرنے لگے اور خاموش رہ گئے خواجہ اُویس نے دوبارہ پوچھا کہ حضور کے غزوۂ احد میں کون سے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور اس حادثہ کے بعد آپ لوگوں نے سرکار کی تابعیت میں اپنے دانت کیوں نہ توڑ ڈالے پھر آپ نے اپنا منہ کھول کر دکھایا تو آپ نے سارے دانت توڑ لئے ہیں تو مجھے قرار آیا۔ یہ سننے کے بعد ان لوگوں پر رقت طاری ہوگئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مقامِ ادب واقعی کچھ اور ہے۔

یہ کیفیت ملتی ہے جس کے مقدر میں   مئے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشے میں نہ ساغر میں

نہ جانے کیفیات رقت و مستی کب تک موجود رہیں اور کیا کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں کہ حضرت اُویس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ حضرات کو تکلیف ہوئی اچھا اب آپ تشریف لے جائیں قیامت بہت نزدیک ہے اس جگہ ہمیں وہ دیدار ہوگا جس کے لئے بازگشت نہیں میں اب قیامت کے راستے کے سامان میں مشغول ہوتا ہوں جب قرنی لوگ فاروق اعظم اور اسد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حضرت اُویس کی خدمت میں آئے تو انہوں نے آپ کا مرتبہ سمجھا اور آپ کا احترام کرنے لگے۔

وہاں سے آپ کوفہ منتقل ہوئے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑائی کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

عاش حمید او مات شہید ازندہ رہے تو حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے تعریف ہوئی انتقال فرمایا تو شہادت پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ گندمی رنگ، معتدل قد و قامت، دبلے اور لاغر جسم کے انسان تھے آپ کے سر اور داڑھی کے بال اکثر پریشان اور گرد آلود رہتے تھے، آنکھیں سیاہ تھیں، پیشانی پر نشان بندگی کی منور علامت تھی اور بائیں ہاتھ پر ایک دینار کے برابر سفید نشان تھا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں کہ تارکین دنیا کے امام حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ نے دنیا سے اس قدر کنارہ کشی کی کہ معاشی مسائل اور گذر بسر میں اس قدر توکل اپنایا اور صبر و شکر اس طرح کیا کہ دنیا نے آپ کو دیوانہ سمجھ لیا۔ قرن کی آبادی سے باہر ایک گوشہ عافیت میں چھپ کر آپ اس طرح خدا کی یاد میں برسوں مشغول رہے کہ وہاں کسی کو آپ کی موجودگی کا علم نہیں تھا۔ عشاء کے بعد آبادی میں قدم رکھتے اور رات ختم ہونے سے پہلے آبادی سے باہر پہنچ جاتے، راستے میں کھجور کی گٹھلیاں چن لیا کرتے وہی ان کی خوراک اور غذا تھی ان میں اگر کوئی ایک آدھ کھجور ہوتی تو اسے افطار کے واسطے اُٹھا رکھتے اور کبھی زیادہ کھجوریں آجاتیں تو بھی افطار کے واسطے اُٹھا کر پاک کر لیتے اور بلا تکلف استعمال میں لاتے۔ اخلاق کا یہ عالم تھا کہ چھوٹے اور بڑے جب راستے میں کپڑے اور گٹھلیاں چنتے ہوئے دیکھتے تو کنکر مارتے تھے آپ ان سے کہتے ہوئے کہ چھوٹے کنکر مارو تا کہ خون نہ بہہ جائے خون بہے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور ذکر خدا میں خلل ہوگا۔

خواجہ حسن بصری نے فرمایا کہ میں نے خواجہ اُویس قرنی کو دیکھا کہ اونٹوں کی اون کا بنا ہوا تہبند باندھے ہوئے تھے جس میں بہتیرے پیوند ہیں لوگوں کے اونٹ جنگل میں لے جا کر چراتے تھے اس میں جو کچھ مزدوری ملتی وہ والدہ کی

خدمت میں پیش کر دیتے تھے آپ کا اندازِ رہائش ایسا تھا کہ جس طرف چلے جاتے لوگ نفرت کا برتاؤ کرتے تھے اس کے باوجود ذاتِ باری تعالیٰ سے محبت اور قلبی تعلق کا یہ حال تھا کہ حضور اکرم ﷺ آپ کی ملاقات کے مشتاق تھے آپ نے ایک بار فرمایا مجھے اپنے بھائی کی ملاقات کا بہت شوق ہے ایک بار فرمایا

انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن　　میں یمن کی جانب سے رحمت محسوس کرتا ہوں

ملفوظات

☆ جو شخص حقیقت میں وحید ہوتا ہے وہ لوگوں سے محبت رکھتا ہے لیکن یہ محبت اس کی وحدت میں مزاحم نہیں ہوتی۔

☆ جو لوگوں میں مشغول ہوتا ہے گوشہ نشینی اس کی فراغت کا سبب نہیں ہوتی۔

☆ لوگوں سے قطع تعلق حب الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا اور جسے واقعی حق تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے لوگوں سے ظاہری میل جول اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔

☆ اسلام تو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی پر سب کچھ قربان کرنے کا نام ہے۔

☆ اگر حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے تو آپ ﷺ پر بکثرت درود بھیجا کرو۔

☆ جس نے بلندی طلب کی تو اسے تواضع میں پایا۔

☆ رفعت طلب کی تو اسے نصیحت میں پایا۔

☆ مروت طلب کی تو اسے سچائی میں پایا۔

☆ فخر طلب کیا تو اسے فقر میں پایا۔

☆ شرافت طلب کی تو اسے قناعت میں پایا۔

☆ رحمت طلب کی تو زہد و عبادت میں پایا۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "ذکرِ اُویس" پڑھیے۔

ملائکہ کرام کا عشق رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ سے ملائکہ کرام علیہم السلام سے محبت و عشق ڈھکا چھپا نہیں۔ حضرت عارف رومی قدس سرہ نے فرمایا

ہر ملک قربان احسن خوئے تو

اس دعویٰ پہ دلیل کی حاجت ہی کیا ہے جب جملہ ملکوت کا صدر معظم سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ہے

آفاقھا گردیدہ ام مہرتباں ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ملائکہ کرام کے عشق و محبت کی داستان بھی طویل ہے چند شواہد حاضر ہیں۔

غزوۂ بدر میں ملائکہ علیہم السلام

بدر کی جنگ میں ملائکہ کرام کی حاضری کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یومِ بدر تھا کچھ جنگ کرنے کے بعد میں نے جلدی سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ دیکھوں آپ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور کہہ رہے ہیں "یاحیی یا قیوم، یاحیی قیوم" اس سے زیادہ نہیں کرتے پھر میں جنگ کی طرف چلا کچھ دیر کے بعد پھر آیا تو حضور اکرم ﷺ بدستور سجدے میں تھے اور "یاحیی یاقیوم" کہہ رہے تھے پھر جنگ کی طرف پلٹا اور پھر آیا حضور اکرم ﷺ کو سجدے میں پایا اور آپ اب بھی "یاحیی یاقیوم" کہہ رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کو فتح سے نوازا۔ (ابن سعد، بیہقی)

بادل میں گھوڑوں کی آواز

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ بنی غفار کے ایک شخص نے اپنا واقعہ سنایا اس نے بتایا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی بدر میں حاضر ہوئے اور ہم لوگ اپنے شرک پر ثابت قدم تھے ہم دونوں ایک پہاڑ پر چڑھے اور انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک شکست کھا کر بھاگے اور ہم جا کر مال لوٹیں اس دوران ایک طرف سے بادل اُٹھا اور جب وہ بڑھ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی اور یہ سنا کہ ایک سوار کہہ رہا تھا "اے خیرِ دم آگے بڑھو" اس واقعے سے میرے ہمراہی کا دل پھٹ گیا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا میں خود بھی قریب ہلاکت تھا مگر بچ گیا۔ (ابن اسحٰق، ابن جریر وغیرہ)

فرشتوں کا نزول

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں قلیب بدر کے پاس ٹہل رہا تھا کہ یکا یک ایسی تند ہوا آئی کہ میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھی تھی مگر وہ ہوا جو اس سے پہلے آئی تھی دیکھی تھی۔ پھر ایک تند ہوا آئی کہا جو ہوا اول آئی

تھی وہ جبریل امین علیہ السلام تھے کہ ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی نصرت کے لئے آئے تھے دوسری ہوا میں حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے دائیں طرف نازل ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرف تھے۔ تیسری ہوا میں جنابِ اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ سرکارِ دو عالم ﷺ کے بائیں طرف اترے اور میں بھی ادھر ہی تھا۔ (حاکم بیہقی)

کس نے پکڑا

سائب بن ابی جیش سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں واللہ مجھ کو آدمیوں میں سے کسی شخص نے نہیں پکڑا۔ سائب سے لوگ پوچھتے تھے پھر کس نے پکڑا؟ سائب کہتے تھے جس وقت قریش بھاگے میں بھی بھاگا ایک گورا مرد، دراز قد، سفید گھوڑے پر سوار آسمان و زمین کے درمیان تھے اس نے مجھے پاکرسی میں جکڑ دیا اور عبدالرحمٰن آئے انہوں نے مجھے بندھا ہوا پایا بعد میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تجھے ایک فرشتے نے گرفتار کیا۔ (واقدی بیہقی)

جملہ عالمین کا ذرہ ذرہ

ہمارے حضور اکرم ﷺ جملہ عالمین کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں" کما قال علیہ السلام ارسلت الیٰ الخلق کافۃ" میں تمام مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور قاعدہ ہے کہ حقیقی امتی وہی ہے جو اپنے رسول ﷺ سے محبت کرے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

جس دل میں نہ ہو حب حبیب　　　　وہ جگہ خوک وخر کی ہے

اسی محبت کی طرف حضور اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا

مامن شئی الا ویعرفنی انی رسول اللہ الا سردۃ الحیق والانس(او کما قال علیہ السلام)

کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے نہ جانتی ہو سوائے سرکش انس و جن کے۔

یہ سلسلہ لاحد ہے کہ ہر ایک کی محبت کا اظہار کیا جائے اور بہت کچھ سابقہ مجلدات میں لکھا جا چکا ہے۔

☆☆☆☆☆☆